سلسلۂ مطبوعات

شمارہ (۹)

طوطی نامہ

سنہ ۱۰۴۹ھ

از

غواصی

مرتبہ

میر سعادت علی رضوی ایم اے

سنہ ۱۳۵۷ھ

مجلس اشاعتِ دکنی مخطوطات

سرپرست

عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر

(۱) مولوی سید محمد اعظم صاحب ام اے۔ بی۔ ایس سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج .... صدر

(۲) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۳) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پروونشل جامعہ عثمانیہ رکن

(۴) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی عبد القادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) .... رکن

(۶) مولوی سید محمد صاحب ام اے .... (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد

(۷) مولوی میر سعادت علی صاحب ام اے .... شریک معتمد

پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ولی اورنگ آبادی جو گیارویں صدی ہجری کے ربع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے الا بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دیکر ولی کے ان شعرا کو، جنھوں نے ولی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ولی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنتوں

کے آخری زمانے میں اور اس کے بعد اسکی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لئے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اسکی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کردی، اور انکی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدر آباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لئے کچھ رک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لئے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت مسلّم ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام ترقیوں کی بنیاد قایم ہے اور جنکے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کرسکتے ہیں۔ اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے
تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشن یادگار ولی کے موقع پر "دکن کے مخطوطات"
کی جو نمایش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں
جنکی اشاعت سے نہ صرف اردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا،
بلکہ ان سے اردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد
گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی
کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اردو میں عربی اور فارسی کے
الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے
خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اردو سے خارج
کرکے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں
کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کرسکیں گے
کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اردو کی خراد پر چڑھ کر اردو یا ہندستانی زبان
کا جز بن سکتے ہیں۔

حسن اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر
دام فیوضہٗ نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا او۔

اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :۔

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبان تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشاپرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرمانروایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اسلئے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر ہیں۔ بہرحال اس اہم کام کی تکمیل کے لئے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیئے"

نواب صاحب ممدوح نے قدرشناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :۔

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شائع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار رہوں۔"

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کیگئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لیکر انکی اشاعت کی ابتدائی مراحل طے کئے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۴) مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔ اے........ (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام اے......... شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لئے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل

صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ انکی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زورؔ نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں پر جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم

داخلہ نمبر	۲۳۹۲۵
فن نمبر	۲۵۱ ع
کتاب نمبر	

سلطان عبداللہ قطب شاہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ زندگی

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملا غواصی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ ہمعصر شعراء اور خود غواصی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اوس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جاسکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔

غواصی کی تاریخِ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوی۔ وہ سرکاری ملازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔ باوجود کوشش کے اُسے دربار شاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہد حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی

جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سُلطان عبداللہ کے تخت نشیں ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو بر آنے کا وقت آ چکا ہے چنانچہ اس نے مثنوی سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنا کا اظہار سُلطان عبد اللہ کو مخاطب کرکے اس طرح کیا:۔

جو سُلطان عبداللہ انصاف کر ۔۔۔ میرے جوہراں پوتے دل صاف کر

دیوے داد میرا بہوت مان پانوں ۔۔۔ اُس دور تے تا گریباں پانوں

کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے ۔۔۔ تو تازہ میرا طبع گلزار ہوئے

کہ غمگیں ہوں میں سخت سنسار تے ۔۔۔ دھروں دغدغے لاک اس آزار تے

پریشانگی میں جمیا خیال میں ۔۔۔ لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں

بہر حال یو نظم الہام سوں ۔۔۔ کیا میں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰۳۵ھ تک غواصی عسرت ہی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا اور ۱۰۴۵ھ میں بحیثیت شاہی سفیر کے دربار بیجاپور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوی کہ دس پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دنیوی

مراتب و اعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہو گئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنۂ تصنیف ۱۰۴۹ھ) کے آخر میں اپنے دنیادار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیہ کر لیتا ہے۔ اس کا دل دنیا کے سازو ساماں عیش و عشرت۔ مال و دولت سے سیر ہو چکا ہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزومند ہے۔ غواصی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنئے:

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص — لگا عشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کتا نفس کے کئے منے — کتا ہوئیگا ناؤں کے پئے منے
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز — کریگا کتا خود نمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے — نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا — ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا
جکچ خواست تیرا ہی سب اسپو چھوڑ — دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا — یو بھاندا ہے درویش ہور شاہ کا
سنبھال اپس اے یار اس دام تے — نکو غافل اچھ آپنے کام تے
اچا دم جم اللہ کے نام سوں — متارہ سدا عشق کے جام سوں (طوطی نامہ)

یہ کسی طرح نہ معلوم ہو سکا کہ غواصی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوئی اور ملک الشعراء کا

خطاب کس سلسلہ میں عطا ہوا۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ سلطان عبداللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر غواصی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ یا کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں ایک واقعہ درج ہے کہ سلطان عبداللہ کو ۱۰۴۱ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا تو وجہی اور غواصی نے تاریخ ولادت کہی۔ اصل عبارت اس طرح ہے :-

اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است

"آفتاب از آفتاب آمد پدید"

۱۰۴۱

و ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است این کلمہ را مادۂ تاریخ ساختہ است

"محفوظ باد"

۱۰۴۱

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کر سکتے کہ حقیقتاً غواصی نے سوائے دو مثنویوں کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا۔ بہت ممکن ہے کہ آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہو جائے۔ البتہ اتنا ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غواصی صرف ایک شاعر ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملاتِ سلطنت میں بھی دخیل تھا چنانچہ

سنہ ۱۰۴۵ھ میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ سنہ ۱۰۴۵ھ میں محمد عادل شاہ بیجاپور نے اپنے درباری شاعر ملک خوشنود کو گولکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ منجانب محمد عادل شاہ سلطان عبد اللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجاپور کی حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لئے روانہ کی گئی تھی۔ ملک خوشنود جب بیجاپور واپس ہونے لگا تو "بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند" غواصی کی دربار عادل شاہ میں خوب آؤ بھگت ہوی اور مراجعت کے وقت "حضرت عادل شاہ میر زین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند" (حدیقۃ السلاطین)

معلوم ہوتا ہے کہ غواصی نے اپنی غیر معمولی قابلیت سے دربار میں رسائی ہونے کے بعد بہت فائدہ اٹھایا اور ایسی شہرت حاصل کی جو اس کے ہم عصر یا بعد کے شعراء میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی بیجاپور میں سفیر کی حیثیت سے رہکر اس نے وہ سکہ بٹھایا کہ نصرتی اور مقیمی اپنی اپنی تصانیف میں اس کا

ذکر کرنے پر مجبور ہوئے ۔ یہی شہرت تھی جس نے میر حسن کو اپنے تذکرے میں غواصی کا حال لکھنے پر مجبور کیا ۔ کیونکہ اسی زمانے کے کسی اور شاعر کا تذکرہ میر حسن نے نہیں کیا ہے ۔

طوطی نامہ میں غواصی نے عورت کی فطرت اور مکروفن کے متعلق کئی شعر جابجا لکھے ہیں ممکن ہے کہ اس کی خانگی زندگی اچھی نہ گذری ہو اور اسے عورتوں کا بہت تلخ تجربہ ہوا ہو ۔ پھر بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ قیاس صحیح ہے جبکہ اس کے متعلق تاریخ یا تذکرے سے ثبوت بہم پہنچانا تقریباً ناممکن ہے ۔

غواصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لئے اس کی آخری زندگی بالکل گمنام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں قرینِ قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا ۔

غواصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل تھا

قریب قریب ناممکن ہے۔ غواصی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی کی شاگردی کی یا خود ساختہ شاعر تھا۔ اپنی پہلی مثنوی سیف الملوک کے تمہیدی حصہ میں باوجود افلاس کی حالت میں رہنے کے اس کی حسبِ ذیل خود ستائی :۔

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں ۔۔۔ دھر نہار رہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب مرے پاس آئے ۔۔۔ مرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے
انن کا بہا کوئی دے نا سکے ۔۔۔ بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے
مرا دل خزینہ جوں معمور ہے ۔۔۔ بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے
مرا گیان عجب شکرستان ہے ۔۔۔ جو اوس تے میٹھا سب ہندستان ہے
جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے ۔۔۔ بھکاری ہیں منج شکرستان کے
شکر کھا مرے شکرستان تھے ۔۔۔ میٹھے بول اٹھے او اپس گیان تھے
جو میں ہم سوں طبع ازمائی کروں ۔۔۔ تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں
سکے کون ملنے مرے طور میں ۔۔۔ کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں
گگن سا تو دفتر مرے شعر کے ۔۔۔ ستارے سو جوہر مرے شعر کے

اور طوطی نامے کے آخر میں اپنی شاعری کی تعلی جو غلو کی حد تک پہنچ گئی ہے :۔

جو طوطی مری طبع کا بے نظیر ۔۔۔ ہے شکر فشانی منے دل پذیر

کیا شکر افشاں اس دھات سوں | کہ دم کوئی اچاوے نہ یاں بات سوں
یو گلدستہ خاصا مرے باغ کا | دوا درد منداں کے ہے داغ کا
اگر یو چڑھے نکتہ دانی کے ہات | سینے پر سُنے کے لکھے نیر سات
جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس | نہ کیوں ہوویں حیران دیک جن و انس
کہ اس دھات کے نور تن رولنا | ہور ایسی نوی مثنوی بولنا
مرا کام ہے اس زمانے میں آج | کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج
جب یو نظم میرا عروسی کیا | سُورج منجسوں آ دست بوسی کیا
کہ جسکے صدف میں رتن صاف ہے | کرے لاف اگر اُن تو انصاف ہے
سخن پروراں یکتے ہیں یک زیاد | ولے ہور ہے منج زباں کا سواد

اِن اشعار سے ظاہر ہے کہ غواصی شاعری میں اپنا مدِ مقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف دکن کی حد تک ہی نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعرار کو اپنا خوشہ چیں سمجھتا ہے۔ اکثر دکنی شعراء نے اپنی اپنی تصنیفات میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے۔ نصرتی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابُو المعالی کی تعریف کی ہے۔ وجہی جس نے غواصی کی طرح اپنی خوب

خودستائی کی ہے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعر فیروز اور محمود کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے۔ اسی طرح ابن نشاطی نے فیروز کو استادِ فن کے لقب سے یاد کیا ہے۔ لیکن غواصی نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعر کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فنِ شعر میں کس قدر اکمل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی۔

غواصی کی اس تعلّی اور ہمہ دانی کے ثبوت میں اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اور طوطی نامہ ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اپجی تصنیف نہیں ۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوتِ تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہو سکتی ہے ۔ غواصی نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے اصل کی صورت اختیار کرلی ۔ یہ اس کی قادر الکلامی ہے۔ وہ نہایت پرگو شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی :-

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں (۱۰۳۵) کیا ختم یو نظم دن تیس (۳۰) میں"

ان دونوں مثنویوں کے تمہیدی اور خاتمہ کے حصّے غوّاصی کی دماغی پیداوار ہیں۔ مختلف عنوانات پر اُسے طبع آزمائی کرنی پڑی ہے مثلاً حمد۔ نعت۔ منقبت۔ مدح بادشاہ۔ وجہہ تصنیف۔ خودستائی۔ تعریفِ سخن۔ فطرتِ نسوانی۔ شاعرانہ تعلّی۔ تصوّف۔ ہم یہاں ہر عنوان کے تحت چند شعر مثالاً نقل کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے ایک خاص بات جو غوّاصی کی طبیعت کے متعلق معلوم ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ اوسکی قادر الکلامی اور طبیعت کی روانی کے آگے کوئی موضوع ایسا نہیں جس پر وہ اظہارِ خیال آسانی سے نہ کرسکتا ہو۔ اشعار میں آمد کی شان یہ بتاتی ہے کہ وہ طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے۔

حمد، نعت، بادشاہ کی تعریف، خودستائی اور شاعرانہ تعلّی کے اشعار ہم نے موقع بہ موقع نقل کئے ہیں بقیہ عنوانات کی مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں :—

منقبت

توں ہے سات جگ کا ولی یا علی ولیاں تیرے جگ کے قلی یا علی

کہ توں وو کلیم آج مغرور ہے
جو کھاندا نبی کا ترا طور ہے

کرامت تھے تیرے کنکر پہاڑ ہوئیں
سکی ڈالیاں سب ہرے جھاڑ ہوئیں

جو سب ٹھار تیری دُرا ہی چلے
سبی کھن میں تیری جو شاہی چلے

بدن پر کروں جیب ہر بال کوں
سراؤں سدا تج نول لال کوں

رہوں تج تھے جگ میں سرافراز ہو
سدا تج ہوا میں اوڑوں باز ہو

رہوں تیرے بندیاں منے خاص ہو
تری مدح دریا میں غوّاص ہو

تعریفِ سخن

قلم کاف و نوں تھے جو نکلیا بہار
سو پہلے بچن کوں کیا آشکار

بچن عرش کرسی پو تھے دھائے ہیں
بچن آدمی کے بدل آئے ہیں

بچن تیج ہووے خدا کا صفت
بچن تے ہووے نعت اور منقبت

بچن تھے بھلے اور برے کام سب
ہر ایکس کوں ہوتے اہیں نام سب

بچن تھے ہوئی نام نیکی بدی
بچن تھے ہووے منتہی مبتدی

بچن تھے چلے دین و دنیا تمام
بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام

بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں
بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

فطرتِ نسوانی

غواصی اگر نار کھا تنک پر آئے | تو سچ بات کوں جھوٹ کریوں ہرائے
جو پھٹ جا سچیاں کا سینا چور ہوئے | بُری ذات ہے یو اگر حور ہوئے
کہ ہے عورتاں کا نپٹ کام خام | نہوئے بھیدانوں کا یکائیک فام
شکر تھے اگرچہ ہے عورت میٹھی | ولے سر بسر زہر کی ہے گھٹی
میٹھیاں گرچہ دستیاں ہیں جوں شکر آج | ولے دل میں کچ نئیں ہے کڑوائی باج
نہ جا ان کی ظاہر کی خوبی پو بھول | کہ کانٹے تے ہے تیز یو گرچہ پھول
غواصی جو ناریاں کیرا مکر کوئے | لکھے سو کتاباں تو پورا نہ ہوئے

تصوّف

طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں | ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہے توں
کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا | سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا
نکو جان پنجیا ہوں کر خاک تے | کہ پیلاڑ ہے توں تو افلاک تے
جکیچ آفرینش کے آثار ہیں | وو سب تج میں جلوا دیونہار ہیں

سمجھ لے توں قدر اپنے اقبال کا ہے دو جگ بہا ترے ایک بال کا
ترِی ذات میں نور اللہ ہے سب ترِی قید میں ماسواللہ ہے سب
توں جانے کیتی لَیْسَ فِی جُبّتِیَ اوچا توں سکے دم انا الحق سہتی
کہے عبد ہور گاہ معبود توں کہے ہم ایاز ہور محمود توں

ہر قصے کے آغاز پر غواصی نے غروب آفتاب کا سماں مختلف طریقہ سے پیش کیا ہے جو قابل دید ہے :۔

جو سنارا سمان کا کہن سال سُنا سور کا مِس میں مغرب کے گھال
رُپا چاند کا کھود مشرق کی کھان جو آنے لگیا سب جہاں جگ مگان
گگن بن تے جھڑ جوں گل آفتاب لیا آپیں بھوئیں میں مغرب کی ذاب
کنول چاند کا نرملا بے بدل چمن تے جو مغرب کے آیا نکل
سُرج روپ ونتا جو یوسف کے سار لیا چاہ مغرب میں اپیں اُتار
سو مشرق کی مچھلی کیرے کر تے جو یونس کے نمنے چندرنس پتے
جو فرعون خورشید کا چھوڑ شرق ہوا غرب نیل آب میں جا کو غرق
سو مہتاب موسیٰ نمن دور تے جوں آیا نکل شرق کے طور تے
سورج بور بچا جوں اسمان بھیر کیا قصد مغرب کے جنگل کی دھیر

ہرن چاند کا اپنے بچیاں سوں مل — جو مشرق کے صحرا تے آیا نکل

فرشتے جو شمشیر کوں بھان کے — دئے ڈال بیچ غرب کی میان کے

فلک شرق کا کھول رنگیں غلاف — لیا ہات میں چاند کا سیف صاف

ان اشعار میں بلند پروازی۔ مبالغہ۔ حسن تعلیل۔ تشبیہ۔ استعارہ وغیرہ کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں جو غواصی کی فن دانی کا ثبوت پیش کر رہی ہیں۔

غواصی بزم کے میدان کا شہسوار ہے رزمیہ نگاری میں اس کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے کیونکہ مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے پیش کیا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہپال اور بادشاہ دریائے قلزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی تشبیہ دی ہے جو قابل نوٹ ہے :—

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا — گگن اس پو کشتی ہو چلنے لگیا

سراں تیرتے لہو کے سمدور تے — جو دستے اتھے بُڑ بُڑے دور تے

دھڑاں سب نپٹ موج کے لوٹ مار — تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

دریائے قلزم کے کنارے یہ لڑائی ہو رہی ہے۔ دیووں کے سر کٹ کٹ کر پانی میں گرتے جا رہے ہیں اور جسم الگ ڈوب رہے ہیں۔ ڈوبتے ہوئے سر

دور سے پانی میں حباب کی طرح اور جسم مگر مچھ کی طرح سطح آب پر نمایاں ہو کر غائب ہو جاتے تھے۔ یہ تشبیہ اس میں شک نہیں کہ بہت لطیف اور انوکھی ہے۔

غواصی کے ابتدائی کلام (مثنوی سیف الملوک) میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ وہ گمنامی کی زندگی بسر کر رہا تھا اور اپنے ہی ماحول سے اس قدر متاثر تھا کہ بعض مقامات پر عمداً دکنی لفظ استعمال کرتا دکھائی دیتا ہے چنانچہ تعریفِ سخن کے عنوان کے تحت، جو شعر لکھے ہیں اس میں بجائے 'سخن' کے 'بچن'، کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح ۔ جیو۔ جیب ۔ بھومان ۔ جگت ۔ گڑاں ۔ فام ۔ رتن ۔ کھان ۔ بھان ۔ وغیرہ ۔ دکنی الفاظ کی ہر جگہ بہتات ہے ۔ لیکن دوسری تصنیف (طوطی نامہ) کے وقت چونکہ غواصی کی حالت بہت بدل چکی تھی اور شمالی ہند کے اثرات دکن کی فضاء کو متاثر کر رہے تھے اس لئے طوطی نامے میں فارسی الفاظ اور ترکیبیں اسی ماحول کے تاثرات سمجھے جائیںگے ۔

حدیقۃ السلاطین کے الفاظ "ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است" یہ بتاتے ہیں کہ غواصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت حاصل کرلی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا

ملک الشعراء تھا۔ محمد قلی قطب شاہ کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا لیکن غواصی کی بڑھتی ہوئی شہرت نے وجہی کو گمنام بنا دیا تھا۔ وجہی باوجود غواصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روزافزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی فرمایش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر "سب رس" کی شکل میں دیا۔

غواصی کی شہرت گولکنڈہ تک محدود نہ تھی۔ اس نے بہ حیثیت سفیر بیجاپور پہنچ کر وہاں بھی اپنی شاعری کا سکہ بٹھایا تھا چنانچہ باوجود بیجاپور میں اعلیٰ پایہ مثنویوں کے موجود ہوتے نصرتی نے گلشنِ عشق میں صرف غواصی اور اس کی مثنوی سیف الملوک کا ذکر کیا ہے۔

"بری کچھ غواصی تبی کر خیال کیا تازا باغ بدیع الجمال"

اس کے علاوہ مقیمی بیجاپوری نے بھی اپنی مثنوی چندر بدن ماہیار میں غواصی کی سیف الملوک کا ذکر کیا ہے۔

اس کی تصانیف کی مقبولیت انہیں شمالی ہند تک بھی پہنچاتی ہے چنانچہ میر حسن نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے۔ "غواصی تخلص در وقت جہانگیر بادشاہ بود۔

طوطی نامہ نخشبی را نظم نمودہ است بہ زبان قدیم نصفے فارسی نصفے ہندی بطور بکٹ کہانی۔ سرسری دیدہ بودم۔ شعر آں نظم یاد نیست"

قرین قیاس یہ ہے کہ غواصی نے مرتے دم تک اپنی ملک الشعرائی قائم رکھی۔ اگرچہ اس کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں ہے پھر بھی کسی تذکرے یا تاریخ سے غواصی کے بعد کسی شاعر کو دربار قطب شاہی سے ملک الشعراء کا خطاب ملنا ثابت نہیں ہوتا۔ موجودہ معلومات کی بنا پر ہم غواصی کو عہد قطب شاہی کا آخری ملک الشعراء کہہ سکتے ہیں۔

عہد مغلیہ کے ایک شاعر عشرتی نے اپنی مثنوی دیپک پتنگ (سنہ تصنیف تقریباً ۱۱۱۱ھ) میں اپنی خودستائی اور تعلّی کرتے ہوئے غواصی پر چوٹ کی ہے:-

"غواصی اگر دیکھتا آج کوں — موتی کی نمن جل ایں ڈب لاج سوں،
مجھے جیب کے دھر صدف لب منجھا — دعا کے گہر مجھ پو کرتا نثار"

ظاہر ہے کہ شاعر اپنے کلام کی قدر و منزلت بڑھانے کے لیے ایک ایسے شاعر کے کلام کو مقابلۃً گرادینا چاہتا ہے جو اپنے وقت کا کامل الفن استاد گذرا ہو۔ عشرتی کا دوسرے تمام شاعروں کو جو غواصی سے پہلے اور اس کے بعد گذرے ہیں نظر انداز کر کے غواصی کے نسبت یہ کہنا کہ وہ اگر عشرتی کے کلام کو

دیکھتا تو شرم سے موتی کی طرح پانی میں ڈوب جاتا اور دعائیں دیتا اس بات کا ثبوت ہے کہ عشرتی کے زمانے تک غواصی کی شہرت باقی تھی اور اس کی استادی مسلم الثبوت۔

زبان اور طرزِ بیان

طوطی نامہ کی زبان بہ نسبت سیف الملوک کے سلیس اور دلکش ہے لیکن شاعرانہ خصوصیات کے لحاظ سے سیف الملوک کا اسلوب طوطی نامہ پر فوقیت رکھتا ہے۔

طوطی نامہ چونکہ سیف الملوک کے چودہ سال بعد لکھی گئی ہے اس لئے اس کی زبان میں فارسی اثر زیادہ نظر آتا ہے۔ گولکنڈے کے تعلقات شمالی ہند سے بڑھ جانے کی وجہ سے فارسی زبان کا اثر دکھنی زبان کو بھی متاثر کر رہا تھا غالباً یہی وجہ ہوگی کہ غواصی کی زبان طوطی نامہ لکھتے وقت فارسی سے متاثر نظر آتی ہے۔ چنانچہ فارسی الفاظ اور محاورے جہاں استعمال کئے گئے ہیں اون کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

'لگے ڈرنے ہم بور بچّے و باگ'۔ 'منم سات مغرور پورا ہوا' 'جو ہور ئیک گڈرا ہم استے اول'۔ 'نہیں سنپڑیا تج دریں روزگار'

'ولے عقل تیرا ہے یا در ہوا' ۔ 'سلامت نکل جاتوں بر جائے خویش'
'پڑیا ہے دھڑ اما ہیں اسپو سیر' ۔ 'اسی ٹھار نابود در خاک کر'
'ستیا نفس کا کاڑ دل تے منم' ۔ 'اچھیگا کتا در ریائی ہنوز'
'انکھی کھول عزت کی در خویش دیک' ۔ 'کتک کھائے اما سنا نئیں ہوئے'

'نے' کا استعمال اگرچہ غلط ہے لیکن یہ بھی شمالی اثر معلوم ہوتا ہے :۔
'یو حیلہ جو پایا او صراف نے' ۔ 'سو اس نے نگر تے یکیلا نکل'
'وو مینڈوک نے تب یوں اٹھیا بول کر'

طوطی نامہ میں غواصی کی اپجی پیداوار ابتدائی اور آخری حصہ ہے ۔ ابتدا میں حمد و نعت کے بعد سلطان عبداللہ کی تعریف ہے اور خاتمہ پر اپنی شاعری کی آپ مدح و ستائش کرتے ہوئے غواصی نے اپنے صوفیانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان اشعار کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے اور غواصی کی قادر الکلامی کا بہترین ثبوت نمونتاً چند شعر نقل کئے جاتے ہیں :۔

خدایا جو دانا ہے توں غیب کا — ہے ستار بندیاں کیرے عیب کا
ترے راز تے کوئی آگاہ نئیں — تصور کوں تری طرف راہ نئیں
جہاں لگ جہاں میں نشیب اوج ہے — سو دریائے قدرت کی او موج ہے

دیسے گھال اس موج کیرا ابھال　　کدھیں ستو لیں ہور کدھیں اوبرال

اگرچہ گنہگار ہوں میں بڑا　　پکڑ ہات یک اوج کوں انپڑا

کہ میں ہوں گنہگار مج موں کہاں　　جو تج کن ہنگوں ہیں کہاں توں کہاں

نہ رد کر قبول انکساری مری　　نزت دور کر بیقراری مری

محمدؐ نبی سیّد المرسلیں　　سدا روشن اوس تے ہے دنیا و دیں

ہوئے ختم اسپر نبوت کے گن　　بجے طبل اسکا قیامت لگن

حرم کبریا کا سو اسکا مقام　　بندا شمس ہور بدر اسکا غلام

رسول عرب ہور عجم آج او　　رسولاں کے سب سیں کا تاج وو

محمدؐ وہی ہور علی بھی وہیچ　　نبی بھی وہی ہور ولی بھی وہیچ

دکھین ہار جو کوئی ہے ان دو میں فرق　　ضلالت کے دریا میں جم دوہے غرق

جو کوئی اسکے منکر اچھے شرع تے　　نہ کیوں خوار ہوئے اصل ہور فرع تے

مہاراج سلطان عبداللہ ناؤں　　ثریا کے تارک پو اسکا ہی پاؤں

شرافت میں گرد اسکے نعلین کا　　ہے سرما چندر سور کے نین کا

دکھیت زور ور طالع اوس راج کے
صفادار روشن دلاں آج کے

کہیں یوں بحق علی ولی
کہ پھر جگ میں آیا محمدؐ قلی

فلک سو ہے تابع ترے عزم کا
سُرگ بن سوسایا ترے بزم کا

شجاعت میں دیکھوں تو اے شیر گیر
ادک سخت گیر ہے ولے دیر گیر

پھراوے جو نیزی کوں راناں منے
پڑے زلزلہ آسماناں سنے

سخاوت میں جو دیکھتا ہوں تجے
سو تج باج نئیں کوئی دستا منجے

کہ یک دیس کا دان تج لال کا
خرچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا

تیرا لطف اے شاہ عالی صفات
دسے خاص ہور عام پر ایک دھات

جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس
نہ کیوں ہوویں حیراں دیک جن و انس

کہ اس دھات کے نور تن رولنا
ہور ایسی نوی مثنوی بولنا

مرا کام ہے اس زمانے میں آج
کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج

جب یو نظم میرا عروسی کیا
سرج منج سوں آ دست بوسی کیا

کہ جسکے صدف میں رتن صاف ہے
کرے لاف اگر ان تو انصاف ہے

چھپا نوں کیتا آپس کونڈ ہیں
کہ چھپتی نہیں پھول کی باس کئیں

یو افسانہ جو عیب تے دور ہے　　سلاست کے آسمان کا سور ہے

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص　　لگا عشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کیتا نفس کے کئے منے　　کیتا ہوئیگا ناوں کے پئے منے
کیتا شاعری پر دھریگا خیال　　کیتا ہوئیگا درپئے خط و خال
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز　　کریگا کتا خود نمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے　　نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا　　ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا
جکچ خواست ترا ہے سب اسپو چھوڑ　　دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں　　ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہے توں
کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا　　سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا
تکو جان پنجیا ہوں کر خاک تے　　کہ پیلاڑ ہے توں تو افلاک تے
تری ذات میں نور اللہ ہے سب　　تری قید میں ماسوا اللہ ہے سب
خبر تجکوں دسے نفی اثبات تے　　کیا بات کوں ختم اس بات تے

غوّاصی کے عہد کی زبان کے قواعد اور اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کر سکتی ہیں :-

(۱) عربی، فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آجکل مؤنث استعمال ہوتے ہیں غوّاصی نے مذکر استعمال کئے ہیں۔ مثلاً :- مراد۔ محبت۔ دولت۔ توفیق۔ آرزو خاصیّت۔ جُوت۔ ندا۔ ہوا۔ تدبیر۔ خبر۔ گرد۔ حیات۔ داد۔ صلاح۔ سلطنت۔ خاطر۔ نیت۔ ماہیت۔ نظر۔ آواز۔ بِرہ۔ قدر۔ بارا۔ عقل۔ دعا۔ ہنسا۔ ظرافت۔ آس۔ سکت۔ مرگ۔ چُلبلاٹ۔ سیف۔ روح۔ خیر۔ اصالت۔ حقیقت۔ وغیرہ الفاظ کو مذکر لکھا ہے :-

"کتا ہوں سُن اسکا حقیقت تمام"۔ "دیوانا ہے عقل اسکے آشوب کا"
"سٹّی ہوں ہوا نفس کا کاڑ ہیں"۔ "مگر مرگ لیا یا ترا میرے دھیر"
"کہ دولت چلے سات پایا نہ جائے"۔ "جو شہ کوں ہوا آرزو لک جسے"
"رھیا ہے ترے وصل کا آس کر"۔ "سو ویں دل میں پیدا ہوا چُلبلاٹ"
"اگر تجکوں اتنا سکت ہے تو پی"

(۲) دکنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے تتبع میں بالعموم ا۔ ن کے ساتھ ہے مثلاً :-

"کرنہار فکراں پرے سُوکھ گے"۔ "لکھے سوکتا یاں تو پورا نہ ہوئے"
"نہ پلکھاں ہلا خوب انکھیاں موںچ لے"۔ "کیا دیں عزیزاں کوں اپنے وِدا"
"پڑے زلزلہ آسماناں منے"۔ "رسولاں کے سب سیں کا تاج او"

(۳) فارسی میں علامت اضافت "زیر" ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غواصی نے ان دونوں موقعوں پر "ی" کا استعمال کیا ہے مثلاً:۔

"ہوا غیب او جوہرے شب چراغ"۔ "کہ اے بادشاہے زمیں و زماں"
"رگے رگ میں اوس کھلبلی ہیں گئی"

(۴) **الفاظ کا تلفظ اور وزن**:۔ غواصی کے کلام سے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہ سے شاعر کسی بھی زبان کے لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کر سکتا تھا۔ اس کی کئی مثالیں طوطی نامے میں ملتی ہیں۔ مثلاً:۔

"دنیا کی لَذَت پر نئیں اسکا پران"۔ "جو شہ کوں ہوا آرزو لک بِچھے"
"نظر جوں پڑیا اوس تَنکھی پر سووَیں"۔ "کرنہار فکراں مرے سُوکھ کے"
"سینے نے دریا فسق کی جوش کی"۔ "نَرَک ہے جو بایا مری آہ کا"
"سُرَج منج سوں آ دست بوسی کیا"۔ "خَرَچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا"

'بندا شمس ہور بدر اوسکا غلام'

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے۔ مثلاً :۔

'نہ جانوں بچن پر اُنن (اُن کے) کے شہا' ۔ 'زباں کھول اُسوں (اس سے) بول اوٹھی اس طریق'

'نہ ہمنا (ہم کو) کوں کوئی دیکھنا پوچ یاں'

(٦) حصر یا تاکید کے لیے بجائے 'ہی' کے حرف 'چ' لفظ کے آخر میں لگایا جاتا ہے :۔

'جو تھے پتلے سب اس میں سنیچ (سونے ہی کے) کے' ۔ 'پھرا دل خیانت کیا سو تہیچ (تو ہی)'

'پنایا سلا کپڑے ویسیچ (ویسے ہی) اوسے'

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنے جسطرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے :۔

نفع کو نفا ۔ وضع کو وضا ۔ واقعہ کو واقا ۔ معنی کو مانا ۔ اور بہانہ کو بہانا ۔

کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ سے کیا جاتا ہے مثلاً :۔

'جو راضی نہو پھر او بہانا کرے ——— ترا کام بھی کون دانا کرے'

'جنا آج ہے تج جفا عشق تے ——— وتا تجکوں دن دن نفا عشق تے'

'کیا ویں عزیزاں کوں اپنے ودا   اپے ہور عورت ہو سب تے جدا'

(۸) صفت کو موصوف کے لحاظ سے تذکیر و تانیث لکھا جاتا تھا یعنے تانیث
کے لئے اسی لفظ پر علامتِ تانیث 'ی' لگا دی جاتی تھی مثلاً :-

'تو دانی ہے ہر بات کیا کوں تجے' ۔ 'زباں بعد ازاں صالحی دھیر کھول'

(۹) بعض قافیے نہ صوتی ہیں نہ وزن کے لحاظ سے موزوں صرف حرفِ
روی کی طرح حرف کی موجودگی ہی کو قافیہ سمجھ لیا جاتا تھا ۔ چنانچہ ذیل کی مثالیں
اس کو اچھی طرح واضح کر سکتی ہیں :-

'غواصی جو ناریاں کیرا کر کوئی   لکھے سو کتاباں تو پورا نہ ہوئی'

'ملے ایک پنجرے منے جیوں دوئی   تو کرنے لگے شا دہو گفتگوئی'

(۱۰) بعض اشعار ہمیں ایسے بھی ملتے ہیں جن میں قافیہ کا سرے سے
وجود ہی نہیں ہے ۔ نہ معلوم یہ کاتب کی تحریف ہے یا اصل میں اسی طرح
تصنیف ہوی تھی :-

نہیں ذرا انصاف ان میں شہا   نہ جانوں بچن پر انن کے شہا

سو دیکھا جنگل میں شکاری کوں ایک   دیا وو پنچ دکھلائی اسکوں ٹک ایک

ہم اوس پاس ہے ایک شارو عجب   دھرے یاد قصے ہزاروں عجب

پگوں ہیں اوسی ماں کے جائیگا وو کیوں ۔۔۔ سٹیا ماں پو بیٹا ہو کر بات کیوں

ترا باپ آکر مرے پانوں تے ۔۔۔ گیا کاڑلے پنجن یک پانوں تے

(۱۱) 'سی' مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کے معنے 'گا' کے ہوتے ہیں:-

'نہ رہسے (رہیں گے) ہمیں یاں نکل جائینگے' ۔ 'کسی کا کہیا کچھ نہ چلسے (چلیگا) یہاں'

'کہ ڈوبسے (ڈوبیگی) نہ تحقیق چھپسے (چھپیگا) نہ پاپ'

(۱۲) بعض الفاظ موجودہ شکل وصورت میں استعمال ہوتے تھے لیکن ان کا مفہوم بالکل دوسرا ہوتا مثلاً 'مانگنا' ہمیشہ 'چاہنے' کے معنی میں اور 'لایا' عموماً 'لگایا' کے معنی میں مستعمل تھے ۔ مثلاً:-

'گلے لائے (لگائے) ویں شاہ دل کھول کر' ۔ 'جو منگتی (چاہتی) ہے جا نیچ توں یار لاگ'

'منگی (چاہی) جاؤنے عشق کے مدسوں مست' ۔ 'سینے لیائی (سے لگائی) ویں بند چولی کے کھول'

زیر نظر مخطوطے

طوطی نامہ کے دو نسخے نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے

ہمارے زیر نظر رہے جن میں سنہ کتابت کے لحاظ سے ایک قدیم ہے

دوسرا جدید۔ اختلاف نسخ بتانے میں ہم نے قدیم نسخے کے لئے (الف) اور جدید کے لئے (ب) لکھا ہے۔ ان نسخوں کی صراحت حسبِ ذیل ہے:۔

۱۔ نسخہ (الف) ـــ رائل سائز بہ خط نسخ قدیم دکھنی۔ مکمل۔ فارسی عنوانات کے ساتھ۔ ابتدائی صفحہ پر سرلوح عبارتِ ذیل لکھی ہوی ہے :ـــ

"کتاب طوطی نامہ من تصنیف نقش بیں (نخشبی) کہ غواصی الفاظ فارسی۔ دیگران را دانستن دشوار بود ازاین معنی بہ زبان ہندی آوردہ کہ مفہوم گردد۔"

کتاب کے خاتمہ پہ عبارت حسبِ ذیل ہے :ـــ

"این طوطی نامہ درماہِ ربیع الاوّل بتاریخ ہفدہم بروز شنبہ بوقت مشتری برائے شغل نمودن حقایق و معارف آگاہ شاہ عشق علی نوشتہ شد۔ سنہ احد بادشاہ فرخ سیر غازی۔ تمت تمام شد کارمن نظام شد۔ کاتب الحقیر شیخ محمدؐ۔"

اس عبارت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کاتب شمالی ہند کا کوی شخص ہے اور یہ کتاب صرف تفریح طبع کے لئے ہی نہیں بلکہ حقایق اور

معارف کی تعلیم کے لئے بھی پڑھائی جاتی تھی۔ اس کا سنہ کتابت ۱۱۲۴ھ ہے۔ ہمارے حد علم تک اس سے پہلے کا کوئی نسخہ ابتک معلوم نہیں ہوا۔ برٹش میوزیم میں طوطی نامے کے دو قدیم نسخے ۱۱۴۹ھ اور ۱۱۷۲ھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ اس نسخے میں جملہ (۴۱۳۷) اشعار ہیں۔

۲۔ نسخہ (ب) رائل سائز فارسی خط جدید۔ مکمل۔ داستان کے خاتمہ کے بعد غواصی نے اپنی شاعری اور تصنیف کتاب کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ بقیہ کتابت سے بالکل علیحدہ رسم الخط میں لکھے گئے ہیں اور اوراق بھی بعد کے الحاقی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ بعض اشعار حاشیہ پر لکھے گئے ہیں لیکن کتاب مکمل ہے۔ اس نسخے میں ہندی الفاظ کے معنی سرخی سے بعض بعض جگہ الفاظ کے نیچے لکھے ہیں۔ ابتدائی ورق پر صرف یہ عبارت ہے :-

"جملہ ابیات طوطی نامہ چہار ہزار سیزدہ است"

خاتمہ پر عبارت ذیل ہے :-

"این کتاب برائے خواندن محمد انور اللہ خاں وغفور خاں عرف

اصر اللہ فرزندان محمد قاسم ۔ یا اللہ ایں ہر سہ را علم از درگاہ خود عطا نما۔
مرقوم نہم ماہ ذالحجہ ۱۲۵۰ھ روز چہار شنبہ ۔" کاتب کا نام نہیں ہے چونکہ
یہ بہت بعد کی لکھی ہوئی ہے اس لئے اس کا رسم الخط جدید ہے اور اکثر جگہ
کاتب کی تحریف معلوم ہوتی ہے کیونکہ غواصی کے عہد کے مذکر الفاظ کو
مؤنث اور مؤنث کو مذکر لکھا ہے ۔ ہم نے جابجا اختلاف نسخ بتائے ہیں جن سے
واضح ہو سکتا ہے یہاں مثالاً دو چار شعر نقل کرتے ہیں :۔

(نسخۂ الف) لیویگا توں خدمت اگر منج ہات ۔ (نسخۂ ب) لیویگا تو خدمت اگر میرے ہات
(" ") کیا حاصل اللہ تیرا مراد ۔ (" ") کیا حاصل اللہ تیری مراد
(" ") چلے کچ نہ تدبیر میرا یہاں ۔ (" ") چلے کچھ نہ تدبیر میری یہاں
(" ") وو مینڈوک تب یوں اٹھیا لگو ۔ (" ") وو مینڈک نے تب یوں اٹھا لگو

اس نسخے میں تعداد اشعار (۲۱۳۲) ہے ۔

طوطی نامہ کا ماخذ اور ترجمے

شکاسب تتی سنسکرت زبان میں ایک کتاب زمانۂ قدیم میں تصنیف
ہوئی تھی جس کے معنے "طوطے کی کہی ہوئی ستر کہانیاں" ہیں مسلمان جب

ہندستان میں آباد ہوئے تو یہاں کی ادبیات اور دیگر علم و فن کی کتابوں کو اپنی زبان یعنی فارسی میں منتقل کرنا شروع کیا۔ سنسکرت اور ہندی کی اُن بیسیوں کتابوں میں سے جو فارسی میں منتقل کی گئیں ایک 'طوطی نامہ' بھی ہے جس کا ترجمہ فارسی میں سب سے پہلے مولانا ضیاء الدین نخشبی نے ۷۳۰ھ ہجری میں کیا لیکن ستر میں سے صرف باون کہانیوں کا انتخاب کیا۔ نخشبی کا ترجمہ باوجود نہایت ادق ہونے کے کافی مشہور و مقبول ہوا۔ اس ترجمہ کے متعدد خلاصے بعد میں کئے گئے۔ شیخ ابو الفضل نے شہنشاہ اکبر کی فرمایش پر دسوی صدی کے وسط میں سلیس فارسی میں اس کا خلاصہ کیا اور ۱۰۹۳ھ میں ملا سید محمد قادری نے نخشبی کی باون کہانیوں میں سے پینتیس کا انتخاب کر کے شرفا کی روزمرہ فارسی میں خلاصہ کیا۔ یہ خلاصے بھی طوطی نامہ کے نام سے مشہور ہیں۔ نخشبی کا ترجمہ آج کل نایاب ہے۔ غواصی کا ماخذ نخشبی ہی کا طوطی نامہ ہے جیسا کہ اُسنے خود ایک شعر میں ظاہر کیا ہے:—

ہوئے حضرت نخشبی مج مدد دیا میں اسے تو رواج اس سند

لیکن غواصی نے صرف پینتالیس کہانیاں انتخاب کرکے نفسِ مضمون میں بھی کمی بیشی کی ہے ۔ طوطی نامہ کا یہ پہلا ترجمہ ہے جو فارسی سے دکھنی میں کیا گیا ۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ ابن نشاطی نے بھی ۱۰۶۷ھ ہجری میں طوطی نامہ کا ترجمہ کیا ہے لیکن یہ امر ابھی تحقیق طلب ہے اور پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا ۔

اُردوئے قدیم کے مؤلف نے لکھا ہے کہ ۱۱۴۲ھ ہجری میں بھی کسی شاعر نے طوطی نامہ کا دکھنی میں ترجمہ کیا جس کا ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں موجود ہے لیکن مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا ۔

اس کے بعد اُردو میں سید حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گلگرسٹ کی فرمایش پر ۱۲۱۶ھ ہجری میں طوطی نامہ کا ترجمہ 'طوطا کہانی' کے نام سے کیا جسکا ماخذ ملا محمد قادری کی کتاب ہے ۔
متذکرہ بالا ترجموں کے علاوہ ترکی، انگریزی، جرمنی اور ہندی زبان میں بھی طوطی نامہ کے ترجمے ہوئے ہیں جو ذیل کے نقشے سے معلوم کئے جا سکتے ہیں ۔

شوکا شپ تتی
(سنسکرت اصل)
ترجمہ ہندی
بھیرون پرشاد
ترجمہ گجراتی (نظم)
سمالا بھٹ
ترجمہ فارسی از مولانا نخشبی (نثر)
سنہ ۷۳۰ھ
مرہٹی ترجمہ
(نامعلوم)
خلاصے
ترجمے
شیخ ابوالفضل (نثر)
دسویں صدی
سید محمد قادری (نثر)
سنہ ۱۰۹۳ھ
ترکی
عبداللہ صاری
ماہین
سنہ ۹۴۶ و سنہ ۹۷۴
دکھنی
ملا غواصی
سنہ ۱۰۴۹ھ
انگریزی
جیرانس
سنہ ۱۷۹۲ء
جرمنی
جارج رازین
سنہ ۱۸۵۸ء
ترجمے
دکھنی
سنہ ۱۱۴۲ھ
انگریزی
گلاڈوین
سنہ ۱۸۰۱ء
اردو
حیدر بخش حیدری
سنہ ۱۲۱۶ھ
جرمنی
پروفیسر ایکن
سنہ ۱۸۲۲ء
انگریزی ترجمہ
جی۔ اسمال
سنہ ۱۸۷۵ء
ہندی ترجمہ (شوک بہتری)
انبا پرشاد راسا
سنہ ۱۸۸۶ء
بنگالی ترجمہ (طوطا اتھاس)
چنڈی چرن
سنہ ۱۸۰۶ء

ترکی ترجمہ ۔ سلطان سلیمان اعظم (۹۲۶ھ - ۹۷۴ھ) کے عہد میں شیخ عبداللہ صاری نے ترکی زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۲۵۲ھ میں بولاق میں اور ۱۳۰۱ھ میں بمقام قسطنطنیہ طبع ہوا۔ جارج راسین نے اسی ترکی ترجمہ کو جرمن زبان میں منتقل کیا جو ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں طبع ہوا۔

انگریزی ترجمہ ۔ جیرانس نے کیا جو ۱۷۹۲ء میں بمقام لندن طبع ہوا۔ اور گلاڈوین نے فارسی متن کے ساتھ انگریزی میں منتقل کیا جو ۱۸۰۱ء میں کلکتہ سے طبع ہوکر شایع ہوا۔

جرمنی ترجمہ ۔ پروفیسر ایکن نے جرمن زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۸۲۲ء میں اسٹاٹگرٹ میں طبع ہوا۔

ہندی ترجمہ ۔ حیدربخش کی طوطا کہانی کا ترجمہ شوک بہتری کے نام سے ۱۸۸۶ء میں انبا پرشاد راسا نے کیا۔

بنگالی ترجمہ ۔ چندی چرن نے ۱۸۰۶ء میں حیدری کی طوطا کہانی کا ترجمہ "طوطا اتھاس" کے نام سے کیا۔

بہرحال طوطی نامہ کا ہندستان اور یورپ کی مختلف زبانوں

میں ترجمہ کیا جانا ہی اس کی غیر معمولی مقبولیت کا قوی ثبوت ہے۔

طوطی نامے کے حکایات کا خلاصہ اور فہرست

قصہ کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:۔

ہندستان کا ایک متمول سوداگر تھا جسکے تجارتی جہاز ساتوں سمندروں میں جاتے تھے۔ اس کی عالی شان کوٹھی سمندر کے کنارے واقع تھی۔ اس کے پاس ایسے نایاب جواہر تھے جن کا مثل بادشاہوں کے خزانے میں بھی ملنا دشوار تھا۔ باوجود اس دولت وثروت کے دولتِ اولاد سے محروم تھا ایک مدت کی تمنا کے بعد خدانے ایک لڑکا عنایت کیا جو نہایت خوبصورت تھا۔ جوان ہونے پر باپ نے ایک حسین لڑکی سے شادی کردی۔ یہ لڑکا ایک دن سیر کے لئے بازار نکلا جہاں ایک طوطا فصیح البیان نظر پڑا۔ اس نے ہزار ہن میں خریدا اور خوشی خوشی گھر لے آیا۔ طوطا غیب کی باتیں بیان کرتا تھا چنانچہ سوداگر بچہ کو آزمائش کے لئے اس نے یہ مشورہ دیا کہ تمام شہر کے

دوکان داروں سے عنبر خرید کر جمع کرلے کیونکہ عنقریب ایک قافلہ عنبر خریدنے آئیگا اس وقت اس کو اچھی قیمت ملیگی ۔ نوجوان سوداگر نے اسپر عمل کیا طوطے نے جسطرح کہا تھا اسی طرح ہوا اور عنبر کے فروخت سے سوداگر کو بہت فائدہ ہوا ۔ نوجوان طوطے پر بہت مہربان ہوا اور چندروز کے بعد اس کی صحبت کے لئے ایک مینا بھی خریدلی ۔ جب نوجوان تجارت کیلئے عازم سفر ہوا تو دونوں پرندوں کی پرورش اور حفاظت اپنی بی بی کے سپرد کی ۔ سوداگر کی واپسی میں دیر ہوئی ۔ نوجوان بی بی صدمہ فراق نہ سہہ سکی ۔ ایک دن بالاخانہ پر بیٹھی ہوئی مصروف سیر تھی کہ ایک نوجوان راہرو سے آنکھ لڑ گئی ۔ ایک ضعیفہ کے ذریعہ اس نے پیام ملاقات بھیجا ۔ سوداگر کی بی بی تو منتظر ہی تھی راضی ہوگئی ۔ مینا سے اجازت طلب کی تو اس نے منع کیا اور نصیحت آمیز گفتگو سے باز رکھنا چاہا ۔ بی بی نے اس گستاخی کی یہ سزادی کہ مینا کے بال و پر نوچ کر اسے ہلاک کردیا ۔ اب طوطے کی باری تھی مگر مینا کا واقعہ پیشِ نظر ہونے سے طوطے نے جانے سے صاف منع کرنا خلاف مصلحت سمجھکر فوراً اجازت دیدی

لیکن اس شرط پر کہ وہ اپنے دل کا راز کسی سے نہ کہے ورنہ وہی حال
ہوگا جو ایک رانی کا ہوا۔ بی بی نے قصہ سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔
طوطے نے بیان کرنا شروع کیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ ہر روز یہی ہوتا
کہ طوطا اجازت دیتے ہوئے ایک نہ ایک قصہ کا ذکر کر دیتا اور جب وہ
سننے کی خواہش کرتی تو اس طرح بیان کرتا کہ وقت گذر جاتا اور وہ جانہ سکتی
یہاں تک کہ طوطے نے حسب تفصیل ذیل بینتالیس کہانیاں تقریباً
انتیس راتوں میں کہیں یہاں تک کہ سوداگر سفر سے واپس آیا۔ طوطے
سے گھر کا حال دریافت کیا۔ طوطے نے اپنی رہائی کا وعدہ لے کر
حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ سوداگر بہت رنجیدہ ہوا طوطے کو رہا کر دیا۔
بی بی کو قتل کر ڈالا اور مال و دولت خیرات کرکے درویشی اختیار کی۔

حکایت کی تفصیل :۔

۱۔ شب اول۔ حکایت سوداگرزادہ وزن بدکار کہ طوطی را ضائع
کرد و نادم شد۔

۲۔ شب دوم۔ حکایت زرگر و نجار کہ بجائے بتخانہ رفتند و
حرافت کردند۔

۳۔ شب سوم ۔ حکایت زن لشکری که مرد خود را گلدستہ بطور نشان عصمت داده بود۔

۴۔ ״ ״ ۔ حکایت زن قحبه که در قبضهٔ [illegible] دو [illegible] یکی [illegible] از نفر رفت۔

۵۔ شب چہارم ۔ حکایت سخاوت رائے رایان که برائے درویش کرد۔

۶۔ ״ ״ ۔ حکایت سخاوت رائے رایان که برائے برہمن و پیر مرد و پری کرد۔

۷۔ شب پنجم ۔ حکایت زرگر و سنجار و خیاط و زاہد و زن چوبی۔

۸۔ شب ششم ۔ حکایت شہزادهٔ کند ذہن و عاشق شدن مادر او۔

۹۔ ״ ״ ״ ۔ تقبیل وزیر اول ۔ حکایت زن قحبه و رنگریز۔

۱۰۔ ״ ״ ۔ ״ ״ ״ دوم ۔ حکایت زن پہلوان که قحبه بود۔

۱۱۔ ״ ״ ۔ ״ ״ ״ سوم ۔ حکایت زن شیرینی گر که قحبه بود۔

۱۲۔ ״ ״ ۔ ״ ״ ״ چہارم ۔ حکایت زن برہمن که قحبه بود و جوان که مکر زنان می نوشت۔

۱۳۔ ״ ״ ۔ ״ ״ ״ پنجم ۔ حکایت زن فرزند بقال که قحبه بود۔

گولکنڈے کے آخری ملک الشعراء کی آخری تصنیف جو پہلی مرتبہ طبع کی جارہی ہے قدیم اُردو ادب کے شائقین اور ادبی تحقیق سے شغف رکھنے والوں کے لئے ایک لاجواب تحفہ ہے ۔

منڈی میر عالم ۔ حیدرآباد دکن
غرۂ ذالحجہ ۱۳۵۷ھ
۲۳ ۔ جنوری ۱۹۳۹ء

میر سعادت علی رضوی
ایم ۔ اے

ملا غواصی

حمد

خدایا جو دانا ہے توں غیب کا | ہے ستّار بندیاں کیرے عیب کا

نہ آکار تج ہے نرنکار توں | نہ چیوں و چراسوں دھرے کار توں

سدا حیّ اپیں کھاتا سو توں نچ | جیواں مارتا ہور جلاتا سو توں نچ

تیرے راز تے کوئی آگاہ نئیں | تصور کوں تیری طرف راہ نئیں

کیا خاک تے آدمی پاک توں | کرنہار آخر کوں پھر خاک توں

تج اگے سکے کون دم مارنے | تیرے حرف پر یا قلم مارنے

دھریں آس سب تیری درگاہ کی | کریں بندگی سب تج اللہ کی

اچنبا تیری کارسازی دِسے | اندیشہ کوں یاں محض بازی دِسے

جہاں لگ جہاں میں نشیب اوج ہے — سو دریائے قدرت کی او موج ہے

دریا کوں تو موجاں بہوت ہیں ولیک — ۱۰ یو دنیا سو ہے کمتریں موج ایک

دیسے کھال اس موج کیرا اُچھال — کدھیں سنتولیں ہور کدھیں اوپرال

تو اُس موج میانے تے اے کارساز — سلامت سیتی کاڑ میرا جہاز

دوجا چرخ جو گھٹ ہے کینے منے — ذرا مہر نئیں اُس کے سینے منے

جو دلگیر ہو تج تے جس پاس جاؤں — تو کچ ذوق راحت کسی تے نہ پاؤں

کروں جس سوں یاری تو اغیار ہوئیں — چلوں ہور ہوئیں تو او بار ہوئیں

وفا سوں رکھوں جس کے پاواں پو سر — تو میر یچ سر پر رکھیں پاؤں پھر

کتا تن ہر ایکس کے دیؤں جور کوں — خدایا انپڑ توں میرے غور کوں

دے ہمت جو ایسیاں تے پاؤں خلاص — تیسوں عشق ہے دغدغا لاوں خاص

اگرچہ گنہگار ہوں میں بڑا — پکڑ ہات یک اوج کوں انپڑا

سراسر تو ناپاک میرا ہے خاک — ۲۰ ولے توں دیا ہے سو منج جیو پاک

میں آلودہ ہوؤں تو کچ غم نہیں — کہ تیرا کرم مج پو کچ کم نہیں

بُرا ہوں کی میں کچ نپانوں بُرا — بُرے ہور بھلے کا ہے توں آسرا

تجاوز نہیں ذرہ اس بات میں — کہ سب کا سنتر ہے تیرے ہات میں

مجے مِہر کر مِہر اسے مہرباں ‏ ‏ ‏ جو ہوؤں سرخرو تج تے دونو جہاں

سمج ہے جو یو عمر برباد ہے ‏ ‏ ‏ ولے ہر گھڑی توں مجے یاد ہے

اگر سُوؤں یا جاگتا میں اچھوں (رہیوں) ‏ ‏ ‏ تیرا ناؤں (نام) تو لیوؤں ہر کئیں اچھوں

ولے کیوں لکھا ہے سو ہووے نہ فام ‏ ‏ ‏ ہے امید تو مج کوں تیرا تمام

یونا ہو کہ جو دلبراں ناز سوں ‏ ‏ ‏ کیاں چال (چلا) منج راکھ طنّار (عشوہ گری) سوں

سو چلنا چ کافی ہے یاں مج کو یوں ‏ ‏ ‏ قیامت کوں پھر واں نکو چال (چلا) توں

خجل ہو گلوں پانچ میں تِل بہ تِل (لحظہ لحظہ) ‏ ‏ ‏ بکر حشر کے دیس (دن) پورا خجل ۳۰

ندے ہات میں مج کو دوزخ کیرے (کے) ‏ ‏ ‏ مبادا میرے ننگ تے وہ جلے

میں کیا ہوں جو تج کو کہوں یونچ (یوں ہی) کر ‏ ‏ ‏ تو قادر ہے تج بھاؤ (بھاتا) تا تیوںچ کر

کہ میں ہوں گنہگار مج موں (منہ) کہاں ‏ ‏ ‏ جو تج کن (کے پاس) منگوں میں کہاں توں کہاں

ولے لطف سوں مج طرف دیکھ پھر ‏ ‏ ‏ رکھیا ہوں تیرے آستانے پو سر

فرح بخش منج دل کی زاری کتئیں ‏ ‏ ‏ سُکھی (خوشحال) کر دکھا منج دوکھیاری (مصیبت زدہ) کتئیں

نہ رد کر قبول انکساری مری ‏ ‏ ‏ ترت (جلد) دور کر بیقراری مری

بندا ہیں غواصی خداوند توں ‏ ‏ ‏ دوکھی کوں کر نہار خورسند توں

نعت

رتن خاص دریائے لولاک کا   جھلک لامکاں نور افلاک کا
(موتی)

محمد نبی سیّد المرسلیں   سدا روشن اُس تے ہی دنیا و دیں

عدم میں تے عالم کوں پروردگار ۴۰ اوسی کے کیا نور سوں آشکار

رواج آفرینش کیا سو وہیچ   چراغ اہل بینش کیرا سو وہیچ
(ابن آدم — خلقت — وہی — کا)

ازل محض اوس کا خزینا دِسے   ابد عین اوس کا مدینا دِسے

ہوے ختم اس پر نبوت کے گُن   بجے طبل اُس کا قیامت لگن
(کام)

نُم اُس کی دِسے لطف کا سلسبیل   نکھی اُس کے ہے شہد کا جبرئیل
(ندی)

حرم کبریا کا سو اوس کا مقام   بندا شمس ہور بدر اوس کا غلام

جو کوئی اوس کے دم سوں ہے ہمدم سدا   اچھے دو جہاں میں وو خرم سدا

نرادھار پاپی مرے سار کے   ہیں امید وار اُس کے دربار کے
(بے سہارا — گنہگار — طرح — دیدار)

رسول عرب ہور عجم آج وو   رسولاں کے سب سیں کا تاج وو
(سر)

وہی دین کا کام بالا کیا   پھجن کفر کوں کر اُجالا کیا
(کھانب (بمعنی ستون) — دور)

ہے دو جگ پہ پیمان اوس کا رواں ۵۰ گدا اوس کے درگاہ کے خسرواں

مطیع اوس کے سب حاملاں عرش کے تیواسیاں فلک اوس کے ہیں فرش کے

دسیں سیوک اوس کے چارے تمام کنکر اوس کے انگن کے تارے تمام

جو تیزی براق اوس کے ہے ران کا سچا برق ہے وہ تو اسمان کا

نہیں کوئی اُستے بڑا قدر سوں بڑا سو وہی قدر اور صدر سوں

حبیبِ خدا خواجۂ کائنات ہوے اوس تے نابود لات و منات

سجے اوس نبوت کی انگشتری کہ پائی صفا اُس تے پیغمبری

محمد وہی ہور علیؑ بھی وہیچ نبی بھی وہی اور ولی بھی وہیچ

دکھین ہار جو کوئی ہے ان دو میں فرق ضلالت کے دریا میں جم ووہے غرق

جو کوئی منکر اُس کے اچھے شرع تے نہ کیوں خوار ہوئے اصل ہور فرع تے

بڑے بخت جو میں غواصی غلام ۶۰ ہوں ایسے نبیؐ کا علیہ السلام

سدا پاؤں سکھ میں اُسے یاد کر ہزاراں درود اُس کی اولاد پر

در مدح بادشاہ گیتی پناہ سلطان عبداللہ قطب شاہ

نرنجن کی توفیق کا نو بہار
جو مج دل کوں بخشا صفائے شمار

ہوا تازہ جیوں باغ میں فرح سوں
کیا گل فشانی نوی طرح سوں

کہ اسحق لطافت بھرے یو گلاں
ہے جیواں کے کاناں چ کے یو گلاں

جو کوئی اس گلاں میں تامل کرے
کلی سار کھل آپیں گل کرے

اگر اُس گلاں کا جو ٹک پائیں باس
دلاں بلبلاں ہو پھریں آس پاس

کہ ہر گل کوں سرخی ہویں قدح سوں
کیا ہوں کرم شاہ کی مدح سوں

کہوں کوں وو شہ جہانگیر ہے
جو اُس کا علم آسماں گیر ہے

مہاراج سلطان عبداللہ ناؤں
ثریا کے تارے پہ اوس کا ہے پاؤں

کہیں قدسیاں صاحب صدر اوسے
کہ ہر شب سو ہے جوں شب قدر اوسے

شرافت میں گرد اوس کے نعلین کا
ہے سرما چندر سور کے تین کا

دیکھت زور ور طالع اُس راج کے
صفا دار روشن دلاں آج کے

کہیں یوں بحق علی ولی
کہ پھر جگ میں آیا محمد قلی

سچیں آج اے خسرو نیکنام ہیں اوس کیچ آثار تج میں تمام

تو اس دھات سچیں تجکوں ہر دیس رات (طرح، دن پیتے ساتھ) سلام آکرے چاند تاریاں سنگات

جہاں تے تج اس دھات توفیق اچھے یو رتبہ ترا کیوں نہ تحقیق اچھے

نہ یو فیض ہے آج کل تے تجھے (یہ) نوازیا ہے خالق ازل تے تجھے

سچا توں ملک ہے بشر نوئے توں (نہیں ہو سکتا) خداوند روئے زمیں ہوئے توں

دعاگو سو تیرے ہیں افلاکیاں ہواخواہ تیرے سو ہیں خاکیاں

توں وہ آج بھوگی جواں مرد ہے (نیک بخت) ۸۰ جو دیوا اندر ایسا یہاں گرد ہے (راجہ اندر)

فلک سو ہے تابع تیرے عزم کا سُرگ بن سو سایا تیرے بزم کا (جنت)

سکیاں سوں توں نکلے کرن گشت جب (عورتوں کے ہمراہ، کرنے) تو سنگار بن ہودسے دشت سب (چمنستان)

دیکھت عیش کا عین گہناں تیرا (دیکھکر، زیورات تمنا) کریں مدح جھاڑاں سوں جمناں تیرا

کلیاں کھول انکھیاں دیکھیں بہو جو راج (بہت) کہیں چاند پھرتا ہے تاریاں سوں آج

دنیا میں جو کچ بھوگ کا ہے نشاں (عیش) مرتب دسے تج پہ اے گن نداں

شجاعت میں دیکھوں تو اے شیر گیر ادک سخت گیر ہے ولے دیر گیر (بہت)

جو توں ہو کرے حملہ یکبار کا اُٹھے شرق تے غرب لگ مارتا

پھرائے جو تیزی کوراناں منیں (اسپ) پڑے زلزلہ آسماناں منیں

سپہ ڈل سوں توں جائے جس باٹ تے ۔ زمیں گھابری ہووے چھل کاٹ تے

ہو بیتاب دیکھ تج جلالت کی تاب ۔ نہ ہوں پر کٹرا ہو سکے آفتاب ۹۰

جو کر ٹڑی نظر سوں چڑاوے تو بہوں ۔ جھڑیں ڈر تے باگاں کے پنجیاں کے نہوں

دیکھت تج بہادر کے تیغے کی جھال ۔ نپٹ گڑبڑا تو گری ہوئے اُبھال

سنے جب جہابت تیرے گُرز کا ۔ تو سینا پھوٹے کوہ البُرز کا

ہنسے تو چند رکھتے تارے جھڑیں ۔ کرے قہر تو گرم انگارے جھڑیں

ولے حلم سوں زیر غصہ کوں کر ۔ ہوا ہے مہربان توں خلق اوپر

اگر نئیں تو دھاکوں سے تج شاہ کے ۔ اوڑیں فاختے مہر ہور ماہ کے

سخاوت میں جو دیکھتا ہوں تجے ۔ سو تج باج نئیں کوئی دستا مجے

کہ یک دیس کا دان تج لال کا ۔ خرچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا

تیری انگلیاں ہیں جو چھیلیاں دسے ۔ خدا کے خزینے کی کیلیاں دسے

عجب کچ ہے تج شہ کی بخشش کی دھات ۔ بغیر دیو نکلے نہیں تج میں بات ۱۰۰

برستا سو دیک ابر تج ہات کا ۔ بھگیا اشتہا طبع کی ذات کا

ڈلدّر تیرے ملک تے پاؤں کر ۔ رہیا جاکے پاتال میں ٹھاؤں کر

تیرا لطف اے شاہ عالی صفات ۔ دسے خاص ہور عام پر ایک دھات

ڈوبے تھے ہنرمند سو بھیر کر | نکل آئے تج دور میں تیر کر
دیا جیو پھر راگ ہور رنگ کوں | کیا دور سینیاں پو کے زنگ کوں
بدیا ونت ملکے ملک کے تمام | تیرے شہر میں آ کئے سب مقام
تجے دیکھنے باٹ اگر پاؤ تے | تو آسمان کے لوگ اُتر آو تے
کہ بے مثل راجا تو ایسا چ ہے | غلط نئیں مری بات یو سا چ ہے
کیا مج غواصی کوں توں نے نہال | کروں کیوں نہیں شکر اے جگ اُجال
الٰہی توں اوس شہ جہانگیر تے | ۱۱۰ لطافت کے اس سمد گنبھیر تے
قلم و کوں کر تازہ جوں نو بہار | بحق علیؑ شاہ دلدل سوار

در سبب نظم این داستان گوید

جو آیا نکل دیس اقبال کا | ہوا شاد سینا مرے حال کا
صفا آرسی طبع کی پائی بھر | نوی دولت ایک موکھ دکھلائی پھر
مرے بخت کا دیک تارا نوی | کیا آزمانا مری بیروی
دیا مہر کر چرخ نیلی مجے | نوے گنج خانے کی کیلی مجے

نکھی جمعیت ہور آرام کا — ہوا پھر مسخر مرے دام کا

گیا زنگ سب دل پو کا پھانک کر — لگیا دیکھنے مج طرف جھانک کر

اُس خیال کوں دے بلند دھانو کے — بدل نئیں کہ منج کوئی ید نانو کے

نہ رکھ کونڈ اپس کو کلی سار ویں — نکل آیا پھول ہو بہار میں

چڑیا دیک کر ہات بل بات کا — ۱۲۰ بجایا جہاں میں طبل بات کا

بدل نانو کے جو زباں آور اں — جلیچ بول کر گئے ہیں یکیک براں

سو وو حق کی درگاہ مقبول ہیں — کدھیں کو نہ کملائے سو پھول ہیں

ہے ہستی اُنہو کی ہر ایک بات میں — کریں حفظ ملک سُن سمٰوات میں

جو یک بیت اونو کی اگر کئی پڑے — اثر ذات کوں بیگ بن مد چڑے

گئے شعر کوں جیو دے اکثر وہی — کیئے آپنا ناؤں بر تر وہی

دئے تن ہیں ذرہ لطافت کوں چھوڑ — ستر یں تھا سو لگئے ہیں اکثر مڑ وڑ

رتن کہاں میلنے جو عالی اتھے — ریجا جُن جُن اور کہاں خالی کیتے

عجب دو حریفاں تھے عالی مقام — اچھو اُون پو رحمت ہزاراں مدام

اُنو کیچ دولت تے ہر حال میں — کر اپنی طبیعت کوں خوشحال میں

جو دل طوطی نامہ پو دوڑا ئیا — ۱۳۰ مناسب مری عقل کے آئیا

سو آپ میں کیا مست بن مئی وہیں ہوا بعد ازاں نظم کے پے وہیں

جو اُٹلے رتن دل کے سمدور تے جو احسنت بولیں ملک دور تے

پرویا ہوں میں ایسے کنٹھال آج جو لے چاند سورج گلے کھال آج

ہوے کیوں نہ عالم میں مشہور یو نہ کیوں جاوے ملکے ملک دور یو

کہ ہر بیت میں ہے سمایا جُدا ہر یک بات میانے ہے مایا جُدا

نہیں یک وضع کی کہیں اکیں بات ہیں باتاں تمام اسمیں کئی دھات دھات

حکایت سب اس میں کے خاصے اہیں کتنے جنس کے یاں خُلاصے اہیں

دیکھے ڈھنڈ تو پند اسمیچ ہے سہلیاں کے چھند بند اسمیچ ہے

نہیں داستاں ہے یو ہے بوستاں عجب کیا جو خوش اوس تے ہوئے جہاں

کہ لک جنس کا اسمیں میوا ہے بار ۱۴۰ کہیں سیب ہور کئیں ہے انگور انار

بھریا ہے رنگا رنگ پھل پھول سات خزاں کوں سکت نئیں جو دوڑائے ہات

کہ پانی میں اپنے کلیجے کوں کر کیا اس نوی باغ شاہی کوں تر

کرے سیر اس باغ میانے جو کوئی سدا یو ثمر نوش جاں اوسکو ہوئے

لذت چاک میویاں کی جن ہوئے شاد بھلا جو دعا سوں کرے مجکوں یاد

آغاز داستان سوداگرزادہ وزن او وخریدن طوطی وشارک

چُن اس گوہراں کے سمند کا گنبھیر ۔۔۔ ہے غواص اس دور میں بے نظیر

سو یوں جوہراں کاڑ لیاتا ہے بہار (نکال) ۔۔۔ جو ملک ہندوستان میں ایک ٹھار (جگہ)

کہتے ہیں جو تھا کوئی سوداگر ایک ۔۔۔ وجاہت منے پاک سیرت میں نیک

اُتم بھاگ کا بھوگنی بخت وار (اچھے قسمت عیش پسند) ۔۔۔ گھر اوسکا سو تھا عین بندر کے سار (بندرگاہ مانند)

جتے اوس زمانے کے سوداگراں ۔۔۔ اُوتے اسکے آنگے تھے جوں چاکراں

کیا تھا خدا یوں اوسے سرفراز ۔۔۔ ۱۵۰ ۔۔۔ جو تھے ساتوں دریا اوپر اُسکے جہاز

شہاں پاس نئیں کچھ سو اُس پاس تھا (بادشاہوں) ۔۔۔ بکٹ تو رتن گنج تو راس تھا (صرف جواہر انبار)

سدا تازہ تھا ذوق کا باغ اوسے ۔۔۔ ولے فرزنداں نئیں سو تھا داغ اوسے

کتیک دیس پیچھیں سوں وو داغ جیوں (دن) ۔۔۔ خدا کے کرم تے ہوا باغ جیوں

ہوا گھر منے ایک فرزند اوسے ۔۔۔ سو ویسا ہوا آج لگ نئیں کسے

نشانیاں سعادت کے لے ٹھار ٹھار ۔۔۔ ہوا جگ میں اظہار یوسف کے سار (مانند)

گھر اوسکا جھکنے لگیا نور تے ستارا چل آیا مگر دور تے

کتیک دیس کوں جوں ہوا وہ جواں سووے باپ ہنگام اوسکا پچھاں

تھنی ایک محبوب مہتاب سے لطافت میں نرمل پچھل آب سے

وھنڈا اثرت پیدا کیا کر نہ دیر کیا لاکھ خوشیاں سیتی کار خیر

کتیک دن کوں گھر میں تے جوں وو جواں ۱۶۰ نکل بھار آیا نہ رہ سک براں

سو بازار دھیر سیر کرتا چلا نظر ہر طرف صاف دھرتا چلا

سو را نواں کس کے دیکھا ہات میں جو مر غولتا ہے وو ہر بات میں

زباں پر اوسے یاد ہے سب قراں فصاحت پر اوسکے ہوا شاد ماں

ہوس دل میں اپنے دھرا بے شمار لیا مول راویں کوں دے ہوں ہزار

خوشی سوں جو آیا پھر اپنے مندھیر اوٹھا بول راناں کہ اے دستگیر

نمایش میں گرچہ موٹھی پر ہوں میں ولے علم کے فن میں بہتر ہوں میں

جہاں لگ جہاں میں ہیں اہل کلام ہیں حیراں مرے بچن تے تمام

کمینہ ہنر کچ جو ہے مج میں ایک کہونگا تسیوں کھول اثر ناکے دیک

کہ جیسا اگے ہونے ہارا ہے کام سکت ہے جواب کھول بولوں تمام

کہ دو تین دن کتے پچھے نیک یاں ۱۷۰ کہ آتا ہے یک کئیں سینی کارواں

جنن پاس عنبر ہے اس شہر بیچ | خرید آ کر ہنہار ہے سب وہ بیچ
(جن کے) | (کرنے والا)

وو ونا آئے لگ ہو خبردار توں | وو عنبر سوں لے مول یکبار توں
(وہ)

مری بات سن ہوویگا کامیاب | ہے اس میں تجھے فائدہ بے حساب

ہو خوشحال اس بات تے وو جواں | جنن پاس عنبر اتھا پا نشاں
(معلوم کرکے)

لیا مول یکید ہر ستی بے شمار | لجا اپنے گھر میں بھرایا انبار
(تمام)

یکائیک ایسے میں وو کارواں | سو آیا وو رانواں کیتے تیو نچ واں
(طوطا)

طلب تھا سو عنبر لگے دھونڈنے | نہیں پائے کئیں شہر میں کس کنے

وو عنبر بزاں پچ گنے مول سوں | دیا اونکوں سنتے کیرے تول سوں
(بعد ازاں) | (سونے کے)

چڑیا ہات اسوقت لئی مال اوسے | نظر سو بھری پھر گیا خیال اوسے
(بہت)

جو ہر اکدن دل منے شوق آن ۱۸۰ | چلیا پھیر بازار کوں وو جواں
(پھر)

دیکھا ایک مینا کوں مٹھ بول خوب | اوسے بھی لیا ہور دیا مول خوب
(پھر) | (مینا شاد)

مرصع کے خوش ایک پنجرے میں چھوڑ | رکھیا لیا کے رانویں کے نزدیک جوڑ

وے عقل رانویں میں کچھ اور تھا | ہنر کے بلاغت میں ور زور تھا

کہ ہر بات میں یا عبارت نوی | کہے ہر گھڑی وو حکایت نوی
(نئی)

بو ناگاہ باتاں میں اوس جواں سات | کہیا جو دریا کی تجارت کی بات

سو بہو تیج آیا اُس اوس کتئیں ۔ دریا کے سفر کا سو کر عزم ویں
لیا بول دل میں جو بہتر ہے جاؤں ۔ تماشا دیکھوں مال لے کچھ میں آؤں
غنیمت ہے فرصت کروں کیا درنگ ۔ کہ دنیا کسی سوں نہیں ایک رنگ
وفا عمر کے تئیں تو چنداں نہیں ۔ سدا اِس منے پھول خنداں نہیں
ایس میں اپے فکر کر اس وضا ۱۹۰ توکل ستی دل سور کہہ بر قضا
لے طوطے کو مینا کو ویں ہات میں ۔ سو عورت کن آیا اوسی سات میں
گلے لا محبت سوں گذراں بات ۔ وہ دونوں پنکھیاں کوں سو دے اوسکے ہات
ہو مستعد گھر میں تے باہر ہوا ۔ سو پیگی ستی ویں مسافر ہوا
سفر میں لگیا مرد کوں جو درنگ ۔ سو عورت کتئیں گھر لگیا سخت تنگ
نہ گمتا دیکھت وقت حیراں ہوی ۔ مسلّم ایس میں پریشاں ہوی
جو تھی گھر میں مہاڑی سو جا واں چڑھی ۔ ہلوں کھول کھڑکی نجھاتی کھڑی
سو ایسے منے یک چھبیلا جواں ۔ پری اوسکو دیکھے تو دیوے پراں
بڑے دبدبے سات آتا دیکھی ۔ سو اپنے طرف خوش نجھاتا دیکھی
جو تھا مرد کا عشق من میں اول ۔ جو دیکھی اوسے سو گیا وہ نکل
نجھایا رخ اوسکا وہ چنچل جواں ۲۰۰ سو ماریا وہیں عشق کا تیز باں

جو اوس باں کی گھاو کاری لگی — انتر تیج دونوں میں یاری لگی

بہتر تے سوان جیوڑا اوارتی — اممنگ سات اوں ٹونکتا بہارتی

یکایک نہ اس دہن کو بہار آکے جائے — نہ اوس جواں کوں ہیس کر جائے جائے

بہر حال اوس عشق پھاندے میں میل — چلیا اپنے مندھیر تازی کوں ٹھیل

بولا ایک بڈھی مکر زن کوں شتاب — دیا اوس ٹکے خوش کیا بے حساب

کہا کھول راز آپنا اوسکے دھیر — سو منت یہ منت کیا پھیر پھیر

جو وہ مکر زن اوس دہن کے گھر آئی — وہ مہتاب سا مکھ جو اسکا نجھائی

دیوانی ہو اوسکی وجاہت اوپر — بلی جائیکر اوسکے قامت اوپر

بلالے ہلوں دیں ریجھانے لگی — بچن مکر کے سو چلانے لگی

بچھڑ مرد سوں رہی سو اوحال دیک — ۲۱۰ — خوشامد سینی کھائی جیفی ٹک ایک

بہر حال باتاں سوں اوس نرم کی — محبت منے جواں کے گرم کی

سو جوں موم اوسکے پگل دھیان میں — کہی اوس بڈی کوں ہلوں کان میں

کہ دن عاشقاں کا سو ہے پردہ در — رین ہوئے تو آونگی اوسکے گھر

غواصی انم رین کا ہی دراز — یقیں جاں ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب اول و کشتہ شدن شارک (مینا) و نصیحت پیش آمدن طوطی

(بیت)

جگا جوت سورج اتم ذات کا — جو کر سیر سب دن سماوات کا
(اکرم دھات)

ڈوبیا جا کے مغرب کے ظلمات میں — لگے دیپنے جوں دیوے رات میں
(چمکنے — چراغ)

سو وہ بے بدل نار چندر بدن — ہکوں لاجتی آئی مینا کدھن
(شرم سے — کے پاس)

کہی یوں جو لے توں ہے شیریں زباں — نہیں کوئی تج باج محرم یہاں
(بغیر)

نھنی عقل میں یک گئی ہوں نجاں — ۲۲۰ بہر حال کر منج توں خاطر نشاں
(نہ جان کر — رہنمائی)

لگیا دل مرا یک نوے یار سوں — بھولے ہیں نین او سکے دیدار سوں
(آنکھیں)

کہاں تے مہاڑی پو جا میں چڑی — جو آ منج اوپر ایسی بازی کھڑی
(کوٹھا)

دریچا توں اس باب کا منج پہ کھول — مل اوس یار سوں کیوں کے منج کوں بول

سنی وو جو مینا نہ سننے کی بات — براں یوں اٹھی بول کر او سکے سات
(برانگیختہ کر بول اٹھی)

کہ اے موہنی توں ہے ناری اصیل — سٹ اے نقش توں اپنے سینے تے چھیل
(عورت شریف — نکال)

ترا مرد ہوئے تیوں تجے کوئی نہوئے — کہ تج نار کوں نا سجے مرد دوئے
(دو)

کہ ہے پاک دامن تو ناریاں میں آج　　بڑائی بڑی تجھ ہے ساریاں میں آج

وو شارو کے موں تے سنی جوں یو بیں　　نصیحت پر اوسکی غضب میں مو عیں
منہہ　بیان

سٹی بھوئیں پہ وہیں پنکھ اوسکے مڑوڑ　　سو مینا وئے تھرتھرا جیو کوں چھوڑ
پھینکی زمین　پر　جان

کہ واں تے براں آئی طوطی کے پاس　۲۳۰　مگر آوے اوسکے کدھیں نے وراس
بعد ازاں　شاید　طرف　خوشی

شتالیا پرت کا جو تینا اوسے　　کہی کھول سب حال اپنا اوسے
بچین کیا　عشق

وو طوطا پچھان اوسکے من کا خیال　　نہو گھا برا عقل اپنا سنبھال
دل

کہا گر اسے منع کرتا ہوں میں　　تو مینا کے نمنیچ مرتا ہوں میں

بھلا ہے جواب قال سے پیش آؤں　　اوی کیچ وہیں خیال میں میل جاؤں
بات کہ

وفا ظاہراً اوسکو دکھلاؤں کچھ　　رکھوں شرم صاحب کی اس ٹھاؤں کچھ
جب　دل

تعقل کر اس دھات اوس نار سوں　　ہوا بعد ازاں پیش گفتار سوں

کھیا یوں کہ اے شہیری نیک نام　　توں عاقل ہو کے یوں غلط کی تمام

وو شارو نسوں گرچہ ہم جنس تھی　　ولیکن کہاں عقل اوسکو یتی

جو انپڑا دے تجھ بیگ مقصود کوں　　لیوے بانٹ تیرے زیاں سود کوں
پہنچاوے　جلد

کہ تھی سخت کو دن وو توں اسکے سات　۲۴۰　نہ کہنا انھا آپنے دل کی بات
احمق۔ برے کو ڈھنگ

چھپا راکھ توں آج تے راز یو　　مبادا سنے کوئی آواز یو

کہ ہر کیوں کرونگا ترا کام میں
نکر باطن اپنا پریشان وین

نکئی توں مجے چھوڑ کچھ بُد کچی
کرن جائیگی تو نہو سے سبچی

براں ہوئیگا قضیہ تیرا بُرا
ہوا تھا جو اوس ایک را وین کیرا

کہتا ہوں سن وو قضیہ اے دمن تجے
کہ خاطر منے یاد ہے وو مجے

حکایت سوداگر زادہ و زن بدکاو بیگنہ ضایع کردن اوطوطی را و نادم شدن

سینا تھا جو سوداگر یک بے نظیر
اتھا اوس کنے ایک طوطا گنبھیر

وفادار خوش فام شیریں کلام
ہنر غیب کے تھا سبچ میں تمام

کرے گھر کی سب دیدبانی وہی
دیوے نیک و بد کی نشانی وہی

جو یکدن وو سوداگرے نامدار
چلیا کرنے سوداگری ایک ٹھار

لگے دیس لئی بیگ پایا نہ آن
تھی جاں اوسکی عورت لگی تلملاں ۲۵۰

جواں اوسکے باڑے میں تھا ایک خوب
لگائی چھپیا عشق اوسے دیکھ خوب

منگے جیو تو گھر بلا بھیج اُسوں
کرے ذوق پھولاں سوں بھر سیج کوں

وو طوطا جو کچھ ادن کرے سو سجھائے   ولے موں پہ عورت کیے ہرگز نہ لائے

دیکھے

منڈی شہپراں میں وو گرداں کر   نجا نیچ تیوں چپ رہے جان کر

چھپایا

جو آیا وو سوداگرے نیک نام   خبر گھر کی رانویں کوں پوچھیا تمام

یعنی اپنے مقام

کنے کا جلچچ تھا کہیا اوسکے سات   دلے نیں کیا فاش عورت کی بات

کتنیک دن کو وو راز جیوں بہار تھے   ہوا مرد پر ظاہر یک بھار تھے

کتنے

دل اس نے وہیں توڑ لینے لگیا   ہلوں اسکوں آزار دینے لگیا

او نادان ناجان یوں دل میں لیائی   کہ رانو نیچ تھے یو بلا مج پو آئی

یعنی آپ سر

کھیا ہے یہی راز سب کھول اوسے   ۲۶۰ کیا گھات مج پر یہی بول اوسے

جو پکڑی وہیں ڈنڈ رانویں اوپر   سو پنجرے میں تے کاڑ اوپاڑ اوسکے پر

دشمنی   نکال اکھاڑ

تجھے تل دیئے میل صنایا اوسے   ہوا اوس پڑا دکھ نہ پایا اوسے

کوٹھے کے نیچے   ضائع

جو پوچھیا اوسے مرد رانواں کہاں   دو ہیٹ بول گیا نئی فراواں کہاں

شیریں سخن   عقلمند

ہوا کیا وو کہہ کھول حالی منجے   کہ دستا ہے پنجرا سو خالی منجے

زباں مکر سوں ویں وو عورت پھرائی   بلی کھائی کر لیا کے وو پر دکھائی

یعنی بلی کھا گئی کرکو پر لا دکھائی

وو پر دیک کھالاک افسوس مرد   غصا دل میں اُبلیا سو ناسوس مرد

برداشت نہ کر

قباحت سوں آزار دے بے شمار   وہیں گھر تے عورت کوں بھایا بہار

نکالا

جو وو بھار کد گھر تے نکلی نہ تھی　　گلی ہور بازار چیکلی نہ تھی
کبھی

بھوکی ہور پیاسی ننگے پاؤں ساتھ　　یکیلی نراد ھار نا کوئی سنگات
بے سہارا

نکل شہر تے جو یکیٹ بھار آئی　　۲۰۰　اتھا ایک روضہ سوا سٹھار آئی
تنہا　باہر نکل گئی　　　　اس جگہ پہنچ گئی

کہی یاں تو نیں آدمی کا نشاں　　بغیر از زمیں ہور بغیر آسماں

یو روضا سو ہے مٹ کسی خاص کا　　کہ دستا ہے یو ٹھار اخلاص کا
مکان

بھلا ہے جو میں اس ولی خاص سوں[1]　　لگا دل کروں خدمت اخلاص سوں

کہ شاید مج او پر مہربان ہوئے　　عجب کیا جو یو مشکل آسان ہوئے

چھنک نیر انجو اس صفا دار ٹھاؤں　　رہی دکھ سوں گرد الے ہات پاؤں
چھڑک　پانی آنسو　جگہ

دو درانواں جو پنجرے میں تے بھار کاڑ　　نکالی جو تھی او سکے شہپر او پاڑ
اکھاڑ

نہ ضائع ہو کیں سب بلا یاں تھے پانچ　　رہیا تھا وطن کر کے اول تے وانچ
بچ کر

دیکھا جوں او سے جھاڑ او پر ال تھے　　او تر آئیا ویں ہری ڈال تھے
کے اوپر

چھپیا جا کے روضے کیرا ئیک ٹھار　　ہلوں آسرے تھے او ٹھیا یوں پکار
ایک جگہ　آہستہ　گوشہ

کہ اے مومنی یاں جو تو آئی ہے　　۲۸۰　جو اخلاص ہمنا سیتی لیائی ہے

تیرے سیس پر ہے سو سب کیس کاڑ　　بھواں ہور پلکاں کے لے بال او پاڑ
سر　بال　　　　　　　　　　　　　　اکھاڑ

---

[1] یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

مجاور ہو یاں میں چالیس دن — کسی باب دل کوں نہ کرے سنگین
ترا مرد تج سوں ملنہار ہے — تجے فتحیابی اسی ٹھار ہے
سنی یو جو آواز درحال او — سٹی کاڑ سب تن پو کے بال او
ہوا یسے وضع روپ جاں کا نہاں — نہ پلکاں نہ سر کوں بیٹیاں نا بھواں
رہی جھنجھ سب تن سوں بھالو کے سار — نکل آئیا موں تنبالو کے سار
بری سخت دسنے لگی عیب تے — ہوی مسخراگی بڑی غیب تے
اورانواں بزاں آسرے تے نکل — تھا اوسکوں یاں واں اوپر ہور تل
ادک تیز کانٹے تے بی سخت بول — لگیا بولنے تائیں منقار کھول
کہ اے بے کٹر رن اورانواں ہوں میاں ۲۹۰ — نکالی جو تھی بگینہ میرے تئیں
میرے حق پو توں کچھ بی نیکی نہ کی — خدا کا ہوا کھیل کیسا دیکھی
دوکھانے منجے عار تجکوں نہ آئی — پوچھیا مرد توں کئی بلی اوسکوں کھائی
بدی وو بدی یاں جو تیری اتھی — ہوا وو جو حاصل جو بیری اتھی
پکاریا سو تھا منج تجکوں یہاں — سکت نئیں تو مردے کوں ہے یو کہاں
رنجانی تو توں کیا ہوا منجکوں — اچھوں بی وفادار ہوں تج سوں

۱؎ ۔ یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

نمک لئی ہے تیرا مری ذات میں — اوک شرمندہ ہوں میں اسبات میں

یقین جاں میں وُئی بندا ہوں قدیم — گرنہار ہوں کام بھی مستقیم

سکت ہی جواب مرد سوں تج ملاؤں — تجے ہور اوسے ایک دل کر دکھاؤں

کئے ہیں جو کئی لاکو چاڑے یو کام — کروں شرمندے اونکوں سرتے تمام

دے دھیرک اوسے اس وضا بے حساب — ۳۰۰ اڑیا واں تے درحال پرانواں شتاب

سو اُتریا قدیم آپنے گھر میں جا — ولی نعمت اپنے کوں دیکھا بجھا

کیا بے نہایت دعا اوسکے تئیں — کہا یوں اے صاحب او رانواں ہوں میں

جو پنجرے میں تے کھینچ کر بھار کاڑ — بلی کھائی تھی منجکوں پھاڑ پھاڑ

سنیا جوں وُلی نعمت اسثے یو بات — عجائب لگیا اسکے تئیں دھات دھات

سو بولیا اچھوں تو قیامت ہے دور — ہوا کیوں کنا پھیر تیرا ظہور

کہیا تب کے اے بھوگنی نامدار — تیرا ناؤں روشن اچھو ٹھارے ٹھار

جو اپنی پیاری سندر ناریکوں — غضب بے سبب کر سٹیا بھار توں

فلانے ولی کے سو روضے میں آ — رہی ہے پکڑ گوشہ بھی کئیں نہ جا

مہربان ہو وو ولی اوس اوپر — منج اپنی دعا سات پھر زندہ کر

دئے بھیج تج کن دیو کر گواہ — ۳۱۰ کہ ہے پاک تہمت تے او بے گناہ

اُٹھے ہیں دندے اس پو طوفان لے — دو سب جھوٹ ہو یاں تے توں جان لے
دشمن

جدھاں لگ تیرے گھر منے میں اتھا — نہ دیکھیا کدھیں کوچ استے خطا

چل اوس پاک دامن کیرے ٹھار توں — وفادار ہو مل وفادار سوں

لگی سچ اوسے دل کوں رانوں کی بات — اوسی تل چلیا ویں شتابی سنگات
گھڑی

دیکھت اپنی عورت کوں لایا گلے — سو باہاں کیرا ہانس بھایا گلے
لگایا — باہیں کا ہنسلی۔طوق ڈالا

کتے وضع سوں عذر خواہی کیا — لجا گھر اوسے بادشاہی دیا

اور انواں اوسے کام آیا ہے جیوں — تجے کام میں آنہارا ہوں یوں

گرا اے موہنی عشق سوں تج ہے کام — اندیشہ نہ کر کام کر لے تمام

شتابی بھلی تج نکو کر درنگ — ہو اوس نور کے شمع کی توں پتنگ
پروانہ

محبت لگانے جو لگتی ہے صاف — ۳۲۰ نکر یار کا وعدہ ہرگز خلاف

جوں اسی بات پر او چنچل چھند بھری — جو رُخ یار کے گھر کوں جانے کری
عشوہ گر

یکایک صبا کا اوجالا ہوا — اوسے او اوجالا سو جالا ہوا
صبح

پریشاں ہو پھیر جیت غم سوں لائی — نکل دیس آیا سو جانے نہ پائی
دل — دن

غواصی اُتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رئین تھے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی
رات — دن — صبح — دشمن

حکایت زرگر و نجار بجائے بتخانہ فتند و حرافت کردند

جو ستار آسمان کا کھن سال
سنا سور کا مس میں مغرب کے گھال

رُپا چاند کا کھود مشرق کی کھان
جو آنے لگیا سب جہاں جگ مگان

سوا او سرو قد نار سندر سو دھن
جڑت ابرن سات سنگار تن

وہی دھک دھکاتے زرینے سیتی
چلی راؤیں کن جلتے سینے سیتی

زباں کھول اُسوں یوں بول اٹھی اس طریق
۳۳۰ کہ اے میرے من کے موافق رفیق

نہ جانوں کہ کیوں ہے مرے بھاگ آج
لگی ہے سینے کوں یرہ آگ آج

جو عقل آج لگ تھی مرے ہات میں
کدھر گئی کی دستی نہیں ذات میں

اگر توں نہ کچھ مہربانی کرے
کرے کوں بھی او نشانی کرے

توں اسوقت اے صاحب عقل و رائے
نہ کام آئے تو منجکوں کیا کام آئے

رضا دے جو میں واں تلک جانوں آج
وصال اوس نوے یار کا پانوں آج

سنیا جیوں یو باتاں او رانواں گنی
اوٹھیا بول کر یوں کہ اے موہنی

دیکھت بے وضا حال ایسا ترا — یتا کچ منجے لاگتا ہے برا

جو کھول اس زباں سات کہیا نہ جائے — اتال اُس تے بیلار سہیا نہ جائے

تجے تا نہ مقصود کوں انپڑانوں — قرار امن آرام ہرگز نہ پانوں

ولے میں کہے تیوں توں کرنا بھلا — ۳۴۰ نہ کرنا گلا جھٹ دھرتا بھلا

جو منگتی ہے جا پنچ توں یار لگ — تو تن پر تے سب جڑت کے کارنگ

مبادا طمع بست پر کر او یار — نکالے ننگی کر تجے بہائے بہار

نہ کئیں ووں ہووے تج میں ہور یار میں — ہوا جیوں براٸی وسنار میں

سنی جوں او سندر سلونی یو بول — کہی کیوں اہے او سو کہہ منجکوں کھول

سو کہنے لگیا دیں کہ اے گلعذار — سنیا ہوں جو کس شہر میں ایک ٹھار

اتھے دو جنے مل کے جیوں بھائی بھائی — یکس اسمیں سنار یک تھا بڑاٸی

ہنر مند یک سینی یک بے نظیر — ولے گردش چرخ سوں تھے اسیر

نہ لیا ہے نواٸی کیرا تاب دیں — مسافر ہو دو نو چلے دور کئیں

سو یک شہر میلنے کئے جا مقام — خبر جیوں وہاں کی لیے سب تمام

سو اس ٹھار بتخانہ ایسا دیکھے — ۳۵۰ جو تھے بتلے سب اسمیں سنہنچ کے

ہوس سات واں خرچ کے لاک دام — کئے تھے جڑت ہر کیس کوں تمام

جمع کر لئے خاطر اپنا او دیک — کلپنے لگے یوں کے اکیس کوں ایک

ہنر کوں تو چنداں نہیں رُوچ یاں — نہ ہنا کوں کوئی دکھتا یوچ یاں

کسی کسب میں تو نہیں یاں نفا — کدھاں لگ اچھیں سو سہتے یو جفا

بھلا ہے جواب مکر سوں پیش آئیے — سٹیں کسب یو بھیس اپنا پھرائے

لے جیب مال خوش مکر کا بات میں — کریں حال پیدا اپن ذات میں

لیویں ماہیت یاں کی سب فام کر — نکل جائے فرصت سوں یک کام کر

دئے گونداس وضع سوں دل منے — دئے سٹ او اسباب یک پل منے

چلے دو دئی بتخانہ میں نیس وہیں — عبادت کیے دربئے ہوئے ہیں وہیں

کتک دس کوں واں کے پوجاری تمام — ۴۶۰ ہوئے معتقد مکر اون کا نہ فام

دکھت جفت اوں کی عبادت کے دھات — دئے واں کی کیلی کلف اونکے ہات

کشش میں اُنن سات سینا نہ توڑ — خجل ہو چلے وانتے بتخانہ چھوڑ

او جوں غل تے بتخانہ خالی جو پائے — ہلوں شہر میں نیس یک دیس آئے

کہے اس پوجاریاں کوں یوں مکر سات — کہ سارے بتاں ٹیک ہو آج رات

ہمن خواب میں آ کو یوں بول اٹھے — کہ سب لوگ یاں کے ہمن تے توٹے

جو دھرتے تھے ہمنا او پر اعتقاد — نہیں کوچ دستا او ڑیا ہے سواد

نہ رہسے ہمیں یاں نکل جائینگے یکٹ دور کئیں پاڑ بلکائینگے
(رکر) (تنہا) (بار)

سنے یو بچن جیوں پوجاری تمام ہو ہیبت زدے آہ مارے تمام

فرار اپنی بد اعتقادی پو کر پڑے آ اُنن دو دی کے پاؤں پر
(ان دو)

جو پھر اُٹ کھڑے ہو رہے رو برد ۳۷۰ کہے یوں جو ہیں تم ہمارے گرو

عبادت ہمیں سب سے ٹے سو بیچ ہو کاہل ان تے تو ٹے سو بیچ
(پھوڑے)

ہوا ہے ہمن تے بڑا یو گناہ تمن بن ہمن کوں نہیں کوئی پناہ

پھر اتبار واں لگ تمیں جاؤ آج منت کر گنہ سب کے بخشاؤ آج
(اس مرتبہ)

نکل یاں تے نا جائے تیوں منگ لیو تماری عبادت کی سوگند دیو
(قسم)

ہو اس وضع عاجز و نادان سب پھر اُس پھٹار انو کوں دئے بھیج تب
(جلد)

سو فرصت اُنو کوں غنیمت ہوا گیا شک سو ہمت یو ہمت ہوا

نہیں دیک کوئی ویں آدھی رات کوں چڑیا دیک کر خوب بل ہات کوں
(آدھی) (قوت موقع)

او سُنے کے پتلے سو کاڑے تمام رکیا دور کیں بھیں میں گاڑے تمام
(نکالے) (زمین)

جھنجھر کھینچ ویں شہر میں ڈور آئے سینا کوٹ لے مکر سوں غل اوچائے
(خنجر)

کہے[1] آج تو سب بتاں نہاس گئے ۳۸۰ نجانے چھپے کاں کس آکاس گئے
(بھاگ) (آسمان)

---

[1] نسخۂ (ب) میں یہ شعر نہیں ہے۔

نہیں کوئی معبود دوجا یہاں ۔۔۔ کہو اب کریں کس کا پوجا یہاں

اگر کوئی تمیں ست نہ بدلاؤ تے ۔۔۔ تو ہرگز نکل یاں تے نا جاؤ تے

ستم تن پو کے کپڑے لوگاں میں پھاڑ ۔۔۔ نپٹ واں کے لوگاں کوں سب دُکھ میں پاڑ

چلے رُوتے پھیر بتخانے کوں ۔۔۔ نہ سمجے نمن کوئی اس بھانے کوں

رکھے اپس گردان یک سا ترا ۔۔۔ ہوا جوں تھنڈا گرم او جا ترا

رضا لے ہلوں واں کے لوگاں کے ہات ۔۔۔ چلے او بتاں کاڑلے راتے رات

خَلق واں کی احمق دیوانی تمام ۔۔۔ دغا کوں اُن کے سکے کُئی نہ فام

خدا کوں جکوئی چھوڑ ست بت پو لیائے ۔۔۔ سو کیوں او دغا اس ضا سوں نہ کھائے

جوں او دوئی او باش واں تے نکل ۔۔۔ غنی ہو اپن شہر کوں آئے چل

رکھ او مال یک ٹھار اپن جان سوں ۔۔۔ ۳۹۰ خرچنے لگے عقل او رگیان سوں

کتک دن کوں ایمان بدلا سُنار ۔۔۔ رکھیا جوں نظر طمع پر بے شمار

یکٹ کاڑ او مال اس ٹھار تے ۔۔۔ چھپایا لجا ہور کئیں یار تے

نہ جانیچ تیوں سادگی سار او ۔۔۔ بڑا ای سوں گمنے لگا بار ہو

ضرورت کی اک حاجت آنگے جو آئی ۔۔۔ لے سُنار کوں او بچپا نا پڑائی

چلیا واں تے کچھ کاڑ لیانے کے تئیں ۔۔۔ نہ تھا واں سو ایسے میں سُنار وہیں

مُنڈا اسا پھرا با ند بولن لگیا زبان غیر باتاں سوں کھولن لگیا
گردن ۔ دستارہ
کہ اے یار کم عقل توں یار ہو دغا خوش دیا یاں طمع دار ہو
یو جاگا تو تج ہور مج باج کوئی سمجھتا نہ تھا دوسرا آج کوئی
پھرا دل خیانت کیا سو ہتھینچ چورا مال یاں کا لیا سو ہتھینچ
توہی
کتے دیس کھاگا منجے چھوڑ توں ۴۰۰ میلا گا کہاں منج ساجوڑ توں
دن کھائیگا
نظر تو پڑی بیوفائی تری کہ بیر آج تے آشنائی تری
یعنی بس ختم
سن اے پڑمڑی بات گم ہو بڑائی یکایک نہ ٹٹے اس سوں ناکر برائی
علیحدہ ہو
لیا دل میں کہہ یوں کہ میں تو یو کام کیا نیں ہوں ہے یو خدا کو چ فام
یعنی ۔ دغا خوش دیا کر طمع دار منج
چورا اب یو کرتا ہے بد نام منج دغا دینے منگتا ہے یو خام منج
اگرچہ ہے ناحق پو یو نابکار خدا آپ سکتا ہے یاں حق بچار
سنبھ
سمج سات اس دھات سوں کھول توں کہا اوس دغاباز سُنار کوں
کہ اے یار توں جے کہے سو سچ سراسر خطا سو اہے منج تچ
ولیکن خدا کوں ڈر اس ٹھار توں کہ توں یار ہے کیا کہوں یار سوں
نہ لے سوں میں اس مال کا کوچ تانوں نہ لے ناؤں میرا توں جا اپنے ٹھاؤں
ونگا
کہ تج ہور مج ین یو کس نام نئیں ۴۱۰ منجے آج تے تج سوں کچ کام نئیں

او سنار جوں نرم پایا اوسے ‏ ہوا خوش بھبیا کر لئی اومال لیے

ولے پھیر دغا کھائیگا سو نہ جاں ‏ سٹیا آپنے دل تے دھوا او گماں

بڑاں او بڑائی سو عاقل گنبھیر ‏ کیا فکر گھر بیس خوش بے نظیر

سو سنار کی شکل کے دھات سوں ‏ کیا راس پتلا اپن ہات سوں

پنایا سلا کپڑے ویسیچ اوسے ‏ رکھیا ایک گوشے میں گھر بیچ اوسے

بچے ریچھ کے کئیں تے دو لائیا ‏ اسے پتلے کن باندکر بھائیا

سو بھر دور میں اسکے چار انمام ‏ کھلانے بچیاں کوں لگیا صبح و شام

ہوئے سلگے پتلے سوں یوں او بچے ‏ اوسکے مگر بیٹ تے نیب سچے

جو جاگے پوتے ٹک او پتلا ہلائیں ‏ تو اسکیچ ویں بیٹ لگ دوڑ جائیں

سلگ خوب اسوں او بچے لائے دیک ‏ ۴۲۰ کیا اپنے گھر مہمانی خوش ایک

جتیاں عورتاں دوستداراں کی تھیاں ‏ بلایا تو آیاں گھر اسکے ویتیاں

نہ رک دل میں کچھ ہور تلک کچھ برائی ‏ او سنار ہور اسکی عورت بی آئی

جو تھے فرزنداں دو سو دو جوہراں ‏ للکر آئے سنگات آتے براں

ملے داٹ جوں گھر میں مہماندار ‏ دیں ایسے منے او بڑائی عیار

چھپیا اوسکے دو فرزنداں کوں کہیں ‏ بچے ریچھ کے بھار کاڑیا او ہیں

دیا چھوڑ مہمانداراں ہیں جا — دیکھے جوں او ستار کاموں نپجھا

نہ لاشک وہی پوتلا کر خیال — لگے پھیرنے خوش سوا وسکے دنبال

وہیں او بڑائی سوا سو وقت پر — فلانے کے پنگڑے ہوئے ریخچہ کر

پکاریا گلا کاڑ کر شور سوں — ہوا غلبلا گھر منے زور سوں

ملے لوگ بارے کے سب اوس گھڑی ۴۳۰ کدھیں نین سو ہوی مسخراگی بڑی

ہوا خلق حیراں اس ٹھار کا — رہیا کام سو کچ ہو ستار کا

سو کچ ہوا اپنے گھر میں تے نکلیا بہار — لگے اونچے پیٹ بے اختیار

جو کوئی مار کر دور کرنے کوں جائیں — نہ چھوڑیں اسے دوڑ اس پاں آئیں

سو ہر کوئی اس سخس کا دیکھ دھات — صحی ہے کی سمجے بڑائی کی بات

کہے سب جو گر اسمیں ادراک ہوئے — بھلا جو گناہاں تے سب پاک ہوئے

عجب نیں جو کر لطف پروردگار — کرے اوسکے پنگڑیاں کوں اول کے سار

تماشے تے جوں کم ہوئے لوگ سب — او ستار سو کہہ لیا دل میں تب

جو میں اوس سوں نا ہوؤں تا بے وفا — تو نادیکھتا خلق میں یو جفا

کپل مکر پیدا کیا او اندیش — عجب وضع سوں منج کیا سب پیش

خطا منج کدھن تیج آیا اول ۴۴۰ ہوا سب منے تو مرا سیس تل

بھلا اب جو او سکے پکڑ لیوں پانوں　　دے او مال اوسے فرزنداں اپنے پانوں

چلیا بعد ازاں وہیں گھر اوس یار کے　　رکھیا سیس جا پانو پر اوس یار کے

ادک عذر خواہی سوں تسلیم کر　　دیا لیا کے او مال تقسیم کر

ملیا یار ہو دل سے دھو دھوند کوں　　لیا منگ اس دوئی فرزند کوں

گیا آپنے گھر کوں پایا قرار　　ہوا یو قصا ٹھار ٹھار آشکار

طمع اس قضا کی ہے سن اے ہوسن　　کسی کا نہ کوئی نیں دیکھیا ہے من

اگرچہ او دو یار تھے ملکر ایک　　ہوے یار اغیار او مال دیک

اسی واسطا بولتا ہوں تجے　　کہ ہے بولنا تج کوں واجب منجے

خوشی کا سمند کر لے سینا اتال　　تریت کاڑ تن تے زر ینا اتال

تجے کام سو یار سوں ہے تمام　　۴۵۰　　نکی تجکوں بستاں سوں ہے کوچ کام

بڑی رات ہوئی مستعد بیگ ہو　　جو منگتی ہے جانے بجد بیگ ہو

جب او سندری تن وتے کاڑ بست　　منگی جاؤنے عشق کے مدسوں مست

ہوا نور ویں صبح کا آشکار　　سو رہی تجھ ایس میں نہ نکلی بہار

غواصی اتم رین کالی دراز　　یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین نے تو ہے دیس روشن صحی　　ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت زن لشکری مرغ خود را گلدستہ دادن و بادشاہ امتحان نمودن

گگن (آسمان) بن تے جھڑ جوں گل آفتاب ۔۔۔ لیا آپس بھئیں (زمین) میں مغرب کی داب

کنول چاند کا نرملا (صاف) بے بدل ۔۔۔ چمن تے جو مغرب کے آیا نکل (مشرق)

شگفتا ہو تب چلبلی او نگار ۔۔۔ لٹکتی چلی چھب (ادا) سوں رانوں کے ٹھار

مٹھے شکر ایسے ادھر (اب) کھول اسوں ۔۔۔ لگی بولنے یوں مٹھے بول اسوں

کہ اے میرے پنکھی خوش آواز کے ۔۔۔ ۴۶۰ ۔۔۔ اے بلبل مرے گلشن راز کے

نہیں ٹھار تا من (دل) مرا آج کئیں ۔۔۔ مرے درد تے تج خبر ہے کی نئیں

توں اے وقت نیں جو کرے کچ ذرنگ (دیر) ۔۔۔ رضا دے ترت منجکوں آئی ہوں تنگ

نہیں اپتے پیلا ڑ کچ منج میں تاب ۔۔۔ کہ عشقوں تے اوسکے ہوی ہوں خراب

سن اس بات کوں اُو (زیادہ) پنکھی بے بدل ۔۔۔ کھیا یوں جو اے مدکی (عشق) ماتی (مست) چنچل

سبب آپنا من (دل) توں لیتی ہے گال (گداز) ۔۔۔ اپس کی تو کرتی ہے یوں پائمال

نہیں گنج اگرچہ کسے باج (بغیر) رنج ۔۔۔ ولے بیک (کیوں) جا آج نس (رات) پاڑ گنج

مبادا سفر سے ترا مرد آئے تری ہوس رہ یوں تیرے من میں جائے

بزاں شرمندگی ہوئیگی یار تے ہوا ایک راجا جوں یک نار تے

کہی کیوں ہوا شرمندا او سو بول سو بولن لگیا اے بچن رول رول

سنیا ہوں جو تھا کوئی اک لشکری ۷۰ اسے ایک عورت تھی جوں شہپری

مکھ اس نار کا چودواں چاند تھا دل او لشکری اوس سوں لئی باندھتا

ادک گن میں بے مثل ناری تھی او وفادار ہور ست میں ساری تھی او

ولے او سپاہی زمانے پو جا اچھے اوسکی رک دیک میں جابجا

دیوانا ہو گھر میں تے نکلے نہ بھار گذرنے لگی مفلسی بے شمار

او عورت سندر گنونتی بے نظیر کہی عقل سوں ایک دن مرد دھیر

اگر گھر تے جو توں نہ نکلے بہار تو کہنا چلے کس وضا روزگار

نفائیں دیوانا توں ہونے منے رک اس عشق کوں باندکونے منے

میلا چاکری توں نکل گھر تے بھار کہ ہے چاکری مرد کیرا سنگار

سنیا یو بچن او سنتے جوں لشکری کہیا سچ کہتی ہے توں اے گن بھری

ولے غیرت اکثر ہے مانع مجے ۸۰ کروں کیوں کنارے اپس تے تجے

یکیلی تجے سٹ دے کس دھات جانوں کے جانے کوں آتے نہیں میرے پانوں

بڑا عذر ہے منجکوں سو یہی — سن اے بات عورت اوسے یوں کہی

کہ یے تجکوں جو عذر حائل ہے پیش — سو باطل ہے او عذر دیک توں ن اندیش

جو کوی نار ہے پاک دامن نچھل — ست اوسکا کدھیں کوں نہ جاوے نکل

عصمت

جہاں لگ ہے بد فعل عورت چھنال — رہے ناجتا کچ رکھیں اوس سنبھال

سنیا ہے کہ نیں ایک جوگی مدام — نہ عورت کوں اپنے بتیا صبح و شام

بھروسہ کر

پھرے پیٹ سوں باند بنواس او — سو ویسے پوگئی تنو جنیاں پاس او

جنگل

کتی ہوں سن اسکا کینتھا اے سجاں — کتے ہیں جو تھا اک دل آور جواں

قصہ ساجن

ولے اوسکوں عورت کی غیرت نہ تھی — سو اسکیچ عورت اتسے اس پو تھی

منگی یک نس اِز مانے انکار سوں — ۴۰۹ سو گل لاگ سُتی پل ہور یک نار سوں

رات گلے لگاکر سوئی عورت

جو مرد آئیا بھار تے گھر منے — دیکھیا دوئی کوں ایک بستر منے

پرایا مرد کوئی ہے کر پچھان — ذرہ اوس گھڑی دل میں غیرت نہ آن

کھیا کون ہے اُٹھ مجے سونے دے — کہ آئی ہے نوبت مری ہونے دے

اٹھ

جوں آیا ہے توں تیونچ جیا ڈر نکو — بچھانے منے ڈر تے تک بھر نکو

سن اے بات اوہنس پڑیاں کھل ہوں — سو ویں اٹ کھڑیاں ہو رکھیاں اے جو تول

دلاور ہے نامی دلیراں میں آج — سچا شیر نر ہے توں شیراں میں آج

تجے رشک اس ٹھار پر آئے نا — نہیں رشک آیا سو کیا ہے کتا

بزاں نا چھپا دل میں او مرد ویں — لگیا بولنے یوں کہ یکدیس میں (رن)

یکٹ ایک جنگل میں جاتا اتھا — دیکھیا ایک ہتی کوں جو آتا اتھا

(تنہا)
اتھا پیٹ پر او سکے جیوڈھل ایک (یعنی چنڈول) — ۵۰۰ مری عقل گم ہوی او جیوڈھل دیک (بمعنی عماری)

کیا ہیبت اسکا مرے من میں ٹھار (دل، مقام) — سو یک جھاڑ پر جا ہوا میں سوار

بغیر دھوپ واں چھانوں بی کئیں نہ تھی — سو آیا اوسی جھاڑ تل او ہتی

سو ویں پیٹ اوپر تے او جیوڈھل اتار — چلیا آپ چرنے یدل ہور ٹھار

سو یکنار (عورت) جتنا سرائوں سجے — تھی جیوڈھل کے میانے سو دیکھی منجے (یعنی چنڈول، اندر)

نکل اس میں تے بھار آئی ہلوں — ایر تے تلے منج بلائی ہلوں

رصیا نیں مرا دل سو آیا او تر — چلی ویں مجے لیکے جیوڈھل بہتر (اندر)

سیناکھول اوپر جیوں پڑی شوق سوں — کیا میں بھی سنبھوگ (عیش) اُسوں ذوق سوں

ہلوں بعد ازاں مجکوں ہاتاں میں پاڑ (ڈال) — این ڈب (کمر) میں تے ڈوری ریشم کی کاڑ (نکال)

لے ہاتاں میں ویں کس کو یک گٹ بہائی (کھینچکر، گرہ ڈالی) — وو ڈوری پھیر اڈب (کمر) میں اپنے چھپائی

یہاں عقل میری جو گم ہو رہی — ۵۱۰ صریحاً مجے کھول تو یوں کہی

کہ اے جان جن کوئی مرا مرد ہے — سو کوٹیال جوگی جہاں گرد ہے

اوِک من میں غیرت سو عورت کی دھر | لے پھرتا ہے منج یوں ہتی ہو نیکر
جنگل باج بستی میں منج نا لجائے | مبادا منجے پَر مرد کوئی بجھائے
اسی ہٹ سوں دی ہیں دغا او سکے نئیں | نو دیر گئی تو جنیاں پاس ہیں
سو ہر بار یک گانٹ ڈوری میں بھا | بدل یاد کے ہیں رکھی ہوں چھپا
ملیا توں جو اس جھاڑ تل نا گہاں | او گانٹھاں سو پوریاں ہویاں سنو یہاں
سنیا جوں میں اوس نار تے بات یو | تدھاں تے سٹیا دل تے غیرت کوں دھو
میرے ہات میں نیں کہ یو کام فام | خدا پر کیا ہوں توکل تمام
کہیا یسی حکایت بزاں او سندر | این مرد کوں نرم جوں موم کر
گندی ایک پھولاں کی گیند اپنے ہات ۵۲۰ | کدم کی اوسے اپنے ست کے سنگات
دئی مرد کے ہات میں ہور کہی | کہ لے توں جو ہے لال میرا صحی
مسوں کر لے دل آپنا ٹیک توں | مرا ست اسی گیند میں دیک توں
گر اخلاص ہے تج سوں میرا تمام | جہاں جائیگا توں تو ہر صبح و شام
تیرے ہات میں ہر گھڑی دمبدم | اچھنہار ہے گیند تازا یو جم
جب یو گیند کملا رہے تج کنے | گیا منج میں کا ست تو لیا دل منے
سن اے بات تب او سپاہی ہوشاد | درست او سہیلی سوں باندا اعتقاد

لے سنگات او گیند تازی نچھل | خوشی سوں چلیا چاکری کے بدل
سو یک ملک میں جا کے یک شاہ پاس | لگیا چاکری کرنے راسیک راس
ولے جو بی او گیند اچھے اوس کنے | شگفتہ ہو ہر لحظہ ہر پل منے
جیوں آیا زمستان کیرا ہنگام | ۵۳۰ ہوا بار کم پھول بن کا تمام
کلیاں تج رہیاں تھنڈ تے پات میں | سو دیک شاہ او گیند اوسکے ہات میں
کہیا کاں تے یو پھول لیا یا ہے توں | یو کس پھول بن میں تھے پایا ہے توں
دیا سو تجے یو کنا کون ہے | پھولا را یہاں آشنا کون ہے
کہ ہے سب چمن تھنڈ تے بیتاب یا | ہیں اس وقت پر پھول کمیاب یا
ہوا جوں یکد شاہ اس بات پر | ادب سوں اٹھیا بول اس دھات کر
کہ اے بادشاہ زمین و زماں | جو ہر جگ تیرے چھانوں تل شادماں
گندے پھول نرمل مرے ہات میں | جو تازے ہیں نت جیوں کلیاں پات میں
سو اس دھات کے کئیں پنجسے نہ یاں | کسی پھول ڈالیاں پو اچھسے نہ یاں
کہ آتے برایں گھر تے میری حلال | ستا نہ ماؤ اپنا کہہ میرے دنبال
اپن صدق کے باغ کے توڑ پھول | ۵۴۰ دی منجکوں سو کیا میں قبول
اچھوں لگ تو کملائے نیں گئیں ہیں یو | ہے پوراستاس ہیں کہ یوں ہیں ہیں یو

نجانوں اَنگنے کیوں ہیں ریٔی کے کام ۔ پتیارا تو اسکا مجے ہے تمام
شہ اسکی زباں تے سن اس بات کوں ۔ کیا دل میں اپنے کہ اس دھات سوں
کہ البتہ ہے اُوسکی سحر گر ۔ دغا دی ہے تحقیق اِسے سحر کر
جہاں تے فریب اسکوں یوں دے چھپے ۔ کرن غیر کا ماں نجاسے پچھے
اِنے تو اُسے ست ونتی نار کر ۔ رھیا ہے پتیا ہم وفا دار کر
دیکھوں آزما کر یو مایا بری ۔ خبر لیوؤں کیا ہے سمایا بری
کر اس دھات شہ بنٹ اپن فام پر ۔ مسلّم بجد ہو کر اس کام پر
دغا دینے اس پاک دامان کوں ۔ دیا بھیج یک چلبلے جوان کوں
سو ہر حال سوں کھوج پا او جواں ۔ ۵۰ گیا اوس سپاہی کی عورت کے تھاں
نہ کر راز بھی کئیں ہویدا وہاں ۔ کیا ایک کُٹنی کوں پیدا وہاں
جو اہر سوں بھر گود اوسکا تمام ۔ کھیا مجکوں ہے یاں خلافی سوں کام
لگیا ہے مرا دل اُسٹوں رات دن ۔ منجے یاں نہیں کوئی ہے تو ج بن
اگر اس سوں یک رَین میلا گی مجے ۔ تو لئی کچھ اچھوں دیونگا میں تجے
نظر دھر او ناپاک ادک طمع پر ۔ بہر حال جا دی خبر اوس کے گھر
سو او نار ستونت روشن ضمیر ۔ اتم پاک دامن او عاقل گنبھیر

سن اونا موافق بچن خوب اندیش　　کہی یوں کی آئی ہے بازی نویش
اگر چپ رہتی ہوں نہ دے جواب میں　　تو کم عقل دسنی ہوں اس باب میں
بھلا جو بلا لیا ذکر اوس کہوں　　دعا دے ادسے ہیں سلامت رہوں
بچار اس وضا کوٹنی کوں کہی　　۵۶۰ گرلے بات توں بولتی ہے صحی
توں اوس جان کوں لیکر آ رات کوں　　ولیکن نہ کر فاش یو بات توں
بھروسے سوں دے اوس بٹی کوں رضا　　کتی گھر منے فکر ہور یک وضا
جو کھو گھر تھے خالی یک تھی سو پائی　　منگا نرم بالو خوش اس میں بچھائی
کچے سونت سیتی بونی یک پلنگ　　پلنگ پوش تس پر سٹی تازا رنگ
امانت رکھی سیج اس کھو اوپر　　نہ جا نیچ تیوں گھر میں رہی ہیں کر
نماشام ہوی دیک وو آیا جواں　　دعا اوس سہیلی کیرا نا بچھاں
گھر آیا سو تعظیم دینے چل آئی　　سنواری سوا صدر اوسکوں دکھائی
وو انجان جس اوس پلنگ پر نکوت　　گیا بیسنے کوں سو تٹ جا وو سوت
پڑیا کھو میں غفلت سیتی تل سیر پاؤں　　ہوا ہو میں کھرپے نکل ٹھاؤں ٹھاؤں
قیامت مگر اوسپو نازل ہوا　　۵۷۰ نکل بھار آنے کوں مشکل ہوا
اوٹھیا جوں وو کھو میں تھے کچوا یکا　　ہلوں آئی نزدیک تب او نگار

کہی کون توں کاں تے آنا ہوا — بُرا تج سوں کیوں یو زمانا ہوا
تجے یو بلا کھینچ کر کاں تے لیائی — منج اوپرال کی ہوس کیوں تجکوں آئی
جکچ ہے سو کہہ کھول کر سب منجے — جو یاں تے سلامت سوں کاڑوں تجے
ہوا لا علاج اُن سو کہیں تے تب — جوں آیا اتھا نیتوں کہیا کھول سب
سو خاطر میں لیا او حقیقت سکھی — اوسی کھو میں اسکوں سلامت رکھی
لگے دیس لئی دیک او شہ اوسے — دیا بھیج چونڈی دُوَن بھی کسے
سو او بی کیا مکر آلئی وضا — ولے کھا دغاؤ و نچہ پایا سزا
جکوئی جو بدی جس پو چاوے اندیش — سو کیوں او بدی اسکے آوے نہ پیش
اچھے ست سیتی جے نار اپن ٹھار پر — ۵۰۰ کہو کیا چلے مکر اوس نار پر
حیا شرم جسکا الٰہی رکھے — اوسے کون گمراہ کرنے سکے
ہوئے غیب دیک او دو نوجان ویں — لگی فکر ور زور اوس شاہ تئیں
سواری کے بھانے سوں ویں ناگہاں — چلیا اوس سپاہی کن آپی وہاں
سو جا او سکے باڑے میں اُتر یارین — سو ویں بادشاہ ہے کہ سمجھی دو دہن
تب اوس کھو میں تے بیگ دو نوکوں کاڑ — مچھیاں مرد کے بات اُن کے اوپاڑ
رنیا سر تے پگ لگ زنانی لباس — دئی بھیج خدمت کوں اوس شاہ پاس

دیکھے شہ کوں وو دونوجوں نین بھر پڑے لک خجالت سوں جا پانوں پر
کہہ اپنا سب احوال روساک ساک گواہی دیے اسکی عصمت پو پاک
سو پردے کے بیلاڑ تے تب اوتار کہی اس وضا اے شہ نامدار
میں اونار ہوں جو توں باور نہ کر ۵۹۰ لہیا تھا منجے سحر گر ہے گکر
میرا سحر تو اب ہوا تجکوں فام ولیکن نہ تھا تجکوں واجب یو کام
ترے چھانوں تل خلق لئی ہے کئی ویں یو تقصیر تیرا سو بخشی ہوں میں
اگر میں تو یک آہ سوں مار دم دو جا کوئی ہوتا تو کرتی بھسم
اپن ٹھار ہشیار اچھ آج تے بری کس یو تہمت نہ رچ آج تے
کہ عالم کے حق پر ہے ماں باپ توں سمجھتا اہے کیا کہوں آپ توں
نصیحت دے اس دھاتے جب دی رضا سو ویں شرمندا ہو چلیا بادشاہ
نہ کئیں اپنے عاشق تے اے گلعذار خجل ناگہاں ہو گی اوس شہ کے سار
نہ کر کاہلی اُٹھ شتابی سوں جا مل اس یار سوں، فتحیابی سوں جا
کیتی قصد جب او نکلنے کوں بہار اٹھیا مرغ ویں صبح کیرا پکار
نہ جا سک رہی ویں پشیمان ہو ۶۰۰ جلی من میں اس دن بہت بھان ہو
غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عیس عاشق نواز

رَین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی
رات دن دشمن

روز چہارم حکایت رای رایاں

سُورج روپ نہ تا جو یوسف کے سار — لیا چاہ مغرب میں اپس اُتار
نورانی مانند اپنے آپ کو

سو مشرق کی مچھلی کیرے کرٹپ تے — جو یونس کے نمنے چیند رنس پیتے
کے شکم مانند چاند رات

نکل بھار آیا سو بھیر او چنچل — زلیخا ہو را نویں کنے آئی چل

کہی یوں کہ اے بے بدل ہم جلیس — جو سب دن وجود آپنا غم سوں پیس

نہ کر ناغہ ہر رات آ تیرے پاس — جو نصدیع دیتی ہوں ہیں بے قیاس

نہ میں سوؤں نا تجکوں دیوں نہ سوں — بجز توں جفا یو سکے سوں کوں
ملنے - دیوں تجھ سکھ سو سوں برداشت

عجب کچ مروت ہے تج ذات میں — تیری شرمندی ہوں میں اس بات میں

ولے فکر کر کچ مرے کام کا — جو کل ہوئے تجکوں بی آرام کا ۶۱۰

جو اے بات رانواں سنیا اسکے لوا — دیا جاب معقول اس دھات سوں

کہ اے دہن اتم ذات صاحب جمال — رکھی ہے جو توں مجکوں جا واں سوں پال

سبب یو جو یک وقت پر کام آؤں — نہ دلگیر کر وقت تیرا گما نوں

رہوں نیک خواہی میں صادق ترِی
کروں فکر ہر یک موافق ترِی

سونی ہے کہ زمین ہند میں ایک ٹھانوں
اتھا راج کوئی رائی رایاں سو نانوں

سویک جان ہور یک بڈھی کے بدل
این زندگانی کیرے سر تھے تل

کیا ہے وو کس دھات اوتار کام
سو کہتا ہوں سن کھول تجکوں تمام

کہتے ہیں جو تھا کوئی راجا گنبھیر
اتھی ایک بیٹی اوسے بے نظیر

پری تھی دو لک ٹھار محبوب تھی
ہنم چاند ہور سور تے خوب تھی

سویک جواں درویش اَدِک نامراد ۶۲۰
نہ تھا فام اوسے کچ دنیا کا سواد

پکڑ گوشہ کہیں رہ نہ سک دہر میں
جوں آیا اُسی راج کے شہر میں

دیکھا ناگہاں اُس اُتم نار کوں
سو مجنوں ہوا بھول سنسار کوں

لگیا عشق کا جوش ور زور زور
اٹھیا شہر میں سب اسیکاچ شور

سو جانے لگے لوگ چل اسکے دھیر
حقارت سوں بولن لگے اے فقیر

گدا ہو کے کیا خیال دھرتا ہی توں
ہلاک اپس کیا کام کرتا ہے توں

تجے دیک ہور شاہزادی کوں دیک
ترے موں کو دیک کیقبادی کوں دیک

زمیں ہو گگن سوں نہ کر ریس توں
لُہائی سوں کھجلا نکو سیس توں

ہتی سات گانڈے نکو کھانے جا
نکو سنگ توں سانپ سوں لیانے جا

نہ کر آپنے عشق اوپر اعتماد — کہ ہے ٹھارتے توں ادک نامراد
(روز ازل — بہت)

سدا سر کوں بس یک چنڈ ہوی تجے — ۶۳۰ یو دو بونٹ کی بس لنگوٹی تجے
(چندی — انگل)

مبادا سنے راج تیری خبر — تو ٹکڑے کرے توڑ تیری کمر

نکل شہر تے بیگ جا راتے رات — بچالے اَپَن سُن ہماری یو بات
(جلد — بچالے)

اوسے لوگ تو لئی وضا سوں ڈرائے — ولیکن وو شک دل منے کچ نہ لیائے
(بہت)

کہے ہر کسے یوں کہ اے کمرہاں — کسی کا کہیا کچ نہ چلسے یہاں
(چل سکے)

کہ جاں عشق کیرا عمل سنچر نیک ہے — وہاں بادشاہ ہور گدا ایک ہے

منجے عشق دیتا ہے یوں آگہی — کہ ہے او دلارام میری سہی

کہ ہات آئے تو مجکوں وہی آؤ نا — نہیں تو یہ سیر اوس بدل جاؤ نا
(سر)

کہہ اس دھات سوں بیٹ ویں او گدا — دیا راج کوں جائیکر یوں ندا
(مقرر)

کہ اے شاہ میں گرچہ ہوں نامراد — ولے عشق بازاں میں ہوں کیقباد

کچ استھار عارف ہو توں داد کر — ۶۴۰ منجے تیری بیٹی کوں دے شاد کر

گدا ہوں کہ نا دیک اہانت سوں منج — پکڑ ہات اپنی عنایت سوں منج
(حقارت)

کہ اوصاف جاگا تیرا دور دور — ہوئیگا ترا ناوں جگ میں مشہور
(جائیگا)

سنیا جوں او راج اس گدا تے یو بات — ہوا آگ ایسیں ادک قہر سات
(بہت)

منگیا اسگھڑی جو سٹوں اسکوں مار — کرے پارچے دو سرا اسکا اوتار

سوا ایسے میں وِیں اٹھ کھڑا ہو وزیر — کہیا راج کوں یوں کہ اے شہ گنبھیر

اسے مار سٹنے تو کچ نیں ہے بار — ولے ہوئیگا ظاہر اے ٹھار ٹھار

دیوانا ہے او سُدھ نہیں کچ اوسے — نہیں تو کنے یوں ہے قدرت کسے
(ہوش)

میں یک فکر سوں ہر سند اسکے تئیں — نہ رہے تیوں یہاں دفع کرتا ہوں میا

کنارے بلا بعد ازاں اوس وزیر — کہیا اے دیوانے کمینے فقیر

اپے توں کہاں شاہزادی کہاں ۶۵۰ — دُکھی تج گدا کوں یو شادی کہاں

کہ سجتا نہیں کچ یو تدبیر تج — جرو سے نہ امرت کی یو کھیر تج
(زیب دیتا — ہضم ہوسکے — آبحیات)

سٹ اے خیال توں کچ پکڑ خوب گن — نہیں تو کتا ہوں تج یک بات سن

اگر چودا بانی سُنا ایک بار — لیکر آئیگا سات ہتیاں کے بھار
(۱۴ — سونا — ہے — بارہ بوجھ)

تو عاشق ہی کر تجکوں میں پاؤنگا — ترے عقد میں تب اوسے لیاؤنگا

سن اس بات کوں وِیں ہوا مبتلا — کہیا کاں تے مجھ پر پڑی یو بلا
(سے — مجھ پر پڑی)

چڑے ہات منج کس جنم میں یو مال — سراسر ہوا کام میرا تو کھال
(عمر)

یہاں کون ایسا ہی کر منج یو پیار — جو دیوے سُنا سات ہتیاں کے بھا
(سونا — ہے)

یو مشکل نہ جانوں کیوں آسان ہوئے — خدا باج توں ئیں مہربان کوئی
(کے بغیر)

مسلّم ہوا اس فکر سوں بے قرار ستیا جیونے کا امید ٹیک بار

سو ایسے میں کوئی آ کہیا اوسکے دھیر ۶۶۰ نکو یوں توں دلگیر ہو اے فقیر

گر اے مال منگتا ہے پانے کوں توں تو جا رائی رایاں کنے ذوق سوں

کہ ہے ہونہار اس تھے تیرا یو کاج کہ بخشش منے ہے اوبے مثل آج

سُن اے بیں اُن لاک اُمس پایا سو ویں رائے رائیاں کنے دھائیا

کہیا جا قصا آپنا اسکے دھیر سو او رائی رایاں سخی بے نظیر

خزینا سُنے کا کھولا ٹیک بار دیا بھر اسے سات ہتیاں کے بھار

لے او مال ان لاک خوشیاں سنگات پھر آیا اسی راج کن راتے رات

او فرمائے سو ہدیہ لیایا ہوں کر شتابی ستی بول بھیجیا خبر

سو او شہ وزیر آپنے کوں بلا کہیا یوں کہ آیا ہے پھرا او بلا

اپنا مال جو لیکر آیا ہے او مگر رائی رایاں تے پایا ہے او

کر انتبار توں فکر اس دھات کی ۶۷۰ نہ ہووے جو درویش کے ہات کی

سو پھر او وزیر اپنے من میں بچار بلا بھیج اوس ایک خلوت کے ٹھار

کہیا یوں جو توں تو کیا سچ یو کام ولے ہے ترا کام اجھوں نا تمام

کہ شہزادی اس مال کوں خوش نہ کر رکھی ہے نظر ہور مقصود پر

کہتی ہے جو جوڑا وہی ہے مرا — جو کوئی لیاوے سرائی رایاں کرا

سر اسکا نوں سکتا ہے لیانے اگر — تو اُن لوڑتی ہے تجے مرد کر

جو اس دھات سیں بول اٹھیا او وزیر — پشیمان سر نے ہوا وو فقیر

سو اپنے نصیباں پو تقصیر دھر — چلیا رائی رایاں کنے پھیر کر

کھیا جا کے اے جگ کے رایاں کے رائے — کہوں کھول کیا تجکوں کھیا نہ جائے

کہ ہر سات ہر تل منج ایسے گدا — تیرے سیں اِرال اچھو جم فدا

مرتئیں تیرے سیر پو آیا ہی بہار — ۲۸۰ کنا لیو لیگا کیوں توں اے بہار او تار

اس انکھیاں سوں بن سیر دیکھیوں کسو تجے — نہیں کھیلتی جیب یاں کچ منجے

بھلا جو کرا اپنا چ سر میں جدا — سٹوں تیرے پاواں پو تجھے کر فدا

سمج رمز اوسکا وو رائے گنبھیر — کھیا غم نکر سر بدل اے فقیر

جفا سوں تیرے دلارام کوں — دیو نہار ہوں سیر تیرے کام کوں

ولے سیر میرا دیک اور راج اگر — کرے کام تیرا تو ہے خوب تر

جو راضی نہو پھیر او بہانا کرے — تیرا کام بھی کون دانا کرے

بری واں تو جیتیا چ لیجا منجے — کہ اُسھار دستا ہے بجا منجے

منگے او مرا سر تو حاضر ہوں واں — اگر نیں تو لیکچ پو قادر ہوں واں

یقیں جان مقصود یہ ہے میرا | جو ہر وضع سوں کام ہووے تیرا
او درویش اس دھات سوں بعد ازاں ۶۹۰ | چلیا رائے کوں لیکو جیتا وہاں
دیک او راج تب تخت پو تے اوتر | پڑیا رائی رایاں کے آ پاؤں پر
کھیا اے جواں مرد عالی مقام | کرن ایک درویش کیرا توں کام
لے سرہات میں یاں لک آیا اچھے | توکیوں تج پوچھن کا نہ سایا اچھے
سچا رائی رایاں توہے اے گنبھیر | ہوا شاد تج دیک میرا ضمیر
او بیٹی پڑی ذات صاحب جمال | کیا میں توں تسلیم تیری ایتال
جسے توں منگے دے اوسے ہات اوچا | کہ میں تج انگے نا سکوں بات اوچا
جو دونوں میں یوں ہم زبانی ہوی | سو درویش کی شاد مانی ہوی
اسی دھات سوں اے سہیلی سندر | ہونہار ہے شاد توں غم نہ کر
سنی سر بسر یو قصا توں تمام | بڈھے کا بی سن قصا اے نیک نام
کہتے ہیں جو تھا ایک انجم شناس ۷۰۰ | جم اچھتیا اچھے رائی رایاں کے پاس
جب او گھر منے تے نکل جائے بھار | قرار اس نہ تھا باج کھیلے قمار
پڑا اس کھیل کے شغل میں صبح و شام | گنوایا جو کچ تھا سو مایا تمام
ملامت لگے کرنے لوگاں اوسے | سو لاجوں تے او مکھ نہ دکھلا کسے

چلیا زن بچیاں کوں لے ہور ٹیاٹ ٹھار جو کوئی کھیلتے تھے سو دیکھا قمار

نہ رہ سک حماقت سوں لے پھر اوشانذ مل ان سوں لگیا کھیلنے ہوڑ باند

سو ہاریا وہاں سے ٹکے لاک وین لئے گھیر اسے سب او ناپاک وین

کشاکش تھے طاقت نئیں لیا ہو دُکھیا گرو زن بچے واں سب اپنے رکھیا

حیا چھوڑ بھی طمع سوں باند آس چلیا دوڑ تا رائی رایاں کے پاس

لگی پیاس کی دھک سو رانی اوسے ملیا باٹ میں کیں نہ پانی ادسے

سو جا یک جنگل میں پڑیا باٹ چھوڑ ۱۷ دیکھیا یائیں یک چیر بندی بجوڑ

منگلیا بنیر جو بیٹیوں اسمیں انز سوے مثل محبوب یک اوس بہتر

جڑت تخت پر چڑ کے بیٹھی اتھی تندور آگ کا گرم یک کی اتھی

انگار اس میں یوں دھک دھکاتی ہے لال جو شرمندہ ہوے اس انگے ہلال

چڑا ایک کڑھائی بڑی اس اوپر سو بھائی ہو موہنہ بھر کے تیل اس بہتر

ادک گرم ہو سلسلاتا ہے تیل بڑھائی یک بیٹھا ہے پلکاں نہ میل

نظر جوں برہمن کی اسپر پڑی سوا اوپیاس جا پھر بنی اوس چڑی

کیا جوں وعا بات اوچا اوس اوپر سو دی ہات کے کار دو مست گر

چڑی جوں مڑے مول کی تست ہات بھگی لاک خوشی سات بہمن کی ذات

جو یک جوہری پاس جا [illegible] منگیا بیچنے ترت او بست سو

پکڑ جوہری اسکوں بولیا یو بست ۷۲۰۔ کہاں تے ملی کیوں ہوی تج یو دست

مگر راج کیرے خزینے کوں پھوڑ چورایا ہے توں بست گر کا یو جوڑ

نہ کر جوہری یو خبر بھی کسے چلیا رائی رایاں کنے لے اوسے

دیکھیا جوت جوں اس کڑیاں کا اورائی عجب یوں رہیا جو کہیا کچ نہ جائے

بولا اس برہمن کوں اپنے نزیک کہیا کن سنگی تج دیا ایسی بھیک

نہ جا جھوٹ پر سچ ہیتوں بول توں جو سمجوں او کن ہے سو کہہ کھول توں

او بہمن کہیا تب کھولنگا تجے جو دیگا اول سن ٹکے لک منجے

نہ رد کر سوال اوسکی خواہش ہے تیوں پنچ دیا اسگھڑی سن ٹکے رائی وو پنچ

رکھیا تھا گرو زن بچے اپنے جاں رضا لے چلیا پھر برہمن سو واں

دے وو مال ساریاں کوں لیا یا چھوڑا سو پھر رائی کے سامنے آ کھڑا

کہیا قصا اس بائیں کا کھول سب ۷۳۰۔ چلیا رائی اس بائیں کن آپ تب

وو بہمن کہے تیوں پنچ اسوقت پر وو محبوب بیٹھی ہے چڑ تخت پر

دیک اس نار کا رائی مکھ ماہتاب اوسی تخت پر چڑ کے بیٹھا شتاب

لطافت ستی کھول میٹھی زباں کہیا کون ہے تو کیوں اچھتی یہاں

رکھی ہے سبب تخت اس بائیں میں — گماتی ہے کیوں وقت اس بائیں میں

گرم یو کڑائی چڑائی سو کیا — بھر او سکے بہتر تیل بھالی سو کیا

بڈھا مرد بیٹھیا سو ہے کون لے — سہج ہووے تیوں یو خبر منج دے

او محبوب تب مکھ صفا سات کھول — اٹھی رائی رایاں سوں اس دھات بول

کہ بیٹی ہوں جناں کے میں راج کی — سو صاحب ہے اک تخت ہو تاج کی

بڈھا یو جو بیٹھیا ہے منج سامنے — مرا عشق دھرتا ہے لئی دل منے

مرے پیچ گال آپنا سب سر پر — ۷۴۰ اَسّی برس تے یاں ہے یو جہانگیر

جوانی گنوا عشق سوں پائمال — ولے پایا نئیں ہے اجنوں وصال

کہ میں آتشی ہور خاکی اپنے — ہے فرق آتشی ہور خاکی منے

لطیف آفرینش ہیں ہیں ان کثیف — ملے کیوں کثافت سیتی جا لطیف

مرے وصل کا تو اونے ذوق پائے — جو ایسیں لجا کر کڑائی میں بھائے

ولے شرط وو ہے جو تن سو کہیں — جلے تا نکل آکرے سارا وہیں

کہ یو رسم جناں کیرا ہے مدام — بشر کوں سکت کاں جو لے سر یو کام

نہ یو کام کچ اس سے ہوتا دیسے — نہ منج عشق تے ہات دھوتا دیسے

اسی واسطے سٹ وے اپنا دیار — چھپ اس بائیں میں رہی ہوں یوسف کے سار

سنیا جوں یو باتاں تمام اس تھے رائی — منگیا جو اس اپنا شجاعت دکھائے

جو آتے براں گھر تے آب حیات — ۵۰ — لیکر آیا تھا چھپا اپنے سات

اسی آب سوں کر لے سب انگ تر — اتر گرم خوش اوس کڑائی بہتر

سلامت عجب آیا نکل بھار ویں — سو دوڑ آپڑی پانوں اونا رویں

کہی مرد سو آج کوں تو نچ ہے — اب آرام منجکوں سو تج سونچ ہے

مرے من میں اب یوں ہے اے شہنار — جو توں جو کہے سو کروں اختیار

سن لے بات یوں رائی بولیا او سے — کہ میں باپ ہور توں سو بیٹی دسے

نرا مرد آخر سو ہے پیر اے — میں آیا ہوں کرنے کوں تدبیر اے

کر اس دھات کی بات اس دھن سنگات — چھنک اس بڈھے پر وو آب حیات

دیا ٹھیل اس نیل میانے سو پھیر — نکل آیا جواں ہو کر او پیر

کدورت اسی برس کا کر بھجن — ملا نپ کیا دوئی کوں ایک تن

عجب کام اوتار اس ٹھانوں کر — ۶۰ — رضا لے چلیا واں تے یک ناؤں کر

شہ ایسا کہاں ہے کھو جگ منے — جو ایکس بدل جا پڑے اگ منے

اسی شاہ کا ہوئے عالم میں نام — جو ایسے کرے نیک نامی کے کام

جہاں تے شہاں سار کے اے نگار — کئے ہونگے خدمت یوں اختیار

کروں کیوں نہ میں آج خدمت تری | کہ میں ہوں بندا توں سوں خاتوں مری
ہو مستعد اب توں کہ تھوڑی ہے رات | خوشی ہور کر ذوق جا یار سات
او جانے کوں جاگے پوتے جوں ہلی | صبح ہوی سو شرمندی ہو پھر چلی
غواصی اتم رین کالی دراز | یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی | ولے کال سو عاشقاں کا یہی

روزِ پنجم حکایت چار یار نجار۔ خیاط۔ زرگر و زاہد

جوں اپنا کیا دیس پارا تمام | ہوا جمع یکٹھار اندھارا تمام
گیا سور مشرق تے مغرب کوں چل | ستاریاں سنتی چاند آیا نکل
پھر او برہنی عشق کے خیال سوں | چلی راتوں کن مضطرب حال سوں
کہی یوں کہ اے درد ہور دکھ کے یار | پڑے مج کلیجے کوں روزن ہزار
ہوا جھیج پنجرا مرا تن تمام | گلے برہ کے اگ تے جوبن تمام
بغیر توں تو محرم مرا کوئی نئیں | تری آس سوں جیو پکڑ رہی ہوں میں
رضا دے جو گھر یار کے جاؤں آج | جو راحت فراغت سوں ٹک پاؤں آج

سن اے بات ہنس پڑا اور انواں اسے — کھیا یوں کہ اے نار منج یوں دسے

اگر عشق اچھتا ترے دل میں کوچ — تو کرتی گپت کام یو کس نہ پوچ

کہ ہے سخت الڑ (طفل مزاج) ہور ناداں توں — ہے جلتے ہیں اپنے پریشان توں

جو ہے ست اس کام میں توں اچھوں (اب) — ادک (بہت) خام ہے فام (عقل) میں توں اچھوں

نہ کئیں تج تے ہو یار ووں نا امید ۸۰ — ہوئے سا توں عاشق وو جوں نا امید

اگر تج اثر ہے مری بات کا — تو کہتا ہوں قصا سن اس سات کا

کتے ہیں جو یک ٹھار تھے چار یار — یک اسمیں بڑائی یک اسمیں سنار

یکن درزی ایکن سو زاہد گنبھیر — اتھے چار ہیں چار فن بے نظیر

سو پردیس جا گشت کرنے لگے — جہاں دل منگے واں اترنے لگے

سو یکدن ہوا یوں جو او چار یار — پڑے ایسے جنگل میں جا ایک ٹھار

جو پھر نا سکے پاؤ (ہوا) واں ترس تے — او جڑ (ویران) ہو پڑیا تھا وو کئی برس تے

جناور کی وستی نہ تھی ذات واں — کہ دہشت تے ہلتا نہ تھا پات واں

ڈوبیا سورویں واں اندھارا ہوا — یکایک رین (رات) آشکارا ہوا

نہ جا سک اسی ٹھار پر او رہے — سو کر فکر اپس میں اپے یوں کہے

کہ یو ٹھار تو ہے ادک ہولناک ۹۰ — سو سوئینگے ہمیں یاں تو ہوئینگے ہلاک

بھلا ہے جو نوبت سوں بیٹھیں ہشیار — لیویں بانٹ چاروں جنے چار پار
کریں پاسبانی سو ایکس کی ایک — صبا ہووگی تو بزاں لیویں دیک
سو کر شرط یوں جاگنے کے بدل — اٹھیا آپ سب تے بڑائی اول
نہ نیند آئے تیوں فکر کر ذات میں — لیا کاڑ تیشہ اپن ہات ہیں
دکھانے بدل اپنی صنعت گیری — لکیے مغز کی ڈال کاٹ یک ہری
کیا پر اس پتلی سو اس دھات تے — مگر آئی تھی اوڑ سماوات تے
اگر آذر اُس وقت پر ہوتا — تو دیک بت تراشی تے دل دھوتا
رہتا دل پو مانی کے بھی داغ یو — بھلا جو نہ تھا اس زمانے میں او
یکیک او بڑائی ہنرمند خاص — جو پارا کر اپنا ہوا جوں خلاص
او ٹھیا وہیں سنار اس پچھیں دُسرے پار — لگیا دیکھنے کوں جو انکھیاں پسار
سہیا او پوتلی خوش نظر تل پڑی — سُنا کاڑ ڈبے میں تے ویں اس گھڑی
گھڑیا تیں نازوک بتیاں عجب — سو چھوڑیا اُسے ڈوب سنے میں سب
چڑیا حسن پر حسن سر تے اوسے — لیا نور گھیرا یکید ھرتے اوسے
جو تھی خوب اول تے ہوئی خوب تر — ہوئی جادو و محبوب محبوب تر
ہوا او اُلا کام تے جوں سُنار — او ٹھیا درزی پارا کرن تیسرے پار

دیکھیا ناگہاں جوں او صورت اونے	نہ تھی کسوت اسکوں سو ایسے منے
رنگیں کپڑے بنیچے میں تے کاڑکر	سو تقطیع سہج سوں سٹیا پھاڑ کر
کیا مستعد کسوت بے نظیر	سنوار یا نزاکت سوں اسکا سریر
سو کسوت میں اوتار دسنے لگی	خوش عاروس کے سار دسنے لگی
ہوا جو کنایے او درزی سنوار	۸۱۰ سو زاہد اٹھیا آپ چو تھے پہار
وضو ساز بندگی میں مشغول ہو	یکایک دیکھیا پتلی مقبول او
جو رنجہ اس او پر دیں دعا جو کیا	وہیں جیو پروردگار اوس دیا
سو موں آدمی کے نمن کھول کر	اٹھی چلبلا ناگہاں بول کر
صبح ہوئی سو چاروں ملے یک ٹھار	ہوئے عاشق اوس روپ پے ہر چہار
لگیا آکو چاروں کو داوا کُنَل	سو ویسے منے او بڑائی اول
کہیا اے عزیزاں ہو خوش روزگار	اگر دیکھنے ہیں تمیں حق بچار
سو یو صورت اول تراشا سو میں	یو میری ہے دیسوں میں کس کے تئیں
سن یو بات سنّار موں کر لے لال	کہیا یوں کہ اول یو صورت نے گھال
زر ینا ہنا اس دیا روپ میں	دیکھایا ہوں کر اسکوں اپروپ میں
چڑھی ہے ہریں بست اول اسکے تن	۸۲۰ یو میری ہے دیکھو نکو اس کسی کدھن

سُن یو بات درزی اوڈھیا کو دپڑ | لگیا بولنے یوں غصّے سوں انکڑ

کہ بنیاد میں تھی اول یو ننگی | نترم ڈھانپ کریں کیا اس چنگی

یو عاروس (دلہن) میری ہے چھینے اسے | اندازہ نہیں منج بغیر از کسے

تعجب میں ہوزا ہد اس بات پر | اوڈھیا بول تندی سوں اسدھات کر

اگر جیو تن میں نہ آتا اِسے | تو اڑکے کوں ناکام آتی کِسے

تمیں گرچہ تینو کئے تین کام | ولے جیو دلایا سو میں ہوں تمام

یو میری ہے یاراں تماری نہیں | چلو جائیں حل منصفی کوں کہیں

کہیں جس وضا مل لگانے (غیر لوگ) چہار | چلیں اس وضا زیا (زیادہ) بستے دم نہ مار

ہوا اس دھات راضی ہو سنگات لے (یعنی سنگات اسکو لے) | نکل اس جنگل میں تھے لڑتے چلے

سو ناگاہ یک شاہ مارگ (شاہ راہ) منے | ۸۳۰ ہوا جوان یک لشکری سامنے

سو چاروں نہ رک سک خیال آپنا | کہے کھول اس (سے) دھیر حال آپنا

سو خاطر منے خوب لیایا تمام | دو عیار پایا (حقیقت) سو پایا تمام

دیکھیا تل اوپر خوب اس نار کوں | دیوانا ہو گھیرا وہیں چار کوں

کہیا یو سہیلی تو میری دِسے | لیکر آئے ہیں تم دغا دے اِسے

تماری ہوں ہیں اختیاری (جرأت) یو کم | عجب کوئی کیا اوباش ہو آج تم

مرا مال دے جیب سلامت سوں جاؤ اگر نئیں تو کتوال کن جائیں آؤ
یعنی میری دے کو عورت

ہو درہم آپس میں لپے پانچو تن بدل نیاؤ کے آئے کتوال کن
انصاف

او کتوال اول تے تھا عشق باز دیک اس نار کا روپ ہور چھند ناز

مندا سا پہرا پانچو پر باندویں سولے پڑمڑی کا اٹھیا شاندویں

کھیا بھائی میری کی عورت یو نار ۸۴۰ سو چوراں شبا پر جیواں اسکوں مار

لیگئے تھے اسے لبست ہور بھاؤ سوں بڑا فکر تھا آج لگ منجکوں
زیور

دو چوراں سوں تم ہے خدا ناگہاں لیکر آئیا کھینچ تمنا یہاں

نہ چھوڑوں تمن کوں بغیر کچ کرے چلو قاضی کے پاس جاویں بڑے

ڈرا اس وضا خوب پانچو کے تئیں جو قاضی کن آیا لے دنبال ویں

دغا باز سب تے وو قاضی اتھا سدا ایسے کاماں سوں راضی اتھا

سو دیک اوس پری رخ کوں ہو اٹھ کھڑا ہوا دعویدار آپ سب تے بڑا

کھیا یو تو باندی ہے جیونی مری وفادار گھر کی سلونی مری

لے طبلے کئی برس تھے گئی تھی نہاس پھر آپی ہو آئی ہے کر گھر کی آس
صندوق بھاگ

میلی میری باندی تو ہر حال منج ولے کاں ہر لیا دیو وو مال منج

جوں اس دھات کا شور اچایا تمام ۸۵۰ میلے اس تماشے کوں سب خاص و عام

سو ایسے میں کوئی شخص عارف نول — کھیا اے خصومت تو ہے بے بدل

کہ ہر کوئی جھگڑے تو عالم منے — نبڑنا کہ جاتے ہیں قاضی کنے

آپیں مدعی جاں تے قاضی ہووے — کہو کیوں نہ انصاف ماضی ہووے

کہ سا ئنو جنے ہیں غرض وندیو — سو دھرتے ہیں اکیس سوں یک دنڈیو

سکت کاں ہے کس آدمی زاد کوں — جو انیڑے انوں کے ترت داد کوں

فلانے جو صحرا میں ہے ایک جھاڑ — جو عالم کے جھاڑاں منے سیس کاڑ

لگیا ہے بلندی سوں اسمان کوں — کیا ہے پھل اپنے چیندر بھان کوں

عجب کچھ کرامت ہے آج اس منے — ہے افضل ولی کا رواج اس منے

جو کوئی جس نیت سوں نزیک اسکے جائے — تو دیسا چ آواز اس روکھ تے پائے

گرا یے سات ل وواں تلک جائنگے — ۸۶۰ تو فارغ ہوا اس جھنجھ تے آئینگے

سُنے جوں وواس جھاڑ کے ناؤں کوں — چلے اس سکی کوں تے اس ٹھاؤں کوں

کھڑے ہے اسی جھاڑ کے پیڑ کن — کہے حال جوں موں کر اسکے کدھن

سو قدرت تے یک بارگی جھاڑ دو — لیا کھینچ اس دھن کوں دو پھاڑ ہو

برابر ہوا ویں پھر اول کے سار — ہوا حق جو کچھ تھا سو واں آشکار

وہیں جھاڑ کے ہنس پڑے پات سب — پھرے واں تے دو چور لے ہات سب

ہوا غیب او جو ہرے شب چراغ سو جل بل اپس ہیں ہوئے داغ داغ
نہ کیں مرد تج نار کوں جوں او جھاڑ یکا یک میانے تے تج لیوے کاڑ
رہے بار تج تے سو نر آس ہو کہ جا آج تو بھی توں اُس پاس سُو
گنوالے نکو رات یو بات تے کہ ہے تشادمانی تج اس رات تے
ہوی مستعد جوں وو اس بات پر ۸۷۰ نکل آئیا صبح ویں گھات کر
انجو کالوے دو نین سوں چلا نہ جا سک پڑی گھر منے تل ملا
غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی ڈلے کال سو عاشقاں کا نہی

حکایت روز ششم قصہ شہزادہ کند ذہن

سورج چوتھے آسماں کا دیدباں گیا دیدبانی کوں مغرب کے میاں
نکل چاند جاسوس مشرق تے بھار جو آیا سو پھر غم زدی ہو وو نار
دے دُکھ سمند کوں جوش سینے منے انجو ڈھالتی آئی راتویں سکنے
کہی یوں کہ اے میرے خلوت کے دوست میرا ماہر پر گل جا بھیاتن پو پوست

سینا کونڈ تا ہے مسلم مرا — قیامت لے آیا ہے یو غم مرا
نجانوں اُسے کس گھڑی میں نجھائی — اُسوں کس بُرے وقت پر جیو لائی
کہاں تے نظر اُسپو میری پڑی — ٨٨٠ یو کیسی بلا آمیرے سر کھڑی
کدھیں تُس میں برہی جلی ہوئی نہیں — پنجنتیج کی اندھلی ہوی نہیں
یو دیدے جو دن دن سیدے ہوئے — سو دندے ہو کرمج پو سیدے ہوئے
جوں اس دھات سوں ڈک انڈیلی بہار — کھیا تب اوزانواں کہ اے گلعذار
جو کچ توں کہی سو صحی جھوٹ نوئے — بلا عاشقاں پر سو انکھیاں تے ہوئے
اگر اسپو تیری نہ پڑتی تو آناک — تو جاتا نہ یو دل ترا بھانک بھانک
خبردار ہو قید سوں لے سکی — اول تے توں انکھیاں کوں نہیں روک سکی
سمایا تو آیوں کھڑیا ہے ایتال — تو ہر وضع سوں آپ اپس کوں سنبھال
اگر جائیگی یار کے ٹھار پر — نظر کس پہ نا کر بغیر یار پر
عزیز کوئی اچھے شاید اسکے نزک — اچھے حسن میں خوب اس تھے ادک
نہ کئیں تیرے انکھیاں سوں و حسن دیک — ٨٩٠ ترے سر پو لیاویں بلا ہور ایک
جوں یک شہ کی رانی یکا یک تجان — دغا کھا انکھیاں تے گنوائی پران

---

١ ـ یہ اور اسکے بعد کا شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہیں :-

وو جینٹی نہ ہو مج طرف کان دھر کتا ہوں سن اسکا قصا سر بسر

کہتے ہیں جو تھا ہند میں راج نیک سو نئیں نئیں کتے اس ہو فرزند ایک

سوا اوتار کچ روپ لے آئیا نمک حسن اپروپ سلے دھائیا

ھنا تھا سو جوں تاک بڑھیا چاؤ سوں لجا بھائے مکتب میں لک بھاؤ سوں

سو نکلیا ادک ذہن میں کند ہو چھڑا الطبیعت سنے تند ہو

اول کا ملاں ہو کہ ہر یک لے آئے کہ شاید کچ اس تے تو بی باٹ پائے

ذرا اس تے بھی باٹ آیا نہیں نفا علم تے کوچ پایا نہیں

دیکھے یو نچ از ما کے بارا برس سو لے نئیں سکیا کس کنے خوب درس

دکھی ہو سکرا ایک دن شاہ ویں بلا بھیجیا سب حکیماں کے تئیں

کھیا حال فرزند کا کھول کر انو میں یکن یوں اٹھیا بول کر

جو مرے حوالے کریں بادشاہ تو کر سعی ہر کیوں اسے لیاؤں راہ

دلے خوب یو منج سوں ہوئے لک سلگ بلانا نہ اسکوں چھ مہینے تلگ

دل و جان سوں شہ ویں قبول اسکی بات دیا اپنے فرزند کوں اسکے ہات

سو لیجا حکیم اپنے گھر رات دن پڑھانے لگیا کر مشقت کٹھن

جو ذہن اسکی تھی کند سو تیز ہوئی حیا سوں طبیعت رنگ آمیز ہوئی

ہوا بے بدل نحو ہور صرف میں | سو نکلیا حریف ہوکے ہر حرف میں

چھ مہینے کے جوں دیس آئے نزک | سو خوش ہو حکیم اپنے دل میں ادک

دیکھیا کھول جوں اسکے طالع سوں فال | سو نکلیا بُرا سو ہوا دیں نڈھال

ادک دُکھ سوں انکھیاں منے لیا لے نیر ۹۱۰ | بجھا دیکھیا شاہزادے کے دھیر

کھیا یوں کہ میں تو مشقت ہزار | تیرے حق پو کر تج کیا فہم دار

کے جے علم تھا منج منے تج دیا | کسی باب تقصیر تو نیں کیا

ولے کیا کروں آ لگیا غم منجے | ہے دن سات لگن جیو کا ڈر تجے

نہ کر کس سوں اس سات دن میں توں بات | کہ ہے اختیاری تو تیرے ہات

اگر نیں تو ہے تج دغا یا درک | نکو ڈر توکل سوں دل شاد رک

نصیحت دے اس دھات سیوں او حکیم | رھیا چوپ ویں دل کوں کر لے دو نیم

ویں ایسے منے شاہ کیتا طلب | چلیا شاہزادا ہو حیران تب

کھڑا جوں ہوا شاہ مجلس میں جا | سو بولیا نہ کچ شاہ سوں چپ اوچا

رھیا چوپ میں موں پنج لے ڈنگ جوں | لیا بول تب شاہ آتنگ یوں

تصور کیا تھا جو فرزند یو ۹۲۰ | سکیا ہوئیگا کچ ادب پند تو

۱۔ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

اول تو بھی کرتا اتھا کوچ بات گنواں بات آیا ہے گنگے کے دہات
میں اسکے بدل اب کروں کیا علاج مگر دل میں دھرتا ہے مجلس کی لاج
بری اس حرم بیچ کینا لجاؤں صبوری سوں کی نا اسے آزماؤں
کہا اس دہات دے مجلسیاں کوں رضا ہلیا اس حرم میں سلے غگیں وفا
خوش ایسے منے ایک رانی وہیں شہنشاہ کا رُخ ہے جہانی وہیں
کہی یوں کہ نھنوا د تھا یو جدھاں اتھی دائی ہیں اول اسکے ندھاں
کدورت سوں کھیا ہے یو بات باج مگر غم کیا نیں کہ یو بات آج
رضا شہ کی ہوئے تو گھر اسکوں لجاؤں خلاصا جو کچ اس کیرا ہے سو پاؤں
دیا جوں رضا شہ سو گھر لے چلی نچھل اسکے دیدار پر جا بلی
کہی یوں کہ اے شاہ زادے مرے ۹۳۰ سٹوں وار جوبن چرن پر ترے
دیوانی ہوئی دن تے نپتی تھی میں ولے آج لگ بل ہوا منج نہ کیں
زہے بخت مرے جو تج پائی آج عجب ہانے سوں تجکوں گھر لیائی آج
ہوس ہے جو تج سات یک تل ملوں متی ہو ترے وصل مد سوں گلوں
یو تن فرش کر تج تلے ٹک بچھاؤں لگا آنگ کوں آنگ سنتوس پاؤں
جوں ایسی کہی پاپ کی بات او سو در ہم وو شہزادہ لک دہات ہو

عصا کھا اسیں میں ایسے بے شمار ۔ نہ رہ گھر میں اسکے جو نکلیا بہار

اُڑے فاختے محض پرانی کے ویں ۔ سو ڈر عدل کوں خسروانی کتے ئیں

کیتی فکر سوں مکر ایک اس گھڑی ۔ سو جا دوڑ پانواں پو شہ کے پڑی

کہی یوں کہ اے شاہ کیا کوں تجے ۔ کہ کہنے کوں آتا نہیں یوں منجے

جو فرزند تیرے کوں ہیں گھر لیجا ۔ ۹۴۰ لگی پوچھنے حال سو منج سنجھا

کہتا ہی جو اے نار بہوت دسنے میں ۔ ہوں مجنوں ترا اس میں کچ جھوٹ نئیں

نہ کر بات کس سوں زباں باندلے ۔ رہیا تھا ترے تئیں یو نشاندلے

یکا یک چڑی آج توں میرے ہات ۔ ملے بن نہ چھوڑوں نہ اب منج سنگات

کہہ اس دھات آویں پڑیا منج اوپر ۔ سو آئی چھوڑ البکو میں شور کر

شرم نئیں تو کہیا تاچ تھا او مری ۔ یو کس دھات کی کہہ کمائی تری

بگوں میں اوسے ماکہ جائیگا وو کیوں ۔ سٹیا ماں پو بیٹیا ہو کر ہات کیوں

میرا داد دے آئی ہوں تیرے پاس ۔ اگر نئیں تو جیو دیئونگی بہا کو پھانس

سنیا جوں شہ ایسی قباحت کی بات ۔ سو ہوا آگ بیٹے اوپر تھر سات

یکایک حرم میں تے کاڑ اسکوں بہار ۔ دیا بھیج کرنے سیاست کی ٹھار

غواصی اگر نار کھاتاک پر آئے ۔ ۹۵۰ تو سچ بات کوں جھوٹ کریوں ہرائے

(حاشیہ: ہوش — کہوں — واسطے — عصمت — بچ کہیا بلیچ — راس الناک راس پھانسی — عدالت — علےالتک برائی — برائی ۔ دشمنی)

جو بھیٹ جیا سچاں کا سینا چور ہوئے — بُری ذات ہی یو اگر حور ہوئے

تمثیل گفتن وزیر اوّل

جو شہ پاس تھے سات عارف وزیر — حکومت منے ہر یکین بے نظیر

اُنو میں تے ایکین ہو آنگے شتاب — کھیا یوں کہ اے خسرو کامیاب

یو روشن تجے ہی جو ہر ایک ٹھاؤں — اندلشا بغیر ترت رکھنا نہ پانوں

کہ کم عقل ہے عورتاں ٹھار تھے — رنجیدہ نہ ہو ان کی گفتار تھے

مسلم بُری کچھ انھوں کی ہے ذات — بغیر مکر سیدی کریں نا یو بات

انو کے نگر ہور نا جنس گُن — منجے یاد کچ ہی سو کہتا ہوں سُن

کہ یک تُنس کی شوخ عورت اتھی — جو کچ اس کیرے ست کتیں گت تھی

جو رنگریز یک ۔ اسکے ہمسایہ تھا — گیت عشق اس سوں لگا لیتا

گھراں بیچ جوں توں بلاتی اچھے — ۹۰ رہنا بیچ اُس پاس جاتی اچھے

دو رنگریز ناقام ہوئے یوں کسے — گھر اپنے منگیا لیانے یکدن اوسے

جو شاگرد اُس پاس یک خوب تھا — نھنے سین کا خوب محبوب تھا

دیا بھیج اسے کاڑ لیانے بدل گیا گھر میں او جوں بلانے بدل

نظر جیوں پڑیا اُس او چھورا سیلول سینے لیائی وہیں بند چولی کے کھول

لیگئی سیج پر کھینچ ہوا سیو شاد تُرت کر لینتی حاصل اپنا مراد

او چھورا اُدھر بار جوں لائیا سو رنگریز کے تئیں غصا آئیا

ہوا ہات میں لے ہو باول وہیں گھر اسکے چلیا ہوا تاول وہیں

جوں اسکے سُنی پانوں کا تنک تنک چھپا چھورے کوں ایک جاگے پورک

جو رنگریز کے سامنے چل کو آئی نہیں جانتی تیو پنچ اسپیں دکھائی

کھیا او جو تجکوں بلانے کے تئیں ۹۷۰ دیا اپنے شاگرد کوں بھیج میں

نہ توں آئی نا اُن خبر لائیا چھُٹیا وہیں غصا تجکوں سو آئیا

دئی جاب تب یوں اسے مکر سات کہ کنہہ بھیجنا تھا نوں عورت کے ہات

او آکر بلایا منجے بھار تے سو نکلی نہیں بھار این دار تے

گیا بھار کا بھار وہیں او نکل توں آیا تو آئی سیر انکھیاں سوں چل

جوں اسیات میانے تے ان ہور اونے سو آیا مرد کئیں تے ویسے منے

کمر وہیں سو رنگریز کی بیس گئی رگے رگ میں اس کھلبلی بیس گئی

اُپر آپڑے یوں لگیا آسماں ہوا آدموا سخت ارجا پراں

سو ایسے میں او نار رنگریز کوں | کہی یوں کہ نا ڈر کے ہو نیز توں
لہوا میان میں تے شتابی سوں کھینچ | انیاں جھاڑ تا یانوں پہچانتے توں اَیچ
ادھر جابے میں دیونگی ہر سند | ۹۸۰ بُری کچ بلا گرچہ ہے یو مَرد
نہ ڈر و ہنچ کر نیٹ وو رنگریز | لہوا سر دے وین میان تے کھینچ تیز
انیاں جھاڑ لیتا ڈگے ڈگ وہیں | گیا تاک سو گھر لگ رہیا نئیں کہیں
دیکھ اسکا مرد یو تماشا عجب | ڈٹا کر جو پوچھیا تو او نار تب
کہی یوں کہ اے جیو کے جیوں مرے | بلی جاؤں میں قد او پرتے ترے
کہوں کیا کہ لئی خیر تیرا ہوا | کہ بدمست تھا او بلہاری موا
لگیا ایک چھورے کیرے جوں دنبال | ہو ہیبت سوں اسکے وو چھورا نڈھال
کھیا گھر منے دوڑ کر آے ماں | چھپا کئیں ایسکوں تو منج مہر آئی
چھپائی او سے وو ہنچ یک ٹھار میں | سو او خر بھی آسنگا پیچ وہیں
لگیا پوچھنے منج وو چھورا کہاں | اد آپیچ میں تو جو آیا یہاں
دیکھت چہرا تیرا سو طاقت نلیا | ۹۹۰ او تنر منڈ بلیں کر منڈی پھر چلیا
ولے فا جتے ادھر مرے ٹھار تھے | گئے تھے کہ اُتس پاس ترو ار تھے
بھلا جو لگیا توں نہ کچ اسکے مول | قرار اب ہوا تاک مرے جیو کوں

تیرے صدقے سوں بانجیا یو خنا — نہیں تو وہ کیا بات ہوتا کنا

جو اسبات پر مرد کوں مہر آئی — سوویں لیا کے چھوڑے کواں پانوں ان پیہ بھائی

شتکے ناتیوں آنے کوں دوسرے بار — دلاسا دلا ذوق سوں بھائی بہار

دو مکار جوں مکر لے یوں اٹھی — سو دی مرد کے تئیں دغا آپ چھٹی

کریں عورتاں مکر سو یوں شہا — لگی بات او پیچ تجھے کیوں شہا

سن اس بات کوں شہ تحمل سنگات — رکھیا شاہزادے سی اس دیس رات

غواصی ہے عورت بڑی حیلہ گر — کہ ابلیس ویسے کوں اسکا ہے ڈر

جوں اسمان کوں ایسی عورت نجھائے — ۱۰۰ فرشتہ اتر تجھیں پو ہر گز نہ آئے

حکایت وزیر دوم

جلالت سیتی سورج جوں سرے دیس — نکل آئیا کھول کرناں کے کیس

لٹاں چھوڑ دے پھر ہورانی گرم — منگی وا دشہ کن چلی سٹ شرم

سو فرزند نے شہ اعتراضی ہو بھی — دیا مار نے بھیج راضی ہو بھی

ویں ایسے منے آ کو دوسرا وزیر — کھیا یوں کہ اے خسرو بے نظیر

توں عارف اہے آج ہر باب میں　　اچھے خسرواں سب ترے داب میں

نہیں تجکوں واجب جو فی الفور یوں　　پھر آوے عضب سات تو طور یوں

جُنیاں ہور بڈھیاں ہیں حیلے سیتی[۱]　　نہ جیتیا ہے کوئی اس قبیلے سیتی

کہ ہے عورتاں کا نپٹ کام خام　　نہوئے بھیدانوں کا یکائیک فام

ادک پیروی میں انوں کی ہے گھات　　کتا ہوں سُن اے بادشاہ ٹیک بات

سُنیا ہوں جو تھا کوئی ایک پہلواں　　۱۰۱　نظیر اس نہ تھا بیچ زمیں آسماں

سو دیے زندگانی کوں عورت کے ہات　　چلیا ملک پھرنے کے تئیں ذوق سات

نہ رہ سک وہ عورت اپس شرم چھوڑ　　پڑی فسق کے کام میں گھر کوں چھوڑ

پرت خوب جاناں سوں لیانے لگی　　لگیا چت سوراتاں کوں جانے لگی

ٹلک پھر کتا دن کوں او پہلواں　　جو آیا لے دولت کے ہمرہ نشاں

یکایک خبر گھر کوں نا بھیج وہیں　　دے ڈیرا رہیا شہر کے بھار کئیں

کدھیں نئیں سو کر خیال پرنار پر　　بلایا یک بڈھی کوں ادک شاد کر

کہیا آج رین ٹیک محبوب کوں　　مرے تائیں لیا ڈھنڈ کر خوب تیں

جو میں حظ کروں رات ساری اسوں　　گیت بیشتر لاؤں یاری اسوں

---

۱ - یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

بڈھی خوش ہو جوں دھنڈنے کوں جو دھائی — سونا جان اسکیچ عورت کن آئی

جو ہے مثل اسکے نظر تل پڑی — ہلون جا نزک اسکے بیس یک گھڑی ۱۰۲۰

کہی بعد ازاں اس چنچل نار کوں — کہ تازا دنیادار اس ٹھار کوں

کدھیں نئیں سو آیا ہی بئی بال سات — سوڈ برا دے اثر یا ہی اقبال سات

نہ عورت اسے کوئی چھڑ اچھا نٹ ہے — تجے ہور اُسے اے سکی گانٹ ہے

لیجاؤنگی آوےگی تو اس کے پاس — کہ حظ پائیگی اس سوں تو بے قیاس

جوں اس دھات سوں او بڈھی بول اٹھی — اوسے عشق کی گدگلی ویں چھٹی

سو سنگار ایس کر گھنگٹ ناز سات — چلی ویں لٹکتی بڈھی کے سنگات

یکایک جوں اسکی مجلس میں جا — گھنگٹ کھول جوں دیکھتی ہے نجھا

تو ہی مرد اپنا ہوی ویں ٹھنڈی — ولے مکر سوں کر تو یک نرمنڈی

لٹاں سیس کیاں یو نچ لے شور او جائی — گریبان میں اسکے جا ہات بھائی

ستم اس بچارے پو کی کوٹ کوٹ — تراش اس گھڑی کوچ کا کوچ جھوٹ ۱۰۳۰

کہی یوں کہ لئی دن تے تنے گھال نیں — دیکھوں باٹ تیری جنم جال میں

ملک پھرنے کا لے تو جیب کیچ نانوں — سہیلیاں کوں نپوں ڈھونڈ یا ٹھانو ٹھانو

تو ایسا ہو لوڑ یا چ کہہ کی منجے — پتیانوں کیوں اے سنگڑا ب تجے

(حاشیہ: بیٹھ؛ کبھی؛ بہت؛ جوڑ؛ بہتا؛ سیس؛ اٹھائی؛ ڈالی؛ بہت؛ راہ؛ بدچلن؛ بھروسہ کروں؛ سنگدل)

سفر تے پھریا توں تو گھر آو نا — نہ کی ایسے کاماں کرن جاؤ نا
کیا توں مرے جیو کوں بارا باٹ — لگے کیوں نہ تجکوں مرا کل کلاٹ
بھلی غیب تے ہوی خبر یو منجے — اجھوں نئیں تو کاں دیکھتی میں تجے
اُٹ اے بیوفا اب تو بی گھر کوں جائیں — ادکھیاں میں ہو سرخرو سلو جائیں
سٹ اس دھات سیتی مکر کا اسپو مچ — چلی گھر کوں لے بول اوپر بول سچ
ہیں اس وضع کیاں عورتاں خسرا — نہ دھر توں ان کے بچن کوں روا
سن اس بات کوں وو شہنشہ گنبھیر — ہوا مہرباں اپنے فرزند پو پھیر
غواصی جتی خوب عورت اچھے — رہے نا بغیر کوچ حیلے ریچے
زباندار عورت تے ڈرنا بھلا — کہ ہے جے بلا بد سو ہے یو بلا

حکایت تمثیل گفتن وزیر سوم

جو مشرق کے ڈونگر پو تے تیسرے دن — نکل آیا سورج جوں لال اگن
او رانی لے سر تے حماقت کی شاند — انچل سات حیلے سوں سر کھینچ باند
منگن داد شاہے جہاں پن دھائی — جو پھر شہ کوں غصے کے عالم میں لیائی

سو منکر ہو فرزند تے بے شمار — رضا مار نے پھر دیا کر نہ عار

جو تیسرا وزیر یو خبر پا گیا — شہنشاہ کن دوڑ کر آگیا

کہا یوں کہ اے بادشاہ جہاں — شتابی سوں تج کام نئیں ہے یہاں

شکر تے اگرچہ ہے عورت مٹھی — ولے سر بسر زہر کی ہے گٹھی

تنیا نا نہ اس ذات کی بات کوں — ۱۰۵۰ نہ دنیا سلگ ہر گز اس ذات کوں

کہ ہے یاد یک مکرانوں کا منجے — کتا ہوں سن اے شاہ عالم تجے

سنیا تھا جو یک شیرنی گر جواں — ادک سادہ دل ہور تھا مہرباں

سو بازار تے مول لیا نے شکر — دیا اپنی عورت کوں جوں بھیجکر

چلی ٹیک بقال کیرے دوکاں — او بقال چنچل رخ اسکا پچھاں

مذاق اس ستی کر شکر باج دام — دیا ان سو چادر میں بندے تمام

حیا چھوڑ دے چلبلے خیال سوں — چلی رل کو گوشے میں بقال سوں

جو شاگرد تھا اسکی دوکان پر — لیا کاڑ چادر میں کی او شکر

دغا دینے کا مکر جوں یک گندیا — سو چادر منے خاک اسکی بندیا

ہو انجان بیٹھیا پھر اول کے سار — یکا ٹیک ان آئی سو بے اختیار

او گنٹھری بغل میں کھڑی ہو گئیں — ۱۰۶۰ شتابی سوں اپنے چلی گھر کوں وہیں

دیکھیا مرد جوں کھول ماٹی بغیر — نہ تھی اس میں شکر سو پوچھیا نڈر

وو فی الحال اٹھی بول یوں مکر سات — کہ کیا پوچھتا ہے سنجے یو توں بات

شکر لیاؤنے کوں جو گئی بھار میں — ہوی یک بلا میں گرفتار وہیں

چھوٹیا تھا منیا ایک ہتی کرٹ کٹرا — پڑی جا کے لوگاں میں میں گربڑا

تلیں چھیٹ پڑے بات میں تھے جو دام — دھنڈی کھا بے بن سوں پاواں تمام

یکا یک وو نیکے ملے نئیں سو ویں — اوچیا واں کی ماٹی لیکر آئی ہیں

اچھوں دھڑ دھڑاتا ہے سینا مرا — یکائیک بھکل بکڑیا سینا مرا

مرا اعتقاد ایک تھا کرتوں ن — بچایا خدا جیو دے منجکوں

وو مرد اے بچن سن کھنیا یوں اسے — وو نیکے تج اوپر تے صدقا دیسے

شکر نئیں تو نئیں شکر جیو یا نچ پھیر ۱۰۷۰ — سلامت سوں آئی توں اپنے مندھیر

وو چنچل کر اس دھات تقریر خاص — ہوی مرد کی دھاک ڈرتے خلاص

ہیں اس جنس کیاں اے شہنشہ انو — پتیاوں نہ ہرگز ہیں عارف جنو

کیا جوں اتر شتہ کوں اسکا کھیا — نہ لے ناؤں فرزند کا چپ رہیا

غواصی سکیاں پر نہ دھر اعتبار — کہ ہیں اندرائن کے یو پھل کے سار

میٹھیاں گرچہ دستیاں ہیں جیوں شکر آج — ولے دل میں کچ نئیں ہے کڑوائی باج

حکایت تمثیل گفتن وزیر چہارم

(۵)

جو پھر دیس چوتھے جہاں تاب سور　　　کیا جگ منے آپنا جوں ظہور

او رانی اُوسی مکر کے دھاؤں سوں　　　چلی شہ کنے پھر ننگے پانوں سوں

کہی تند ہو یوں کہ اے راجنا　　　مرا داد کی دیونا نئیں کنا

اگر توں اپے ہو یوں انجان ہوئے　　　ڈرے کیوں ترے عدل کوں خلق کوئی

کر انصاف اگر کچھ مرا تج ہے چاڑ　　　۱۰۸۰　اگر نئیں تو لیتی ہوں میں جیب اوپاڑ

پھر اس بات پر شہ ہوا خشمناک　　　کیا امر بیٹے کوں کرنے ہلاک

سو ایسے میں چوتھا وزیر آ ترت　　　دعا کر شہنشہ کے تئیں بھوت بھوت

کہیا یوں کہ اے شاہ عالی صفات　　　نپٹ عورتاں کا ہے نا جنس ذات

بغیر مکر سوں پیش اُنو آئے نا　　　گیت گھات کرنے پچھیں جائے نا

کہ اکثر نہیں بات انو کی سچی　　　سراسر انو کی سو بدھ ہے کچی

سُن یک نار کی بات اے شہ تجے　　　کتا ہوں کی واجب ہے کہنا منجے

سنیا تھا جو یک برہمن نابکار　　　نہ لیا بھوک تے تاب ہو بیقرار

منگیا کھان عورت کن آگھر منے — پکائی نہ تھی بیگ سو ویں اُونے

غصا پیٹ کا پیٹ پر اسکی کاڑ — دکھایا سو لی ہات تے او سکے جھاڑ

انجو لیا لے انکھیاں میں بھرتی اُساس — ۱۰۹۰ چلی پانی لیانے کوں یک مائیں پاس

سوا سٹھار یک جو ان چنچل سگھڑ — کتاب ایک بیٹھیا ہو ہت میں پکڑ

اوسے دیک کہ عورت کوں سب دور کر — نزک جا ہلوں ناز سوں گھور کر

کہی کوں توں کیا ہے تج ہات میں — ہے مشغول توں کس حکایات میں

تج اس بائیں پر کام کس سات ہے — کنا کیا تری راز کی بات ہے

جوں او جواں اس تے سنیا یو بچن — چھپا اسکے دیدار سیتی نین

کھیا یوں کہ عاشق ہوں اسے نار میں — نوا آج آیا ہوں اس ٹھار میں

جہاں لگ سکیاں ہیں چنچل تیز فام — لکھن ہار ہوں ان کے مکراں تمام

اسی فن سوں پھرتا ہوں دن رات میں — یہی دل میں دھرتا ہوں سو رات میں

اگر تج چنچل دھن تے کچ مکر پانوں — غنیمت ستی لکھ لے خوشحال جانوں

ہوا سات پر خوش وو دھن چنچلی — ۱۱۰۰ اٹھی بول اوسے ہوئے تیوں گدگلی

کہ اے جواں اگر تج میں ہے یو ہوس — تو دیک آج یک مکر میرا سرس

دلے میں کہے تیوں توں کر کام ایک — میرا مرد کر ایسیں دکھلا ٹک ٹیک

گنگھٹ کر اوڑا بھر کے چادر منجے | مرے گھر کوں چل یا تیے لیکر منجے

اگر مرد تجکوں جو پوچھے مرا | توں دے جواب ایسے میں ہوں ساڑو ترا (ہم زلف)

تیری میری عورت ہے بھاناں (بہن) سگیاں (حقیقی) | ازل تے ہو آیاں ہے کہنا لگیاں

ہمن ہور تمن میں جدائی نہ تھی | ولے بن ملے آشنائی (ان بن صفائی) نہ تھی

ملے آج سو ہئی (بہت) غنیمت ہوا | صفا سوں مبدل کدورت ہوا

کہ اسدھات (اسطرح کہہ کر) سوں وو ائیلا (فارغ) ہو نکیک | بزاں (بعد ازاں) کیا تماشا ہے میرا سو دیک

کر او جواں شک دوروں دھیٹ سوں | گھنگٹ کر او سے بیچ لے پیٹ سوں

چلیا سانج کے وقت خوش اسکے گھر ۱۱۱۰ | سو آیا نکل مرد اسکا بھر (باہر)

ادب سوں اگے ہو کیا اُن سلام | او سکلائی تھی تیو ینچ بولیا تمام

سو سچ مان (سمجھ) او کو ج من (دل) میں نہ لیا | وہیں گھر منے دو کے تئیں لے چلیا

تفکر سوں تو یوں لیا دل میں آن | کدھیں نئیں سو آئی ہے عورت کی بھان (بہن)

بڑی بار تے ان سو گھر میں نہیں | چھپی ہو سگی ہمسایہ شاید کہیں

بری ترت (جلد) جا اسکوں لیانوں بلا | کروں دو نوں بھاناں کے تئیں خوش ملا

کہر لے (کہہ کر) یوں چلیا جوں نکل بھار کوں | ادھر اُن بڑی گھر میں لے یار کوں

کیتی ذوق اُن بھیر کو آنے تلک | میلی یار سوں دل لگائے (سیر ہو کے) تلک

عبث یاں وہاں اس بدل پھیراو | پڑیا گھر ہیں آچوپ دلگیر ہو
اندھاری آدھی رات بارے منے | چلیا اُٹ کے جیون بچھواڑے منے
سو شک نسات وو دھن فام کرویں گھنگٹ ۱۱۲۰ | دھگڑ کوں بکیلا بچھانے ہیں سٹ
ہلوں کوٹھری ہیں تے نکلی بھار | اراخت کوں بیٹھی اُنید کی سار
سوان اپنی سا لیچ ہے یو گگر | ہنسی سوں پڑیا جا ہلوں اوس اوپر
رہی چوپ سے اس اندھارے میں وہیں | کیا کام اپنا لڑا اسکے تئیں
گیا پھر وو بنگی سو جن گھر میں مَیں | ادھر آناک اُن جھاڑلے خوب بَیں
ہلوں اٹ دھگڑ کیچ نزدیک آئی | پڑیا دیکھتا تھا سو اسکوں اوچائی
کہی مکر میرا تو توں دیکھیا | مسوں عیش مل رات ساری کیا
پھر اپنے مرد کوں کیمن ہراتی ہوں دیک | خجل کر کے کیوں بسلاتی ہوں دیک
ولے غل مرا سُن نہ رہ توں یہاں | نکل جانہ ہوئے فام تیوں نا گہاں
کہہ اس دھات او جواں کوں او سو دھن | جھنجھر کیچ اُٹ آئی ویں مرد کن
سو تا سو اوسے مار اوچا شور کر ۱۱۳۰ | کلا غلبلا سات ور زور کر
کہی یوں کہ اے نحس لا اعتبار | تری زندگانی پو لعنت ہزار
کدھیں نئیں سو میری سگی ماؤ جائی | گھر اپنا ہی کر جو ترے گھر کوں آئی

اوپر پڑ شرم اسکی گھایا سو کیوں
خلل اسکے جیو پر توں لیایا سو کیوں

ہوا کیوں توں ماں بھان سوں اختیار
مگر گھانے کوں تج نہ تھا ہور ٹھار

ترے دل میں تھا جو نہ تھی گھر میں میں
چھپی تھی ترے ڈر تے میں پانچ کئیں

تیرے رات ساری کے جالے تمام
مرے من کوں کر راک جالے تمام

اچھوں میں تو جینی ہوں کچ موئی تھی
تجے سٹ دیوانی تو کچ ہوئی نہ تھی

یو کیسا مجے داغ توں لیا ئیا
یو کیسا بلا منج پو لیا بھائیا

وو جو تنیں دونوں گھبترا اوٹ کر
چلے روتے منج پر سینا کوٹ کر

نہ جانوں وو کیا گھات کرتے ہیں کی
یو فریاد کس سات کرتے ہیں کی ۱۱۴۰

ہوئے جا کہیں ڈب مَرا اس لاج تے
مرا مرد کہوا نکو آج تے

فضیحت کر اُس جس رہی چوپ اُن
سو ہو گھا برایوں اگن کا دوگن

کھیا پڑ کو پاواں یو عورت کے دیں
کہ یو عیب میرا نہ کر فاش کئیں

کیا میں نہ جان لے کچی بدرسچی
نہ دیکھیا کچ اندیشہ آگے پچھے

منجے پیٹ میں رک لے اتبار توں
نکو کر منجے کئیں گرفتار توں

سُن یو غلبلا او جواں اُٹ شتاب
گیا سو بغل میں وہیں لے کتاب

بچالے اپس اُن چلیا دور کئیں
سو لکھنے تے مکراں کیا توبہ دیں

ہیں ایسے سکیاں شاہ یو جیاں گر ۔۔۔ ان کے بچن کوں توں باور نہ کر

شہ اس بات پر تے ہوا نرم وہیں ۔۔۔ دیا پھیر جیوداں (جاں) بیٹے کے تئیں

غواصی جو ناریاں (عورتوں کا) کیرا مکر کوئی ۔۔۔ لکھے تنو کتاباں تو پورا نہ ہوئے ۱۱۵۰

بھلا جو ہوتا ئب ان تے چھٹے ۔۔۔ قلم توڑ کر کاغذاں دھوسٹے

حکایت تمثیل گفتن وزیر پنجم

جو دن پانچویں گرم ہو آفتاب ۔۔۔ نکل صبح کے وقت آیا شتاب

وہ کم عقل رانی لے فریاد بھی ۔۔۔ چلی شاہ کن مانگنے داد بھی

سو فرزند تے شاہ دل توڑ لے ۔۔۔ کیا حکم سو مارنے تلے چلے

میلا لے وزیر ایسے میں پانچواں ۔۔۔ کھیا یوں کہ اے بادشاہ جہاں

زناں کا کھیا سن نہ ہو تیز توں ۔۔۔ نہ کر طبع کوں اپنے خوں ریز توں

کہ نئیں ترس انو کوں ذرا حق کیرا ۔۔۔ بجا دیں تج پیچھے یوں کرن افترا

کتا ہوں سن اے شہ حکایت نیک ۔۔۔ کہ عارف ہے توں ڈھنڈ اسمج دیک

سنیا تھا جو یک ٹھار تھا کوئی بقال ۔۔۔ سو تھی اوسکے بیٹے کی عورت چھنال

ولے نرم تھی پھول کا پان جیوں ۱۱۶۰ نَیَن دو دی تھے لعل مرجان نیوں

جو ایک جوا اس کی او نظر جوں پڑی سو عاشق ہوویں بھل گیا اسگھڑی

سچ خیال اس جواں کا او چنچل منگی اس سوں اس رات گمنے بدل

نَیَن بان سوں کر اشارت اُسے چلی گھر میں نا فام ہوئے تیوں کسے

دو عاشق اول تے دھگڑ باز تھا بجنہار ویسے ادک راز تھا

سچ خوب اسکے اشارات کیوں چلیا اسکے گھر ویں آدھی رات کوں

جو بکٹھار خلوت میں دونوں ملے سوتے یک بچھانے مین جوں لگ گلے

جو ایسے میں سسرا جو اُسنار کا اوٹھیا نیند او پ گئی سو کیبار کا

جوں آیا انگن میں او ترزہ پوتے دیکھا بہو کو پر مرد سوں مل سُتے

کرن شور تو کچ مناسب نہ دیک چلیا پاؤں کا کاڑ پینجن لے ایک

کہا یو نچ بیٹے کو وو دیکھلاؤں ۱۱۷۰ گھتر اوٹ کو جا ہوکے پھسلیا تو رتاؤں

ہو ایسے میں او دھن خبردار بیگ دی اس جواں کے تئیں رضا بھار بیگ

نہ ہوئے تیوں آواز پانواں کا کئیں سُتی مرد کے گود میں جا کو ویں

پچھیں تے ہلوں مرد کوں کر ہشار کہی یاں ہوا گرم ہے بے شمار

نہس نیند انکھیاں میں آتی یہاں چل انگن منے جا کے سوویں وہاں

کہہ اس دھات جا ملکر اس یار سوں | سُنتی تھی سُنتی وانچ لے مرد کوں
ہوا جوں یکا یک صبح کا جو بار | سُنتا سو مرد کوں سنتم کر ہوشیار
کہی یوں کہ اے مرد کیا کوں تجے | کہ بہوتیچ عجب لاگتا ہے منجے
ترا باپ آ کر مرے پانوں تے | گیا کاڑ لے پینجن یک پانوں تے
تھی اس رات کیا نسبت آنے اوسے | مرے پانوں نے ہات بھانے اوسے
جہاں تے ہو سُسرا ایچی بد کرے | دو جہاں کا سو کیا پاپ کہنا پرے ۸۰
گل آدھی ہوی میں تو اس لاج تے | کہ دکھلاؤں کیوں موں اوسے آج تے
کیا کام بیجتا ہو کر خام کیوں | لیا آپسیں کر سب میں بد نام کیوں
دو اس بات پرتے پینجن لے کے باپ | گھر تے بیٹے کے پاس آیا چل آپ
قصا رات کا جوں منگیا بولنے | سو بیٹا نہ دے موں اُسے کھولنے
کہیا جلتے عورت سوں ہیں آپنے | سُنتا ہو ونگا یک بچھانے منے
آدھی رات کوں آکے بے واسطا | توں پینجن لیجانا سبب کیا اتھا
کہ میرا اسکا ہوئیکر باپ توں | لیا یو گلے باندکیوں پاپ توں
تھکا ہور ہیا باپ اس بات تے | چھٹی اُن تو خوش مرد کے ہات تے
بڑی کچ بلا ہے شہا یو سکیاں | دیسے مکر میں بے بہا یو سکیاں

انن کے بچن کوں نئیں دے کان توں ۔۔ ۱۱۹۰ ہو فرزند پر ٹک مہربان توں
تحمل کرا و شاہ اس بات تے ۔۔ غصے کوں سٹیا کاڑ کر ذات تے
غواصی یقیں جان عورت ہے سپ ۔۔ پچھے بل تو نلڈے بلا عذر جانپ
نہ جا انگی ظاہر کی خوبی پو بھول ۔۔ کہ کانٹے تے ہے تیز گرچہ پھول

حکایت تمثیل گفتن وزیر ششم

چھٹے دیس سورج دہینہار جوں ۔۔ پھر آیا نکل بیچ سنسار وں
دورانی سو پھر روتی ڈھل ڈھل ۔۔ چلی شہ کنے داد منگنے بدل
سو دیں تنگ آشاہزادے تے شاہ ۔۔ رضا مارنے بھی دیا بے گناہ
سو ایسے منے آچھٹا اک وزیر ۔۔ چرن پر شہنشاہ کے راک سیر
کہیا یوں کہ اے خسرو داد گر ۔۔ یو مثلا تو مشہور باور نہ کر
کہ عورت تے کوئی بے وفا تر نہیں ۔۔ سچ اکثر نہیں قول ان کا کہیں
عجب ہے مفتن یو مکر زناں ۔۔ ۱۲۰۰ زناں نئیں ہے یو ہیں ہے رہ زناں
کہ چالے انوں کے ہیں کئی دھات دھات ۔۔ کتا ہوں سن اے بادشاہ ایک بات

سنیا ہوں جو عورت کسی شخص کی | نہوئے فام تیوں کس کوں چوری چھپی
یکس پاس باڑے میں جاتی اچھے | بل اپنا دکھیت ذوق پاتی اچھے
جو یک دیس کس کی زبانی کہیں | سنیا مرد اسکا سو شیوا دہیں
لے چونٹی کے بال اس لڑا مار مار | پچھونڈے سٹیا باندکر ایک ٹھار
تسکی جیو کوں بہا شور ہور شر منے | ہوی رات سو جا سوتا گھر منے
سو ایسے منے یار اس نار کا | طلبگار ہو اس کے دیدار کا
بُلا بھیجیا ایک کوٹنی کے ہات | سو اوس کوٹنی کوں کہی آج رات
سمایا تو آیوں کھڑا ہے منجے | اگر سانقا منج سوں کوچ ہی تجے
تو میرے بدل توں یہاں دو گھڑی | پچھونڈے ایس باندلے ہو کھڑی ۱۲۱۰
گھڑی کم رضا لے کے وین یار تے | کرونگی خلاصی تج اس ٹھار تے
او ناداں اسی دھات اضی ہووین | پچھونڈے بندھالے ایس اسکے تئیں
اسی سات گئی یار کن دوڑ او | اودھر پھر کے آئے تلک بھوڑ وو
سُنا مرد اسکا جو تھا سو اوٹھیا | ہوا سر تے پھیر آ غصا جو چھٹیا
چھوری ہات میں لے نہ لیا ذرہ تاب | سو جا ناک کاٹیا وین اسکی شتاب
شباہت اندھارے میں نا فام کر | ہوا وانلا اُدن تو خوش کام کر

کتک بار کوں بار کن تے او آ — جو کٹنی کوں جا دیکھتی ہے بجھا

نہیں ناک موں پر کھڑی ہی ہلاک — کیتی شکر اپن حال پر لاک لاک

انجو اسکے موں پر ٹک انکھیاں نہیں لائی — پچھونڈے ہلوں کھول افسوس کھائی

نہ آزار ہوئے تیوں سینا مار لے ۱۲۲۰ — کیتی گھر منے تے بیگ اپن بھار لے

سو ہوا و بچاری ادک دردناک — بلکتی چلی ہات میں لے کو ناک

اُدھر اُن اپس باندلے ٹھار ٹھار — کھڑی ہور ہی چپ اول کے سیار

صبا کھتر آ دیکھتا ہے جو مرد — نہ کچ زخم موں پر نہ لہو ہے نہ درد

سلامت اول کیچ نمن ہے او ناک — ہے خوشبوی کے باس سوں پاک سا

پڑیا اوسکے پانواں پو جا کر وہیں — کہیا آج ست کی سو بی بی تو ہیں

پچھیا تیا نہ تھا قدر تج نار کا — گنہ بخش میرا توں انبار کا

کہہ اس دھات سوں لے چلیا گھر منے — جیئے لگ اُسی کے رہیا ڈر منے

او ناپاک نکٹی ہو گھر جا کر — جو دیکھی بچھا مرد کوں گھر بہتر

سو سوتا ہے لے ہات میں جے کتی — ہلائی ہلوں اس سو کچ سد نہ تھی

ستی کار میان اس کتی کا شتاب ۱۲۳۰ — سُتی بیٹ سوں لگ نتھا اسیں تا

جو کروٹ پھریا او کتی تھا سو ہات — سٹیا اسپو سووی چلا مکر سات

کہی ناک تو گئی مرے موں پوتے — ہوئے کی ستا ہات میں لے کتے

نپٹ گھابرا کر کے اسبات میں — ستی ناک اسکے وہیں ہات میں

گنواں آپنے ڈھنگ سوں لے او ناک — بلا مرد پر بھائی کر او ہلاک

ہیں اس جنس کیاں سخت ناپاک انو — بھلا ہے جو ہوئے تربت درخاک انو

نہیں ذرّہ انصاف ان میں شتہا — نہ جاتوں بچن پر انن کے شتہا

سنیا بات یو جوں او راجا گنبھیر — ہوا مہرباں شاہزادے پو پھیر

غواصی جفاکار عورت اگر — کھڑی ہوئے آ مکر کے سیس پر

تو یک تل میں عالم کوں برہم کرے — خداوند اس ذات کوں کم کرے

حکایت تمثیل گفتن وزیر ہفتم

جو دن ساتواں مشعلہ سور کا — ستیا جگ پو تاب آپنے نور کا

دو رانی او دک من میں دھر اضطراب — سو جا شاہ کن کھول کر موں نقاب

کہی یوں کہ یک سا ترے تے بھی میں — جو آتی ہوں نت داد منگنے کے تئیں

نہ میرا توں دیتا دسے داد کچ — نہ سنتا دسے میری فریاد کچ

بھلا ہے جواب زہر کھا جیو دیوں — سہیلیاں میں سب ٹیک کرنانوں لیویا

جو اس دھات وو شاہ کوں لیائی واز — کہیا مارو فرزند کوں سر پہر راس باز

دیں ایسے منے ساتواں آ وزیر — کہیا یوں کہ اے شاہ روشن ضمیر

مرے تئیں غصا دل تے کر آج دور — بلا شاہزادے کوں اپنے حضور

حقیقت یو غلط کیا ہی سو توں آج پوچ — کہ شاید کہے کھول او تجھ سوں کچ

جلکچ ہی سو حق ظاہر ہوئے آپ — کہ ڈوبے نہ تحقیق چھپے نہ پاپ

جو یو بات او کے خوش لگی شہ کے تئیں ۱۲۵۰ — بلا کہیا شاہزادے کوں دیں

نزک آ کر او شاہ کوں بہت دیکھیا — دعا شہ کوں سوں کھول بیحد کیا

فصاحت سیتی بول اٹھیا بعد ازاں — کہ اے بادشاہے زمین و زماں

مرے حق پو کر سی لئی کچ حکیم — ہنر علم سکھلا کیا منج فہیم

جو خوش ہو دیکھیا کھول بہت طالع مرے — بکل سات دن مج پو آئے برے

سو بولیا کہ اس سات دن میانے میں توں — نہ کو بات کر ہے خلل تج کوں یوں

کیا میں نہ بات اس سبب سات دن — گنگا ہو نکر چپ رہیا رات دن

جو ایسے میں شہ کا ہوا منج طلب — کھڑیا قصہ آ کچھ کا کچھ بور عجب

مری ماں ہو رانی شہنشاہ کی — پھرا دل برادشت بنگاہ جو منج پو کی

سینا جھاڑ سو لے اوٹھی منج پو گھات — دئی شہ کوں تصدیع لئی مکر سات

ولے کچ اسی کا چلیا نیں یہاں ۱۲۶۰ — کہ حق تھا سو آیا نکل نا گہاں

ٹلے آج تے او سنگیں دیس سات — ہوا ہیں سرافراز کر شہ سوں بات

جوں اس دھات فارغ ہوا بول کر — گلے لائے وہیں شاہ دل کھول کر

وزیراں جتے اپنے تھے خاص و عام — کر اس دیس یکدھر تی حاضر تمام

سراسر بھرا مجلس آنند سوں — دیا ملک ہور راج فرزند کوں

کیا او سکے استاد کوں پیشوا — اپیں بادشاہی تے فارغ ہوا

پلا زہر رانی کوں ماریا جیواں — ہوا سرخرو آپ دو نو جہاں

وورانواں سو بولیا حکایت تمام — کھیا اوس سہیلی کوں اے نیکنام

پرت کی اگن کی بڑی کچ ہے سیک — اگر توں ہے عارف تو اندیش دیک

مجازی اچھو یا حقیقی اچھو — کرے جیو کی پروانہ ذرا ج او

کھیا میں تو سب کھول تج گیان سوں ۱۲۷۰ — توں جا یار کن اپنے ایمان سوں

پکڑ جیو او سکا نظر ٹھار رک — ادکھیا تے اپیں توں ہشیار رک

درنگ کی توں کرتی روانا ہو بیگ — ولے یار نہ لاگو آنا ہو بیگ

دو جانے بدل جوں ستی پانوں بھار — نکل آئی صبح دشمن کے سار

پھری سر ہو وہیں چلی گھر منے
اگن ہو پڑی جا کو بستر منے

غواصی اتم رین کالی دراز
یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہفتم

جو فرعون خورشید کا چھوڑ شرق
ہوا غرب نیل آب میں جا کو غرق

سو مہتاب موسیٰ نمن دور تے
جوں آیا نکل شرق کے طور تے

پھر او برہنی نار راتوں کن آئی
سو دلگیر ایس تے اُسے سخت پائی

رگے رگ میں بھر بے قراری چھٹی
نپٹ جیٹ پٹی سات یوں بول اوٹھی ۱۲۸۰

کہ اے میرے غمگین کے غم گسار
توں کس فکر تے آج ہے بے قرار

میں آئی جو توں فکر میری کرے
نکی مج دکھی فکر تیری کرے

سن اس بات کوں اونیکی بہا اُس
کھیا یوں کہ اے موہنی حق شناس

توں محبوب ہے ذات نتی گنبھیر
حسب ہور نسب میں نہیں تج نظیر

ولے یار تیرا ہے کس دھات کا
منجے فام نیں اسکی کچ ذات کا

اگر ذات و نتا ہے تج سار کا — تو یارہ اس کھیا جائے تج نار کا
اگر یوں نہیں جان صد حیف ہے — جئے لگ تجے تا ابد حیف ہے
کہ اچھتا ہے جان جنس سوں جنس مل — تو کھلتا ہے جوں پھول مل دل سوں دل
اسی بات کی یک موافق کی بات — کتا ہوں سن ائے ہنی پاک ذات
سنیا ہوں جو تھا ایک جنگلی شغال — ۱۲۹۰ پھر پھرتا تھا حرص کوں لے دنبال
جنگل ستے طمع دار و رزور ہو — گھراں میں لگیا پیٹنے چور ہو
ولے رند ہور سخت مکار تھا — سنپڑتا نہ تھا کس کوں عیار تھا
سو یک روز بر حکم عادت وہیں — ڈھکا ہو چلیا سیر کرنا کہیں
نما شام ہوی دیک ہشیار نیں — ہلوں نیل گر کے چلیا گھر میں پیں
بھریا نیل کے رنگ سوں ایک خم — جو دیکھیا ہلاویں خوشی سات دم
سٹیا جا کے اس خم پو جوں ہات اول — سو گئے کنٹ تے ہات دنوں پھسل
پڑیا خم میں تل سیر او پر پانوں ہو — ڈوبیا نیل میں خوب اس ٹھانوں او
تمام انگ یک رنگ کا لا ہوا — صبا کا نزک جوں اجالا ہوا
مشقت سوں وس خم تے نکلیا بھا — جنگل کے کدھن خوش کیا دیں گذار
جنگل کے اوسے دیک حیوان سب — ۱۳۰۰ رہے یک طرف تے ہو حیران سب

جتنے وحشیاں جو اتھے خاص و عام — دئے باگ کی چھوڑ خدمت تمام

دلاں میں جو کی ہیبت اسکی اثر — ہوئے سارے اسکے مطیع آئیکر

سیر اسکے چڑی دیک امرت کی بھاگ — لگے ڈرنے ہم بور نیچے و باگ

ولے سوں صفا باند میدان ہیں — لگے چلنے اسکیچ فرمان میں

پھُکیا اس خوشی تے سو دو را ہوا — منم بسات مغرور پورا ہوا

وُلے آپنے حوصلے کوں تے پچھان — نہ دیوے درندیاں کوں نزدیک آن

ملے اپنے ہم جنس سوں یار ہو — کرے حکم ساریاں پو سردار ہو

اٹھے جسکھڑی سب شغالاں پکار — اپے بی اوٹھے اسکھڑی وو اس پکار

کتیک دن تے پچھے جو چتل ریچ باگ — اٹھے خواب غفلت تے یکبار جاگ

جو واقف ہوئے اسکی آواز پر ۱۳۱۰ — غضبناک ہو اسکے وین ناز پر

پھریا خیال یکدھر تے سب یکبار — منگے پھاڑ اس ٹکڑے کرنے ہزار

سمج مرگ او اپنی نیلی شغال[۱] — وھانتے کیا نہاسنے کا خیال

نہ کس فام ہوئے تیوں اس ٹھار تے — گیا تک سو بانچیا اس آزار تے

سینا کرلے اس دھاک تے چوریں — رھیا ہور جنگل تیں جا دور کئیں

۱۔ یہ اور اس کے بعد کا شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

جو اسکے تھے ہم جنس واں بے قیاس   سب یکبد ھرتے اسکے ملے آس پاس

دیکھت صورت حال اسکا عجیب   لگے پوچھنے تب سو وو کھول جیب

جکچھ حال تھا آپنا سربسر   کھیا دل میں کچ نا چھپا کھول کر

تب او دل میں سب لیائے حیف نک   نجھا سرتے یک لگ اوسے خوب دیک

کہے تج تو اے بھائی پروردگار   دیا تھا بڑی کچ بزرگی کا ٹھار

ولے قدر اسکا سکیا نا پچھان ۱۳۲۰   تیری ابلہی کا دکھیا یاں نشان

نرا قصہ سن اے ہمن میں کے یار   ہے تحقیق اسکی حکایت کے سار

کتے ہیں جو کوئی شخص دانا اتھا   ولے کچ اسوں یو زمانا اتھا

سو سامان جا سب پریشان ہو   کہ دلگیر تھا او پشیمان ہو

سو کی مفلسی نیر لے ہیچ اوسے   بغیر ایک گدھڑا نہ تھا کچ اوسے

کہ دبلا ہوا وی ادک باج گھانس   نکل پیٹ کا بھار آیا تھا بانس

مہربان ہوا اسکے حق پر او مرد   لیا کھینچ آپس پو اسکا او درد

سو پیدا کر ایک باگ کا چمڑا   سلا سج سوں خوب اسکے اوپر چڑا

اٹھیا بعد ازاں بول اس دھات سوں   ارے خر سنیگا مری بات توں

جو منگتا ہے توں پیٹ بھرنے کے تئیں   تو جا رات کے وقت چرنے کے تئیں

اگر باغ میں ہوئے تیرا گذر ۱۳۳۰ تو موں کھول فریاد ہرگز نہ کر

جو رکھوال واں تج دیکھن آئینگے تج اس شکل سوں باگ کر پائینگے

ترے ڈرتے نزدیک آسے نہ کوئی توں چرتے وقت تج پھراسے نہ کوئی

چھپا دل میں رکھ یو نصیحت مری نہ اظہار کرکئیں حماقت تری

سراسر اسے پند دے اس وضا جو چرنے کوں جا کر او دیتا رضا

سو راتاں کوں وو ونج جاتا اچھے ہریا خوب چارا چراتا اچھے

کتک دیس کوں جب او موٹا ہوا ہری گھانس سوں چرب پوٹا ہوا

پڑے چندنی کی رات جسکی نظر تصور کریں باگ بچلا ہے گر

قضا و قدر یوں ہوا ئیک رات چلیا چرنے کوں باغ میں ذوق سات

جو ہور ئیک گدڑا ہم اُستے اول اسی ٹھار آیا تھا چرنے بدل

بھریا پیٹ سو دُم ہلا شاد ہو ۱۳۴۰ کیا ناگہانی جو فریاد او

او خرے خری جوں کیا آشکار بسر او نصیحت اٹھیا دیں پکار

پڑیا بھار جوں آپنے راز تے بلا آئی اسیر اوس آواز تے

پڑیا جوں او آواز مالی کے کان صحی اسکوں گدڑا چ ہے کر پچھان

پکڑ اس کتک سات رنجور کر بچارے کی پھسلیاں سٹیا چور کر

طبیعت جو اصلی بد اسکی بھرائی | نصیحت اسے کام واں کچھ نہ آئی
کہ او شخص گدڑے کوں کرے قیاس | جتا باگ کا لیا پناویں لباس
نہوے باگ وو یو سچن سا سچ ہے | سو گدڑا سو آخر کوں گدڑا چ ہے
جو گئی رات باتاں میں سچ آج کی | اٹھ اے شہپری شرم ہور لاج کی
ترت آج جا یار ہو یار سوں | کر انکھیاں کوں سیر اسکے دیدار سوں
دیک اس امتحاں کی نظر سات آج | ۱۳۵۰ سمج خوب لے اسکی سب دھات آج
کیتی قصد جانے کوں جس او نگار | سو دن جو ہرا اپنا کیا آشکار
نکل گھر تے اسوقت جانے نہ پائی | گیا چیک بل سو نجھانے نہ پائی
اُبل آے سو عشق کوں داب دیں | بانگ تے چڑی جاکے بے تاب دیں
غواصی اتم رین کالی دراز | یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن نہی | ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہشتم

مگر سور کا جیوں گگن تے اوتر | گیا ہیں مغرب کی دریا بہتر

سو مشرق کے چشمے کے میانے تے بھار
نکل آیا چاند مچھلی کے سیار

پھر او نار جیوں بین بن نیر کی
ہدف بے قراری کی ہو تیر کی

طلب سوں جو رخصت کی براوں گن آئی
انجو برہ کے داٹ انکھیاں میں لیائی

کہی یوں کہ اے مصلحت کے عزیز ۱۲۶۰
مری زندگانی تو کچھ ہوئی نہ چیز

کہ تنگ آئی ہیں یار کے برہ تھے
بچالے منجے آج اس گرہ تھے

توں گرچہ میٹھی پر ہے در اصل ذات
ولے عقل میں توں ہے عالی صفات

تج اپرال مرا جو ہے اعتماد
بھلا جو کرے منج دکھی کوں توں شاد

جوں لے بات انواں سنیا کان دھر
دیا جاب اسے اس وضع گیان دھر

کہ اے نار تیرا ہوں میں گرچہ دوست
ولے مغز سوں توں ہے ہور میں پوست

توں اپنی فراست کی دیکھ کھول انکھی
کہ ہے آدمی توں سو میں ہوں پنکھی

ہوا تج سوں محرم تو میں کیا ہوا
کہ تیری لیکھے روز میں ہوں نوا

چھپانا بھلا راز توں غیر تے
نہ دیکھیا وفا کوئی اس دیر تے

توں عاشق تو ظاہر کھانی ہے سچ
منج انگے توں آتلملاتی ہے سچ

ولے عشق تیرا دسے منج دروغ ۱۲۷۰
نہیں راستی کا کچ اس میں فروغ

مبادا ترا عشق اے گلعذار
اچھے آج اس ایک راتی کے سار

اگر جیو منگتا ہے سننے تر ا ... تو سن قصہ کہتا ہوں میں اوس کیرا

سنیا ہوں جو تبریز میں ایک ٹھار ... انھا ایک تاجر بڑا مال دار

سو یک جو تھی ہور ایک بیٹی اُسے ... نھنی تھی کہ بھیا کر نہ دیتا کسے

قضا یوں ہوا جو او تاجر گنبھیر ... گیا ایک دن گشت صحرا کے دھیر

سو ایک کھوپری آدمی زاد کی ... یکایک اسکی نظر تل پڑی

لکھی تھی یوں اسکی پیشانی منے ... کہ جس وقت پر جیوتا تھا اُونے

کیا خون انسان کے چار بیس ... موا ہے یو اجنو سو یکبار بیس

او ہشتاد نا ہو کے ہشتاد کے ... کریگا یو خون آدمی زاد کے

لگیا بھوت تاجر کے دل کوں عجب ۱۳۸۰ سو یوں بول اپس میں لیا آپ تب

کہ جیتے بر ایں کر دلیری یو مرد ... کیا ہے عجب نئیں اتنے خون فرد

یو مُردا ہو لگتا ہے منجکوں محال ... اتنے خون بھی کیوں کریگا اتبال

بری کی نہ میں اس اچا کر لیجاؤں ... چھپا کر بھی اسکوں رکھوں ایک ٹھانوں

کہہ اس دھات وو کھوپری خوب پیچ ... پیشانی پو کے حرف سارے کھرو پیچ

پیسا خوب باریک سُرمے نمن ... سو ڈھکنے منے گھال راکھیا جتن

ولے یوں نہ سمجھا جو تقدیر کوں ... کیا جائے نا دفع تدبیر سوں

کتک دن گذر گئے پیچھے و یک بل ۔ گیا جیوں او تاجر تجارت بدل
(کے لئے)
جو بیٹی اتھی اسکی جیسی پری ۔ سو یکدن نظر اس چھتے پر کری
(ذبیحہ)
دو کھایچ کی بست ہے کر پچھان ۔ حقا کھول کر کھائی تھوڑا نہ جان
(کھانے ہی کی چیز)
سو در حال قدرت تے مریم کے سار ۔ ۱۳۹۰ ہوی بن منس پیٹ سوں او نگار
(کی طرح) (بغیر مرد کے حمل)
تاثر[1] جو اس کھو پری کا کیا ۔ دو کھایچ میں اس حمل رہ گیا
(اثر) (اسی وقت)
جو نو ماس پورے ہوئے وو تھنی ۔ سلامت سوں او نار بیٹا جنی
(مہینے)
تھنی کی جو ماں اوس تھنے کوں دیکھی ۔ سو ناؤں ابن غیب اس تھنے کا رکھی
(نام)
برس سات بعد از وو تاجر گنبھیر ۔ سفر تے جوں آیا پھر اپنے مندھیر
(مکان)
دیک اس خوب فرزند ادب دار کوں ۔ لگیا پوچھنے آپنے نار کوں
(ان کے دیدار)
سو عورت کہی سر بسر قصہ کھول ۔ فکر زاد ہو باپ موں سوں نہ بول
(دہن بات)
سمج یوں لیا جو اسی کاچ عین ۔ ہے آثار کچ یو غلط نئیں ہی ہیں
(بات)
نہیں کوچ حیلے کوں یاں پل اتپال ۔ نہو سے مقدر مبدل اتپال
(نہ ہو سکے)
کیا عقل میں آئے تیوں میں و لے ۔ خدائی سوں کیا زور کسکا چلے
(قوت اب)
کر اس دھات سوں دل کوں خاطر نشاں ۔ ۱۴۰۰ رھیا چوپ گھٹ کر وو خفتا یراں
(تنگ دہان)

---

[1] ۔ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے ۔

وو بالک جو دن دن کوں نسنا ناہوا ۔۔۔ خرد مند ہنرمند دانا ہوا
بچہ بڑا ۔ بڑے۔ خرد میں وحید زمانا۔

کتک دن کوں دریا پوتے جوہری ۔۔۔ لے نادر اتم جوہراں سمدوری
سمندری

جو تبریز کے شہر میں آئیا ۔۔۔ جواہر امولاک جو دکھلائیا
بیش بہا

وو تاجر کتک جوہراں قیمتی ۔۔۔ لیا مول کر جوں انو پاس تھی

وو نادر جواہر پرک اپن غیب ۔۔۔ کھیا یوں کہ ہے اس جواہر میں عیب

جھلک میں تو ظاہر ہے یو بے نظیر ۔۔۔ ولے کاچ تے مول میں ہے حقیر
کانچ

اتھے گرچہ واں لئے جواہر شناس ۔۔۔ ولے اس تمن کر سکے نئیں قیاس
بہت ۔ طرح

تب او تاجراں ہو پشیمان سب ۔۔۔ رہے اسکے پارک پو حیران سب
پرکھ

فراست جوں اسکا ہوا آشکار ۔۔۔ سو او جوہری ہل کیے یوں بچار

کہ ہر حال کر دل کوں تاجر کے شاد ۔۱۴۱۰ اسے مول لینا دے پیکے زیاد
پیسے

سنیا جس گھڑی اپن عیب یو بچار ۔۔۔ کھیا یوں کہ اے تاجر حق گذار

اگر بیچیتا تو انو کوں منجے ۔۔۔ تو ہے ایسے میں فائدہ لئی تجے
بہت

وو تاجر نے اس نور دیدے کی بات ۔۔۔ اسی تھانٹ بیچیا دیا انکے ہات

جو او جوہری اپنے مقصود پائے ۔۔۔ لے دنبال اُسے آپنے شہر آئے
ساتھ

سو اس شہر کا راج بھوگی گنبھیر ۔۔۔ جہاں پروراں میں جو تھا بے نظیر

سو تھیاں عورتاں چالیس اس راج کوں | نہ ویسیاں کہیں شہریاں آج کوں
انویں جو رانی یکن خوب تھی | سو اس راج کے دل کی محبوب تھی
مل اچھتی براں اس سوں و شہ چتور | لیکر آئی جیتیاں سو مچھلیاں حضور
جو مچھلیاں کوں دیکھی وو دہن کھول آکھ | لیتی آپنا موں وہیں آنچل میں ڈھانک
سبب کھول جوں اسکوں پوچھیا وو راج (عورت) | ۱۴۲۰ کہی تب کہ اے صاحب تخت و تاج
مگر اس مچھیاں میں اچھے کوئی نر | مبادا پڑے منج پو اسکی نظر
جوں اس دھات کی بات بولی اونار | وو مچھلیاں وہیں ہنس پڑیاں ایک بار
نپٹ اس ہنسی پو تھے او دھن او راج (بہت) | ہو حیراں الیس میں ہوئے لاعلاج
سبب اس ہنسی کا حکیماں کوں پوچ (عقلمنداں) | جو دیکھے کسی تے ہوا حل نہ کوچ
جوں اس باب عاجز ہو سارے رہے | بناں کوئی اس راج کوں آکھے (بعد ازاں)
کہ اس شہر میں یک نوا نوجواں | خدا اسکوں لیایا ہے اس درمیاں
سو ہے ابن غیب اس کیرا ناوں سو (کا) | سمجھتا ہے بات اہل دریا کی او
اگر شہ منگے کرنے یو فکر دور | بلا بھیجنا اسکوں اپنے حضور
سبب مچھلیاں کی ہنسی کا تمام | کہیگا وہی جیوں ہے تیوں کھول فام
اسی سات اُسے شہ بلا بھیجیا (ساعت) | ۱۴۳۰ نزک اپنے دے مان بسلائیا (عزت بٹھایا)

جو تھا جس ہنسی کے بدل بے قرار
کیا اسپو اظہار سب ایکبار

تب او کاڑ سٹ دل میں تے شک و ریب
بچن ماہیاں سات کر ابن غیب

کھیا یوں کہ اے راج یو ماہیاں
سو کرتیاں ہیں اس دھات سیتی بیاں

جو ہیں عورتاں چالیس اس راج کوں
سو ہر یک جنی چھوڑ دے لاج کوں

خوش ایک ایک امرد کوں رکھ اپنے پاس
پنہا ہر ایکیں کوں زنانی لباس

نہوئے تیوں کسے فام ادک شوق سوں
گماتیاں ہیں وقت اپنا ذوق سوں

جے رانی جو راجے کنے تھی کھڑی
ہے اس کام کے فن میں سب تے بڑی

جو ہمنا کوں دیک مار عصمت کی لاف
چھپائی جو موں وو سو تھا سب خلاف

ہنسا آئیا اس سبب بے شمار
سو سارے ہمیں ہنس پڑے ایکبار

جوں اے بات مچھلیاں کی تقریر سوں ۱۴۴ کھیا کھول اس راج گنبھیر کوں

ہو درہم اور اجیا حرم بیچ جا
دھونڈانے جو فرمایا جا بجا

او چالیس مرداں نکل آئے بھار
سب اس عورتاں کوں کیا سنگسار

کہ آخر ہوا او کھو پری ابن غیب
انسی خون کی بھار یہا سب کے عیب

نہ تاجر کی حکمت چلی کچھ یہاں
قضا جیوں اتھا تیوں ہوا ناگہاں

گر اے نار تون جاگی عاشق کے گھر
توں اس سات کچھ جھوٹ دعوی نہ کر

توں عارف سہیلی ہے بہو چھند کی | نہیں کوچ حاجت تجے پند کی
اچھیگا ادک منتظر آج یار | رضا ہے مری ترت جا اے نگار
ہوی مستعد جوں او جانے بدل | وہیں دیس غوغے سوں آیا نکل
برہ پھر جو اس تیر ہو کر جبیا | ہدف ہو پڑی سو نجانے پچھیا
غواصی اتم رین کالی دراز | ۱۴۵۰ یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی | ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب نہم

جو سب دیس پھر اژدہا سور کا | کیا غرب کے غار میں ٹھانوں جا
گگن اُجلا اتم چاند کا بے بدل | گنوارے تے مشرق کے آیا نکل
پھر او برہنی نار گج چال کی | لٹیے بال ہور گد گلے گال کی
اوٹھی بول طوطی سوں اس دھات آ | کیا دکھ کہوں تجکوں ہر رات کا
کہ کہنے ہور آنے تے تج ٹھاؤں کوں | گھٹے تو پڑے جیب ہور پاؤں کوں
جو آوں تو باتاں میں بہلایا ہی مج | تجل ہر رین کر پھراتا ہے منج

منگوں میں جو تج دھرتے کچھ پاؤں سک — ولیکن نہ دیکھوں بغیر دُکھ پو دُکھ

کیا ہے برہ سانپ ہو مج پو قہر — اُتار آج توں منج تے ہر کیوں دو زہر

سن اس بات کوں و بیچھی نامدار — ۱۴۶۰ کھیا یوں کہ اے گیاں ونتی نگار

عبث آپنا تند کرتی مزاج — یو کیا سرزنش ہی جو کرتی ہی آج

تیری مصلحت کے بغیر بات میں — نہ لیاؤں زباں پر کسی رات میں

ذرا فکر کچ میں نہ میرا کروں — صبا او بٹھ اندیشہ سو تیرا کروں

کھیا منج ہوا خواہ کا اے سُندر — تیرے دل کوں لگتا ہی کڑوا مگر

میرے بول ہر گز توں کڑوے نہ جان — میٹھے شہد تے بھی میٹھے کر پچھان

کنا تجکوں منج باج ایسا ہی کون — جو بھورا ہو تجھ غم تے لے چھنک لون

اگر یار کا آج منگتی ہے سنگ — تو منج لیا تکو اس تے پیلا ڑنگ

شتابی سوں جالا ؤتی یار کی — ولے خوب خدمت کرا وس یار کی

کہ جیوں ایک شہزادہ دھو دل تے شک — کیا خدمت یک سانپ کی جیدر ک

سو وو سانپ اوسے یوں کیا کامگار — ۱۴۷۰ جو دیک رشک کھانے لگیا روزگار

سن اے بات پھر اون اِدک چھند سات — کہی منجکوں بول اوسکی خدمت کی دھات

سو بولن لگیا اے مدن کی متی — سنیا ہوں جو یک ملک کا جگپتی

(Marginal glosses: تیری طرف سے، آرام، فراق، کسی طرح، عقلمند، فکر، ترک کیا، خواب، بغیر، ساتھ، زیادہ، کرتی، دیر، اعتقاد، سات، طرح، بہت ناز، عشق، مست، بادشاہ)

اتھے دوئی فرزند اوسے بے نظیر سو آخر کوں ہو پیر و وشہ گنبھیر

بڑے فرزند اپنے کوں نزدیک بولا حضور آپنے تخت پر بٹیسلا

دیا اوسکے ہت سلطنت کا زمام سب ارکان دولت کیے آسلام

جو بھایاں منے تھا اول اتفاق بدل خسروی کے پڑیا آنفاق

ہفنا بھائی اپنے تھتے جی کوں ٹنک تعدی بڑے بھائی کی سہ نہ سک

نہوئے فام تیوں کسن پھر انجبیں یں چلیا سر لے و یتاگ پر دیس کئیں

بغر ٹکھ نہ دیکھیا اتھا کدوہ دوکھ سو دیکھین لگیا دکھ پو دکھ جا وہ سکھ

بغر نرم ہفالیاں بچھانا نہ تھا ۱۴۸۰ سو وہ چھوڑ بھوئیں کا بچھانا کتا

ہنسا باج رونا نہ تھا فام اوسے سو آرو وتے سوں لگیا کام اوسے

دریغے جو آنے لگے دات کر رھیا ٹکڑے ہو کر سینا پھاٹ کر

غریبی کے غم سوں ہو دبلا تمام کسی شہر میانے کیا آمقام

نہ محرم جو بولے کچھ اوس کھول مکھ نہ ہمدم جو خاطر کرے اوسپو دکھ

جیوں ایسا کھڑیا آسمایا اوسے سو یکرات یوں دل میں آیا اوسے

زمانا تو مج سوں نہیں سازگار نہ یاں کوئی میری خبر لین ہار

بھلا جو سمجھ اپنی غربت کے دیس لیوئں دیس جیسے ہیں ویساچ بھتیس

نکل آئیگا گر صبا کا پھار تو گھر ییں تے باہر نکل تیج بار
پڑیگا جکوئی یاں نظر منج کوں کرونگا اوسے خدمت اخلاص سوں
اوسی فکر سوں رات لہو گھونٹ گھونٹ ۱۴۹ ہوی جو صبا سو جھنجر کیچ اوٹھ
نکل گھر تے جیوں پاؤں بھایا باہر سو کالا پڑیا ناگ اوسکی نظر
کہے تیوںچ آنگے ہوا اوسکے نہ تسک قدم نیٹ کا ثابت اوس ٹھار رک
کہا یوں اتم ذات کے ناگ آج نظر کر جو میرے کھلیں بھاگ آج
کہ اس شہر میں جیوں میں وارد غریب جو نا کوئی مج دوست ہور نا حبیب
مرا ملک سو ہے بخارا و بلخ کیا دیک فلک زندگی مج پو تلخ
بڑے بھائی کے ظلم و آزار تے لے ویتا گ نکلیا ہوں گھر دار تے
اگرچہ بڑا دوکھ زادا ہوں میں ولے نسل میں شاہزادہ ہوں میں
ہو بیزار اپن جنس کی ذات سوں پریشان خاطر ہو اس دہات سوں
تیری چھاؤں میں آئیا ہوں اپتال لے خدمت مرے ہات کر منج نہال
کہ منج دل منے ہے کہ تج خاص سوں ۱۵۰ گموں ہور کروں خدمت اخلاص سوں
اگرچہ رتر نے سر میں ہے نیش رنج ولے ہے ترے پانوں تل نوش گنج
سنیا اس تے جوں یو عجب بات ناگ کھیا مہرباں ہو تے اوس سات ناگ

ترا گرچہ دشمن ہوں میں آ جواں ولیکن ترا دوست ہوں کر پچھاں
کہ منجکوں اثر کی غریبی تری کر ہنار ہوں میں طبیبی تری
کسی باب خاطر نہ کرلے ملول کہ خدمت کوں تیری کیا میں قبول
دے تقوی اوس اس دھات اپنی مقام چلیا لے سو ہو وہ بجد صبح و شام
لگیا کرنے خدمت خوش اس ناگ کا سو دیک اعتقاد دس اتم بھاگ کا
کھیا ایک دن یوں کہ اے یار میں جو یاں دیکھتا ہوں نو نئیں کنج کئیں
جو چلتی مری کوچ تدبیریاں ترے باب کرتا نہ تقصیریاں
اگر صدق تیرا ہے منج سوں صحی ۱۵۱۰ تو آ آج منج سات کر ہمرہی
فلانے نگر کا جو ہے تریتی ہے اس باپ نادر اک اُجلا ہتی
اس اپرال اس کا ایتا کچ ہے پیار گھڑی اوس نہ دیکھے تو ہوئے بیقرار
جوں اوس ہست کوں کھول پانی پلان ندی کی طرف لیا ئیگا بیل مان
تو اوس ہست کے سنڈ میں پیس میں ضرر دیوئنگا دوئی دن بیس میں
کریگا کوئی آکر تو اسکا اوتار نکل سوں نہ میں سُنڈ میں تے بھار
سُنا ہر سند آ کو آوا نہ تئیں سنگاتیج نکل بھار آتا ہوں میں

له یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

جب اس دھات سوں کام ہو آئیگا ۔۔۔ تو لئی کچ توں اس راج تے پائیگا
کر اس دھات اوس جان سنگات بات ۔۔۔ چلیا اوس نگر کی طرف لے سنگات
جوں اوس ہست کو لیائے پانی بدل ۔۔۔ سو بیٹیا وہیں سنڈ میں دیک پل
لگیا دیوں اس دھات سیتی ضرر ۔۔۔ ۱۵۲۰ جوں آئی بلا ہست کے جیو اوپر
حکیماں جتے واں جو تھے خاص و عام ۔۔۔ وتے حکمتاں کرکے دیکھے تمام
کسی تے ہوا کچ نہیں فائدا ۔۔۔ دئے شہر میں بعد ازاں یوں ندا
کہ جن اس ہتی کا کریگا علاج ۔۔۔ جو کچ اون منگیگا سو دیونگا اوس آج
جو او شاہزادا سنیا یو خبر ۔۔۔ کھیا خلق کوں واں کی یوں کھول کر
جو شہ کی رضا ہوئے تو یک رات میں ۔۔۔ کروں حکمت اوسکی ہی منج ہات میں
کہ حکمت میں جوڑا نہیں منج کنیں ۔۔۔ طبیعت ہتیاں کی سمجھتا ہوں میں
خبر سن شہ اسکوں بلایا حضور ۔۔۔ کھیا گر کریگا توں لے درد دور
کرونگا سرافراز اس دھات سوں ۔۔۔ جو توں بھول ہو کھل رہے ذات سوں
سن اس بات کوں وو ہتی پاس آ ۔۔۔ دکھیا ہات سٹ انگ پر جا بجا
خوشی سات کر دل کوں جوں سمند پور ۔۔۔ ۱۵۳۰ کیا وانتے سب بیل باناں کوں دور
گئے پھانک جوں لوگ سب ٹھار ٹھار ۔۔۔ آدھی رات کوں ہات سنڈ پر اوتار

سنایا جوں اپنا گلا ناگ کوں | سو آیا نکل سنڈ میں تے ہلوں
کرا یکار اس دھات اس جوان پر | رضا لے چلیا ناگ وے اپنے گھر
جو شُبک کی ادھر سیت کوں نیند آئی | جھنجرکی ہلا آنگ وے انگڑائی
ہوا جوں انکھیاں کھول یکایک ہشیار | کھڑا ہور دھیا خوب اول کے سیار
جوں لے خوش خبر شاہ کوں اپڑی | بلا شاہزادے کوں بھیج اسگھڑی
شہانی عنایت سوں بے حد نواز | کرا وس شاد کیتا ادک سرفراز
سبج قدر اسکا گلے لائے کر | لگیا مہر سوں مانٹے بھائی کر
جو آخر وو شہ حق سوں واصل ہوا | مراد اسکے دل کا سو حاصل ہوا
نظر پھر جو اسپر الٹی کیا | ۱۵۴۰ اسی شہر میں اسکوں شاہی دیا
جو دشمن ہے انسان کا سانپ آج | ہے ویسے کی خدمت میں ایسا رواج
کرے خدمت انسان کیرا جو کوئی | سرافراز دو جگ میں او کیوں نہ ہوئے
کھیا میں تو یو قصہ تج نار سات | بڑی رات ہوئی جا گم اس یار سات
وو جانے کی خاطر کیتی جوں خیال | سو آیا نکل دیس اسکا ہو کال
نہ جا سک ہوی نا امید اسگھڑی | سو پھر گھر میں جا تلملاتی پڑی
غواصی اتم رین کالی دراز | یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب دہم

جہاں گرد خورشید جوں وقت شام کیا غرب کے گھر منے جا مقام

نکل چاند مشرق کے باڑے تے بھار جوں آیا سوا او دل ربا بے قرار

رضا کے بدل آئی را نویں کنے ۱۵۵۰ زباں کھول کریوں لگی بولنے

کہ اے دوست منج درد ہور دوکھ کے کر نہار فکراں مرے سوکھ کے

کدھاں لگ اچھوں اس جلے بھاگ سوں ہوؤں راکھ جل برہ کی آگ سوں

کہ دن دن دل اس برہ کے جبر تے رہیا لو موا ہو بجر صبر تے

نزک ہے جو بارا مری آہ کا سٹے منج اڑا گرد کر راہ کا

نہیں کچ مرے من کوں طاقت ایتال خدا تائیں دے منج اجازت ایتال

سنیا تو بچن سو کھیا اے سکھی کہ توں عین عذرا ہے اس وقت کی

مل یک دل ہو جا اپنے وامق سوں آج کر آنند یارے موافق سوں آج

ولے جب منگے گی توں دل کھول اسوں تو راز آپنا کچ نہ کو بول اسوں

کہ کر راز کوں فاش او دیار دو — ہووے راز یاری تے توں وُں نہو

سنیا تھا جو سوداگر ہور یک وزیر — ۱۵۶۰ زمانے میں اپنے اتھے بے نظیر

سو دنیا میں کئیں نئیں سو یاری اچھے — محبت کی لئی اعتباری اچھے

سو یک دیس او تاجر نامدار — تجارت کی نیت سوں نکلیا بھار

چلیا جوں مسافر ہو سمدور کا — کیا دور لگ جا سفر دور کا

دیکھیا ایک جاگے پو جا شہار یک — سو تھا واں ہنروند نجار یک

کہ اس باج کشتی کے کوئی کام میں — نہ تھا نوح ثانی اس ایام میں

کرے چوب کا طوطی اس دھات اس — جو گویا ہو بولی وہ راسیک راس

نہیں تحفہ کچ اس تے پیلاڑ کر — دیا مال لئی کچ اوسے کاڑ کر

دل اسکا پکڑ جو ہوا یار باش — سو ویسا چ را نواں دیا اوس تراش

چڑیا تحفہ نادر جو تاجر کے ہات — کھلیا پھول کے سار ادک ذوق سات

ولے جوں سفر میں لگیا اوس درنگ — ۱۵۷۰ وزیر اوسکی عورت سیوں پاین جو رٹ سنگ

گیت عشقبازی لگا یا اتھا — پرایا ہو بل خوب پایا اتھا

سفر سے کتیک دن کوں تاجر جو پھیر — گھر آیا سو پایا خبر او وزیر

خوشی سات یک دیس مجلس بھرا — ویں اسکوں بلا بھیج اپنے ہرا

لیا ہات دل خوب خوشحال کر — محبت کی مئی سات متوال کر

کھیا یوں کہ اے میرے مجلس کے یار — میرے تائیں لیایا توں کیا یادگار

او تاجر کھیا بعد ازاں اے امیر — کہ لیایا ہوں میں تحفہ یک بے نظیر

یقیں جان اس دھات (طرح) کا یادگار — نہیں آج لگ لائیا کوئی یار

کہ او گرچہ رانواں تو ہے چوب کا — دیوانا ہے عقل او سکے آشوب کا

کہ گویا ہو کرتا ہے بات اس وضا — جو حیران ہووے سن قدر ہور قضا

وزیر اس بچن کوں سنیا جسگھڑی ۱۵۸۰ — وہیں بے قراری سر او سکے چڑھی

سو یک شخص کوں ترت (جلد) ایسے منے — دیا بھیج تاجر کی عورت کنے

او رانواں ترا مرد لیایا ہے سو — گر اس وقت بھیجے گی منج پاس تو

اسے یک نظر دیک تیری سر ادے — سنگاتیچ (ساتھ ہی) میں بھیج دیونگا پھرائے

وو معشوق ناٹھیل (ٹال) عاشق کی بات (گھٹ) — دی بھیج ترت (جلد) آئے سو او سکے ہات

دیکھیا جوں او رانواں تو ویساچ تھا — صفت اوں کیا تھا سو برجاچ (بجا) تھا

بلا ایک سنجار کوں کر نہ فاش — شتابی سوں ویساچ رانواں تراش

دیا بھیج پھر او سکی عورت کنے — سو دیک فرق کچ کر سکی نیں اونے

دلے دل ہیں یونا چھپا سک وزیر — کہیا کھول کر اپنی عورت کی دھیر (سنے)

بہر حال او وقت گذران کر (گزار) | دوجے وقت تاجر کوں مہمان کر (دوسرے)
کھیا جے بچن منجکوں بولیا ہے توں (جو بات) | ۱۵۹۰ سو باور نہیں آؤ تا منجکوں
جناور کہیں چوب کا بولتے | سنیا میں نہ کس تے ہوئے دن بیتے
[1] اوٹھیا بول تاجر تو اس دھات سات | اگر تجکوں باور نہ آوے یو بات
تو آ ہوڑ باندے ہمیں ہور تمیں (شرط، عزن، لگھالیں) | کہ جے کوچ ہمن دو کی ہر ملک میں (جو)
جنے ہوڑ جیتیا اوسی کا ہے مال | قبول اس بچن پر ہوں حتی حلال (یہاں تک کہ ہوئی)
کر اس دھات سوں ہبٹ گھر آئیا (مقرر) | سو وین رانویں کن شوق دھر آئیا
کھیا اے جو نادر ہی توں بات میں | بھریا ہے فصاحت تری ذات میں
ترے تئیں عجیب ہوڑ بھایا ہوں آج (لیے، شرط، کیا) | بڑا غل نگر میں اُچایا ہوں آج (شہر، اُٹھایا)
صبا وقت ہی جو توں باتاں میں آئے (صبح) | فصاحت سیتی یکدھڑتے سب کوں رجھائے (سوں، ایک ساتھ، بھائے)
کہ میٹ بول رانواں ہی او تارتوں (شیریں سخن) | مری آبرو رک یوں اسٹھار توں
بچارا ہوا واز یوں بول بول | ۱۶۰۰ ولے کوچ نہ بولیا او منقار کھول
پڑیا شک میں بسلا لیا وین کمر (بھلالیا) | گیا موں پو کا نور سارا اوتر (منھ)
پڑیا بھیں اپرال وین آہ مار (زمین، پر) | لگیا لڑنے ماٹی منے بے قرار (لوٹنے، مٹی، میں)

لے۔ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

ستیا پھاڑ تن پر کے کپڑے تمام — کھیا کیا کچا ہیں کیا آج کام
بھر وسے سوں اس پارچہ چوب کے — پڑیا ہیں تو دریا میں آشوب کے
ستم ہور نازوک گھیا لیا اپتال — کروں فکر کیا ہیں تو ہاریا اپتال
تصرف میں میرے جکچھ آج ہے — نہ رہسے صبا یو بڑا لاج ہے
کیا کام کیسا غلط آہ میں — ہوا کیا سبب آج گمراہ میں
مگر سحر گر تھا وو نجار کا — دغا باز او باش سنیار کا
کیا تھا منتر پھونک گویا اوسے — مری زندگانی تو کھویا اوسے
دغا آہ کیوں منج او پاپی دیا ۱۶۱۰ — کھیں سر او چایئے نہ تیوں منج کیا
گنوا عقل کیا آج جھپک ماریا — مرے سر یو ٹھولا فلک ماریا
اسی غم سوں کر آپیں مبتلا — ہوا بے خبر تلملا تلملا
خبر لیا کیا گم او فرہاد جیوں — یکا ٹیک آیا اوسے یاد تیوں
سنیاسی اتھا ٹیک اس شہر میں — کرامت سوں مشہور تھا دہر میں
مرادی جکوئی دوڑ جاتا اچھے — مراد اس تے البتہ پاتا اچھے
او را نواں لے سنگات دیں ادنراس — پکڑ آس بارے گیا او سکے پاس
جکچھ حال تھا کھول کہہ عجز سات — اورا نواں دیا کاٹ ٹنب اوسکے ہات

ہوا واقف او جوں دوا سرار پر — دے تاجر کوں دھیرک کہا غم نکر

اچھن دے اے انواں مرے پاس آج — کہ شاید بر آوے تیری آس آج

اگر بات گویا ہور انوں کرے — ۱۶۲۰ کریگا توں کیا نذر میری برے

اگر ہوڑ توں جیت خوشحال ہوئے — تجے دست اوسکا جو سب مال ہوئے

منجے کیا دیویگا سو تحقیق بول — او تاجر زباں اسگھڑی خوش ہو کھول

کھیا تجکوں او مال سب دیونگا — ہور اخلاص سوں تجکوں نت سیونگا

کھیا بعد ازاں او سنیاسی کہ یں — ہوں لا طمع منج مال کا طمع نئیں

اگر اوسکی عورت چڑے ہات تج — حوالے مرے کرکے دے بس ہے منج

او تاجر قبول اون کیے نیتو نچ کر — رکھ اوس پاس انواں چلیا اپنے گھر

جو قدرت کی اس دھات بازی کھڑی — سنیاسی کوں پھر سات سوں منتی چڑی

کہ تھی عاشق اسکی اول تے او نار — محبت گیپت لائی تھی بے شمار

چلاتی تھی اوس پر ادک ناز او — ولے کس پو ظاہر نہ تھا راز او

سنیاسی اوسے بول یوں بھیجیا — ۱۶۳۰ اگر سانچ ہے منج پو تیرا جیا

ترا مرد انواں جو لکڑی سوں اس — کئے سو رکھیا جو اہے تیرے پاس

جو بھیجی گی منج پاس تو دیک دیں — پھرا بھیج دیونگا اسی سات میں

پکڑ خاطر اوسکا جو دی بھیج او | اوسے سکھ اور انواں دیا بھیج یو
صبا ہوی سوناجر جھنجھر کیچ اوٹ | ستارے نمن آپنے گھر تے تٹ
کیا جوں سنیاسی کوں تسلیم جا | دل اوسکا ہوا شاد او بیم جا
بزاں اوسنیاسی کہیا اس طریق | نکو ڈر ہے توفیق تیرا رفیق
جو میرا دعا حق کیا مستجاب | کیا تیرے رانویں کوں گویا شتاب
خوشی سات اوسے لیکے جا گھر آتال | ہو ورا اوسیہ کام آپنا کر اینال
ہوا دست جیوں ویچ رانواں اوسے | سو حاصل ہوا سکھ فراواں اوسے
چلیا گھر کوں وہیں اوس دنیا دار کے ۱۶۴۰ | ملے لوگ یکبد ہر تے سب شہار کے
ہوے شک کیا بیرتے محکم دو ہوڑ | دیا لیا کے رانویں کوں مجلس میں چھوڑ
سویوں وہاں لگیا خوش ہو مرغ بولنے | رنگا رنگ باتاں میٹھیاں بولنے
جو مجلس ہوا شکرستان تمام | دلاں کھل رہی جیوں گلستان تمام
ہو حیران آپس میں آپ و وزیر | کلینے لگیا دیک رانویں کے دھیر
عجب اے جناور کی تقریر ہے | یو تاجر کی مت گھر کی تاثیر ہے
چلیا اوٹھ وہیں اپنے رانوکے پاس | دیا کچ نہ وو جواب سو ہو نراس
تمام اپنے سامان سوں عورت کوں ہار | خجل ہو خموشی کیا اختیار

کر کلید پھیرتے دست تاجر تمام کیا اوس سنیاسی کوں جا کر سلام

وو عورت وو ساماں سب اوس کوں بخش چلیا آپنے گھر کدھن ٹھیل رخش

ہوا جمع خاطر سو تب کھول موں ۱۶۵۰ وو رانویں کوں پوچھن لگیا اے سو توں

نہ کر بات کل منجسوں خاموش تھا سو کہنا ترا کاں گیا ہوش تھا

کہا تب وو رانواں کہ اے سائیں نہ تھا کل تیرے گھر میں تھا ہور کئیں

کہ عورت کوں تیری مگر او وزیر لگا عشق مخفی کیا تھا اسیر

سو اوس پاس منج بھیجکر دی اوتے ویں ایمان بدلا وہ ایسے منے

جو تھا اوس کنے ایک نجار کا تراش ایک رانواں مرے سار کا

دیا سو اوسے بھیج تج گھر دیا مجھے سو نزک آپنے رکھ لیا

جو توں پھر اورانواں سنیاسی کے پاس گیا لیکے دلگیر ہوبے قیاس

سو پایا بھید خوب اوسنیاسی تمام نہوئے تیوں کسی کوں سمجھ ہور فام

ترت اوسکی عورت کنے تے مجھے منگا بھیج جوندی سوں دیتا تجھے

کہ عاشق انتھی اوس سنیاسی کی اون ۱۶۶۰ دغا کھائی بات اوس سنیاسی کی سون

عقیدہ تیرا خوب تھا کر قدیر کیا سرخرو سب میں تج آج پھیر

اگر کوئی کسی پر اندیشے بدی پھر اوس پر پڑے وو بدی ہوندی

کیا مکر تج یار سوں جیوں وزیر لیا پیر وو مکر اوسکو نج پھیر

نظر شرم پر جو کہ دوسریاں کی بھائے خدا شرم پھرا وسکی کیوں نا گنوائے

سنیا بات تاجر جو اس دھات کی رھیا گم ہو سُد چھوڑ دے ذات کی

ویں اوس نار تے ہات دھوا ایک بار غصا آئیا سو کیا سنگسار

خدا کی محبت سوں دل جوڑ ویں دیا سنگ سارہاں کیرا چھوڑ ویں

عجب آج کا دور ہے اے نگار کسی پر کیا جائے نا اعتبار

تو دانی ہے ہر بات کیا کہوں تجے نکرا استے پیلا رُ غمگیں مجے

اگر اس پو ہی پیار تو اوٹھا ابتال ۱۶۷۰ بہر حال جا یار کا پا وصال

اوسے آپنے دام کا کر شکار ولے راز دل کا نہ کر آشکار

جیوں او نار جانے بدل قصد کی نکل دیس آیا ہوی پھر دوکھی

پلو سوں لے مکھ آپنا دیں لپیٹ رہی جا بچھانے میں دلگیر لیٹ

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین نے تو ہے دیس روشن صبحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب یازدہم

سونے کا پنکھی سورج جوں سیر کر — چلیا غرب کے آشیانے بہتر

بگولا روپے سار کا صاف چاند — کیا دیکھ پرواز انچل سر کوں باند

جوں او نار دلگیر رانویں کن آئی — سو بولی کہ اے بھائی تیری دُہائی

میں اے عشق کرتی جنم جیو کہنی — کہاں تے مری مائی منجکوں جنی

جتا دل کوں کونڈوں نہ دے راہ میں — تو رہتا نہیں کیا کروں آہ میں ۱۶۸۰

یو کس دھات کی آکے بازی کھڑی — کدھر کی بلا آ مرے سر پڑی

کہ ہر سات دستا ہے منج غم نوا — یو کیا کام کی منج کوں کیا ہوا

یو کیا عشق بھیدیا مری ذات میں — کہ آتا نہیں یار اجھوں ہات میں

نہ منج بیقراری کوں ہے ٹھیر کچ — نہ کوشش کوں تیری ہے تاثیر کچ

ہوا فکر تے چور سینا مرا — یو کس دھات کا آہ جینا مرا

معما یو کھلتا نہیں کھول توں — مرا عاقبت کیوں ہے سو بول تو

یو باتاں سنیا جیوں و رانواں تمام — دیا جواب یوں اوس کہ میں تو مدام

خدایا اس منگتا ہوں اس دھات سات — کہ دنیا میں جو لگ ہے تیری حیات

کسی باپ کا نا اچھے غم تجے — ملے ترت تیرا او وہمدم تجے

ولیکن ایتی بے قراری نہ کر ۱۶۹۰ — توں ٹکڑے ایس جیوں سپاری نہ کر

کہ جو کام ہوتا اچھے صبر سوں — اُتاؤلا نہ کرنا او سے جبر سوں

مری سعی کوں آج ضائع نہ جان — کہ ہے کارگر آس آخر پچھان

جو یک ہو وین دو دل مل اخلاص سوں — تو اولٹھا گھڑی میں سٹیں پہاڑ کوں

سُنی ہے کہ نئیں یو قصا اے سُندر — کہ یک مینڈک یک ڈھونک ہور یک بھنور

اگرچہ اہیں یو جناور نھنے — ہوئے مل کے یکدل تو تینو جنے

ہتی سار کے جانور کوں پچھاڑ — کیے زیر حیلے کے پھاندے میں پاڑ

کہتا ہوں سن وو قصہ تج سات میں — کہ یک تھا جنگل میں کتے جھاڑ کئیں

شہانی چھتر سار کا سایہ دار — چڑیا تھا جنگل کو سب اوس تے سنگار

سو اوس جھاڑ پر یک چڑی مستدام — فراغت سوں رہتی اچھے کر مقام

کتک دن کوں آ ایک جنگلی ہتی ۱۷۰۰ — ہلانے لگیا جھاڑ سو اوس پہ تے

جھڑا انڈڑے سب اوس کے لگے پھوٹنے — لگی وو چڑی غم سوں لہو گھوٹنے

بچیاں کے بدل ہو پراگندہ حال — پریشاں ہو پھرنے لگی ڈالے ڈال

چلی کچ نہ تدبیر سو تلملے — مچھر کا ہتی پر کہو کیا چلے

جو یک ڈھونک سیتی تھی یاری اوسے — نہ سہ سک یو دو کھ جا پکاری اوسے

کہ اے دوست کچ نئیں ہما مج میں حال — کہ ہوں یک بلا تے نپٹ پائمال

کدھی نئیں سو اس بن میں یک آ کے ہست — مری جمعیت کوں دیا سب شکست

جب انڈڑیاں تے میرے بچے بہار آئیں — تب اوسکے ہلانے تے پڑ بھوین جائیں

رگڑ مال ہوویں جو چمٹیاں سکے پال — جنے ہر گھڑی منج کلیجے کوں بھال

بہر حال توں ایسی تدبیر کر — جو میں اس بلا تے چھوٹوں بھیر کر

بغیر آشیانا بغیر خانماں ۱۷۱۰ قیامت گزرتا ہے کر منج پہ جان

سن اے بات وو ڈھونک دلگیر ہو — کھیا مشکل اوسکی ہے تدبیر سو

کہ ہے وو جناور بڑا اوسپہ آج — چلے منج یکیلے کا کہہ کیا علاج

بری دوست میرا جو ہے یک بھنور — بچار اوس سوں میں دیونگا تج خبر

کہ تدبیر میں آج دانا ہے وو — فراست میں منج تے توانا ہے وو

کہہ اس دھات دونو چلے اوس کنے — سنیا بات جو خوش حکایت اونے

سو بولیا کہ اے دوستاں وستیاں — جو کام آ پڑے تو کرے ناؤں ویں

کر نہار ہوں اوسکی تدبیر میں — نہ کرسوں کچ اس ٹھار تقصیر میں

ولے دوست میرا ہے مینڈوک ایک　　کریں مشورت بارے اوس سوں ٹک ایک
(ذرا)

وو تینوں بھی ہو مضطرب بے قیاس　　چلے متفق ہو کہ مینڈک کے پاس
(یعنی مضطرب)

جو ظلم اوس ہتی کا کہے کھول کر　　۱۷۲۰　وو مینڈوک تب یوں اوٹھا بول کر
(یعنی مینڈک نے)

کہ اے دوستاں کچ کرو غم نہ کو　　جمع ہر سند خاطر اپنا رکھو
(یعنی خاطر اپنی کو ہر کہیں)

کہ حیلے سیتی یار سوں دند سار　　کیا جائے جیوں موم نرم ایکبار
(سے　دشمن کی طرح)

جو منگتے ہو تم وو ہتی دفع ہوئے　　سنو میں کہے تیوں جو کچ نفع ہوئے
(چاہتے)

بھلا جو بھنورا اول اوس پاس جائے　　ہلوں شور کاناں میں اوسکے اوچائے
(بھونرا　کانوں　اٹھائے)

کہ ہے عاشق وو اوسکی آواز کا　　ہے خواہاں ادک اوسکے پرواز کا
(بہت)

جب او مست ہو اوسکی آواز پر　　اچھیگا کھڑا ویں لے سنڈ اپنی سر

براں ٹھونک جا آپنی نوک سات　　سٹے پھوڑ انکھیاں کرے اوس پہ گھات
(بعد ازاں　پھینکے　دشمنی)

جو اندلا ہو جاگے تے سک میں نہ ہل　　وو دن اوس پہ گذریں تھیں دیک پل
(اندھا یعنی دان تے سکے نا اوچھل　بعد　موقع)

ہلوں جا نزک میں اٹھونگا پوکار　　کہ سمجھتا ہے میں ہوں کہ پانی کے ٹھار
(آہستہ　نزدیک　سمجھتا　جگہ)

جب آواز میری کوں او پائیگا　　۱۷۳۰　ہو پیاسا وو میرے دنبال آئیگا
(پیچھے)

براں اوس لیجا ایسے بائیں منے　　سٹونگا جو بھی پھر نہ نکلے اونے
(بعد ازاں　کنوئیں　میں　ڈالونگا)

کر اس دھات کا خوش ایس میں بچار　　چلے اوس ہتی کے نزک ہر چہار

اوسی دھات اول بھنور گھمگما کیا کان ہیں اوسکی جیوں زمزما

سو ہو مست وو ویں دیا سنڈ چھوڑ سو جا ڈھونک انکھیاں سٹیا اوسکی پھوڑ

ویں اڑ پڑا اور دسات سر جھاڑ جھاڑ نہ ہل سک کھڑا ہور رہا جیوں پہاڑ

کتیک بار کوں جوں وو پیاسا ہوا سہج باٹ ناسک اُداسا ہوا

جو ایسے میں مینڈک نکل ناگہاں یو کاریا سو تقوی ہوا اوس وہاں

ہلوں ڈگ اوچا اوسکی آواز پر چلیا اوسکے دنبال وہن خیال دھر

سو کرٹی کی پوپک بائیں کی لے گیا سلامت اپنے جا کنارے رہیا

یکایک جو سنبھال ناسک دو تول ۱۷۴۰ جو سٹنے گیا پاؤں آنگے تٹول

پھسل پاؤں مینڈک کہے تیونچ وو پڑیا ڈب موا بائیں میں وونچ وو

چڑی کوں کر اس دھات امداد ویا وو تینوں چلے پھر کہ ہو شاد ویں

سن اے موہنی پدمنی ذات کی کہ یاراں کی یاری ہے اس دھات کی

اوٹھ اے دل ربا فکر کر دل کی دور بڑی رات ہوی یار کے جا حضور

جو خوش ہو کیتی حیال جانے بدل نکل صبح آیا تیا نے بدل

نہ جا سک رہی ہو نراسی وہیں پڑی جا بھوکی ہور پیاسی وہیں

غواصی اتم رین کالی دراز یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین نے تو ہے دیس روشن صبحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب دوازدہم

سورج دیس کے روم کا بادشاہ کیا جا کے مغرب میں جوں تخت گاہ

رین شام کے ملک کا راج چاند ۱۷۵۰ نکل آئیا دیکھ او دھن لے نشاند

انجھو میگ انکھیاں تے برساؤتی چلی رانوین کن پھیر دھنڈلاؤتی

کہی یوں کہ اے طیر گن گیاں کے اے ٹھنڈ پاک میرے دل و جان کے

ہوز جیو اچھوں کو تلگ اس وضا تُرت آج کی رات دے منج رضا

جو پنج میں اچھتی اگر سنگ تے تو کر دل کوں گھٹ چپ رہتی ننگ تے

ولے کیا کروں ہے پنج خاک تے اسی واسطے برہ کی دھاک تے

ایس میں ایسے گل کے ہوتی ہوں نیر تو ایسے منے گر نہوئے دستگیر

تو سینا مرا ترٹتے بار نئیں کہ سکھ سوں رہنے جیو کوں ٹھار نئیں

ملاوا اگر نا اچھے یار سات تو کیا کام آوے کتا یو حیات

رھیا آ کے ہونٹاں منے جیو آج بھلا جو ملے منجکوں وو پیو آج

سُن اس دہیات کی بات انواں گنبھیر ۱۷۶۰ وین آنکھوں سیتی ڈھال دبوند نیر
کھیایوں کہ اے موہنی یو حیات بھلا جو ہووے صرف یاراں سنگات
گذر عمر جاتی ہے جس یار باج وو جیتیاں منے ہیں مویاں میں ہو آج
اگر ہی توں عاشق صبوری نہ کر متی ہو پرم کی غروری نہ کر
جو دیکھے گی مجلس توں جب یار کا ادب دار ہو رکھ ادب یار کا
نہ ہنس پڑیکایک ہنسائے نکو ہے گنبھیر تو تج یو چالے نکو
کتا ہوں حکایت ہنسی کی تجے سُن اے دھن خدا دیوے نیکی تجے
کہتے ہیں جو کرمان کا تاجور دھر نہار تھا ایک رانی سُندر
رین دن اسیکلچ اوسے خیال اچھے محبت کمال اوسکے اوپرال اچھے
ندیم ایک نادر جو اوس پاس تھا ظرافت کی پاکی منے راس تھا
وو ہنستا تو جھڑتے اتھے موتی پھول ۱۷۷۰ اکرے شاہ اوسکی ظرافت قبول
جو یک دیس حاضر نہ تھا او بلا سو گھر تے اوسے شاہ بھیجا بلا
نکل گھر تے آتے براں وو ندیم دیکھا باٹ میں ایک زنگی لئیم
جو کرتا ہی رقص اور اوچایا ہی شور ہے ایک آنکھ روشن دوجی آنکھ کور
نہ کچھ ذوق میں اوسکی ذرا ہی فرق ہوا ہی نپٹ شوق میں اپنے غرق

یو حالت دیکھ اوسکا جو پوچھا ندیم — دیا جواب اس دھات [طرح] سوں و لئیم

کہ یو ذوق ہور شوق اے شخص عین — مجھے اس سبب ہے کہ میں آج رین [رات]

کرونگا ملاقات محبوب سات — ملونگا سہی آج مطلوب سات

کسی کی تجے اس بغیر چاڑ [پرواہ] نئیں — خوشی بھی مجھے استے پیلاڑ [زیادہ] نئیں

ندیم اوسکو پھر خوش ہو یاتاں میں گھول [ڈال] — کھیا کوں محبوب تیری ہے بول

سو بولیا کہ آیا ہوں میں یاں [یہاں] نوا ۱۷۸۰ لگی اس محلہ کی خوش منج [مجھ کو] ہوا

اسی ٹھاؤں [جگہ] دو دن تے ہوں میں مقیم — سنیا ہوں جو یاں کوئی شہ کا ندیم

رہتا ہے سو ہے عورت اوس خوب ایک — وو عاشق ہوی ہے مجے آج دیک

وو جاتا ہے خدمت کوں شہ پاس آج — سو پھر گھر کوں آسے [آئیگا] نہ دن دوئی [دو] باج [بغیر]

منجے ذوق ادھر اوس سکھی سات ہے — مگر آج معراج کی رات ہے

ندیم اوس زنگی نے سن اس بات کوں — لیا ٹکڑے کر دل بھتر [اندر] ذات کوں

کرے کیا سمایا [وقت] کھڑیا زور کا — بولانے شتابی [جلدی] سوں کوئی ہور آ

نہ چھوڑا اوسے لے چلیا شاہ پاس — بچارا وو دلگیر ہو بے قیاس

ہنسیا [ہنسی] عیں اوسکا جو گلریز تھا — ظرافت جو اوسکا رنگامیز تھا

بسر [بھول] سب گل اوس فکر تے نیر [پانی] ہو — کھڑا شہ کنے آکے دلگیر ہو

سچیں جس کے دل کے بھتر غم بسے ۔ ۱۷۹۰ کہو اودھر کھول کر کیوں ہنسے

ہنسیا خرمی باج آوے نہ کس   خوشی بے غمی باج بہاوے نہ کس

دیکھا جوں اوسے شاہ غمگیں عظیم   تصور کیا جو ستم یو ندیم

ہو مغرور ادک خود پسندی سیتی   کیا ہی ترش روئی رندی سیتی

غصے کی نظر سات دیک شاہ اوسے   دیا بھیج زنداں میں ناگاہ اوسے

سو عالم ہوا اوسپہ تاریک پھر   چڑی فکر زنگی کی زور اوسکے سر

لگی چٹپٹی سو آدھی رات کر   کیا شاہ کے قصر کی ردھر نظر

سو اوس قصر کے کاندسیتی پھرا   کئے ہیں کھڑا مست کنجر بڑا

اوس اپرال بیٹھا ہی یک فیلباں   قوی دھنگ ور زور کٹا جواں

جو دلخواہ رانی تھی اوس شاہ کی   ہلوں قصر اپرال تے راہ کی

سوکل دیکھ سر کی اپس دھیٹ کر ۔ ۱۸۰۰ پڑی آ اوسی ہستی کی پیٹ پر

کر اوس فیلباں سات سنبھوگ واں   چڑی قصر پر واں پکڑ ریسماں

ندیم اے تماشا عجب دیکھ جیوں   ہنسا سو جھڑے موں تے پھول یوں

جو زنداں گلستاں ہوا اوسکھڑی   سو ویں یو خبر شاہ کوں انپڑی

صبا ہوی سو وو شاہ جوں پھول کھل   جو بیٹھا اتھا اوس سکی سات مل

کھلے پھول نرگس کے لیا صدر پر　　رکھے تھے سو دیکھی نچھا وو سندر

شباہت وو دھرتی ہیں کر آنکھ کے　　بچن شہ سوں موں پر انچل ڈھانک کے

کہ تیرے نین بن بگانے نین　　مناسب نہیں دیکھنا مج کدھن

جیوں یو بات اوٹھی بول کر وو چنچل　　سو وہ پھول نرگس کے تازے نچھل

یکائیک سب ہنس پڑے غیب تے　　سو وو خام دھن غافل اس عیب تے

پکڑ کھینچ ویں شاہ کے دور کوں　　۱۸۱۰　　کہی کیا سبب یو ہنسے بول توں

کہ ناکھول توں یو نہ بولے منجے　　نچھوڑوں ہیں اے دیونگی جیو تجے

ہو حیراں ویں شاہ اس بات کا　　کیا من منے فکر کئی دھات کا

ولے پا نہ سک بھید اس راز کا　　ہوا عاجز اوس شوخ طناز کا

بولا شہر کے عارفاں کوں تمام　　دیکھا پوچھ وو شاہ عالی مقام

سو کوئی جواب اوسکا نہیں دے سکے　　رہے لوگ حیراں سب شہر کے

بزاں وو خردمند زیرک ندیم　　جو زنداں کے تھا بند میانے مقیم

دیا بھیج پیغام شہ کوں شتاب　　جو ہوئے امر شہ کا تو اسکا جواب

کھونگا حضور آئیکر کھول ہیں　　سمجھتا ہوں اس راز کا بول ہیں

یو پیغام سنتاچ وو دادگر　　بولا بھیج اوسے لکھ وضا شاد کر

کہیا اے ظرافت کے سمدور گنبھیر ۱۸۲۰ شگفتا ہو جوں باغ میرا ضمیر

سمندر بزرگ

جو برسائیا پھول تج لب تے رات   سو کیا ذوق تھا تج کنا مج یو بات

زباں کھول تو وو ظرافت شعار   دعا شاہ کوں کر اول بے شمار

قصا اس زنگی ہور عورت کیرا   کر اظہار بولیا کہ سینا ہرا

کا

جو دکھ سات داٹیا سو تج سات میں   مجالس میں یلکیا نہ کچ بات میں

بھر گیا کہیا

سوزنداں میں کر خشم بھیجا مجے   لیا بیر بھر غم پہ غم آ مجے

دشمنی

لگی جیٹ پٹی نیند اوڑی آنکھ تے   کلیجے میں سو فکر جیوں بانک تے

بے قراری

اٹھا جاگتا سو آدھی رات کوں   دیکھا شہ کی محبوب اتم ذات کوں

جو پیلبان کے عشق کی ہو متی   اشارت کیتی سو نزک لا ہتی

متوالی کی

پھر آیا جو دیوار کن سو اوتر   محل تے پڑی ہست کی پیٹ پر

کے پاس ہاتھی

کر اوس ٹھار خوش حال اپنا مراد ۱۸۳۰ چلی پھر سو آیا ہنسا مج زیاد

جگہ

جو تھا میری عورت کیرا دکھ مجے   گیا وو نکل کر ہوا سکھ مجے

کا

جہاں تے پریزاد چاتر سکھی   کرن کام اس وھات کا نئیں شکی

جگہ چالاک کرنے جھجکی

بچاری وو عورت میری بے ادب   کرے کام ایسا تو کیا ہے عجب

وو سر پاؤں لگ فسق میں ڈب تمام   کہاتی دیکھت تج اگے نیک نام

ڈوب کہلاتی دیکھکر پاس باعصمت

لگیا جھوٹ سو ہنس پڑے نرگساں — عجب کیا جو اوس پر ہنسیں کرگساں

کیا ختم اس دھات جوں بات کوں — تنتالیا غضب شاہ کی ذات کوں

سو چاروں کو فرمائیا سنگسار — کیا فسق تے پاک دونو دیار

اگر نر ہو یا نار ہو لے نگار — بھلا جو اچھے اپنے ست پر قرار

کرے کام اگر کوئی تو ایسا کرے — جو اوس کام پر بول کوئی نا دھرے

اتال اے سہیلی نہ کر توں درنگ — ۱۸۴۰ بجا یار سوں آج خوش راگ و رنگ

درس یار کا جب نچھا گی سیر س — نکی تب ہنسی میں سٹیکی اپس

جو کچھ میں کتا ہوں سو واں یاد رک — اپسے شاد اچھ ہور اوسے شاد رک

منگی جو سٹے نیک تے پاؤں بھار — صبا ہنس پڑی سو رہی اپنے ٹھار

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ونلے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب سیزدہم

جورا نواں کندن کا سورج جگ اوجال — لیا آپس مغرب کے پنجرے میں گھال

اتم باز اُجلا چندر کھول پنکھ — اُڑیا شرق تے جیوں گگن پر نسنکھ
سوا او غم بھری نار غم آسو پھیر — بنجھا دیکھتی ہے جو رانویں کے دھیر
منڈی شہپراں کی طرف کھینچ ویں — ہے مشغول اپس ہیں انکھیاں موبچ ویں
دیک احوال بولی کہ اے سبز پوش ۱۸۵۰ یتی فکر کیا ہے جو ہے تو خموش
میں آئی جو اپنا کہوں دکھ کو کھول — توں بتری کیا منجکوں غمگین نہ بول
میں آئی جو تج سوں کروں بات کچ — ولے دیکھتی ہوں تیرا دھات کچ
میں آئی جو تج سوں صفا پاؤں آج — تو لینا چ میرا سٹیا ناؤں آج
میں آئی جو برہا کرے دور توں — کیا سر تے مج دکھ کے سمدور توں
میں آئی جو کچ جمع نے جنیت ہوئے — کیا پھر پریشان نہ کہہ مجکوں کوئی
میں[1] آئی جو لیوے مرا بھار اوتار — سو پورا او چایا مرے سر پو بھار
میں آئی جو تج تے کھلیں یو نصیب — کیا کی تغافل توں یوں اے حبیب
انکھیاں کھول اس بات پر تے جواب — دیا تب اورانواں کہ اے ماہتاب
تیری فکر کا اضطراب آج منج — لیا سیر کر بے حساب آج منج
کہ تیری برہ کی اگن میں وویار ۱۸۶۰ جو ہے سر تے پاواں تلگ جلنے ہار

---

[1] یہ شعر نسخہ الف میں نہیں ہے۔

سر پر آپنا راکھ کی راس کر　　رہیلا ہے تیرے وصل کا آس کر

نکی کام اوسکا نہ پختا ہو خام　　یکائیک ہجائے وؤں ناتمام

کہ جوں زحمت اوس بادشہ کا بھلا　　نہو سک وہیں رہگیا نمکلا

وو کیوں نمکلا رہگیا سو تمام　　کتا ہوں سن لے دلربا نیک نام

سنیا ہوں جو کس ملک میں ایک ٹھار　　صفا دار تھا نادر یک مرغزار

ہریا ایک اونچا جو تھا جھاڑ واں　　سو تھا ایک رانواں بچے کاڑواں

جو اوسکے بچے ٹوک شانے ہوئے　　قوت تن منے آتوانے ہوئے

اوسی جھاڑ تل ایک روباہ اچھے　　خوشیاں سوں اچھلتے دیک اوسکے بچے

ہوس آئی سو جھاڑ پڑتے اوتر　　ل اون سوں لگے کھیلنے سنگ کر

سو بھایا نہ وہ کھیل رانویں کے تیں　۱۸۰　بچیاں کوں بولا اپنے نزدیک دیں

کہا اے بچے ہوہیں نادان تم　　کہ دھرتے نہیں کچ اچھوں گیاں تم

تلے جانے کا چھوڑ دیوو خیال　　گمو جھاڑ پر خوش پھرو ڈالے ڈال

تمہیں اور ہیں ہور انو اور کچھ　　مبادا ایکایک بدے شور کچھ

انن سات گمنا نمن خوب نئیں　　پھرانا تم اے انجمن خوب نئیں

سنو کان دھر پند میری بچی　　ہو میرے بچے نا کرو بدبچی

کہ یک باندرا یو بچ اپن جنس چھوڑ　　یکائیک جا غیر سوں سنگ جوڑ
(ہم جنس کو — ساتھ)

بُلا آپنے جیو پر لالیا　　کیا بُد کچی سو جیو آخر دیا

سُن یہ بات دنبال پڑ وو بچے　　کہے بول ہمنا جو وو یاد اچھے
(اصرار کر — ہو)

وو رانواں زباں کھول کر بعد ازاں　　کیا اس و صنا سات خاطر نشاں

کہ یک کوٹھ کے پھانچ پر کر بسرا　　۱۸۸۰ مدام ایک رہنا اچھے باندرا
(قلعہ — دروازہ — مقام)

سکیا تھا وو شطرنج کا کھیل یوں　　جو کوئی شہر میں نا سکے کھیل ووں

جو کتوال سوں واں کے ہوا ایک دل　　اچھے کھیلتا روز شطرنج مل

محبت جو ہوی وو طرف تے زیاد　　سو پورا الگیا کھیلنے کا سواد
(نفع)

جتے اوس کے سنگات کے باندرے　　کہیں ہیند تو کچھ اثر نا کرے

جو یکدن بھرا مجلس وو کوتوال　　کیا گرم شطرنج پر کا خیال

لگیا کھیلنے کھیل جیوں جیوں پھرا　　سو تیوں تیوں لگیا جیتنے باندرا
(بار بار)

برا مان کر دل میں وو کوتوال　　ہنسی میں ستم اس گھڑی ایسے گھال

جو یک مہرہ شطرنج کا کھیل کر　　دیا باندرے کے اوپر تمیل کر
(اپنے آپکو ڈال)

مچکالے ویں اوسکی لڑیا ہات کوں　　بچالے چلیا آپنے ذات کوں

جیوں اس دھات کا آسمایا کھڑیا ۱۸۹۰ کسی نا ہیں پر پھانچ پر جا چڑیا
(نس)

جو دن دن کوں وو زخم چرنے لگیا | مسلّم او سے درد کرنے لگیا
اگرچہ او سے زخم تھوڑا ہوا | ولیکن وو تھوڑا سو پھوڑا ہوا
جتے مرہماں لا لگاویں او سے | تو اگلا چ ہو فائدا نا دِسے
کتک دن کوں یاری دئے دیکھ نصیب | یک اوس شہر میں کئیں تے آیا طبیب
جو اوس درد کا پوچھے اوسکوں علاج | کہیا نئیں علاج اسکا یک چیز باج
اگر باندریاں کا لہو گرم لائیں | جراحت پر اوسکے پیاپے لگائیں
سو درحال ہووے بھلا زخم یو | نہیں تو بڑی کچھ بلا زخم یو
جوں اسدھات فرمائیا وو طبیب | پھرے دیکھ اوس باندرے کے نصیب
بلا ہو شکاری لگ اوسکے دنبال | پکڑ لائے ہر حال جالے میں گھال
محبت ادل کا جو باضی ہوا ۱۹۰۰ | ضرورت سیتی کتوال راضی ہوا
سو تُرت اوس بچارے کے پرزے کو کاٹ | جراحت پر اوسکے لہو لائے داٹ
ہوا وو جراحت تو اوسکا بھلا | ولے آئی باندر کے جیو پر بلا
اگر آدمی سوں نہ کرتا وو سنگ | تو یوں زندگی اوسپہ ہوتی نہ تنگ
دندے ہو دندا اوس سات دھرتے نہ کوئی | پکڑ اس وضا خون کرتے نہ کوئی
تمہیں اے بچے مرے فرزند ہو | بچیاں سات رو بہ کے کھیلو نکو

دیا اس وضا پندرا نواں تو لئی | نہ رہیں اس بچیاں سوں گمے باج وے
قضا یوں ہوا جو او رو باہ کئیں | گیا ایک دن دور چارے کتئیں
سو آیک درندہ جنا ور وہاں | بچے اوسکے سب کھا گیا ناگہاں
جو آ دیکھتا ہے وو رو باہ شام | بچے نئیں ہیں خالی پڑیا ہے مقام
کلیجا لیا درد سوں چیر دیں ۱۹۱۰ | پڑیا بھئیں پہ ہو سخت دلگیر دیں
کتک بار کوں ٹک جو پایا قرار | لیا آپنے دل منے یوں بچار
کہ رانوں کے شاید پکڑنے بچے | شکاری یہاں کوئی آیا اپچھے
نہ سنپڑے دیکھ او ہات خالی نجا | بچیاں کوں مرے لے گیا وہیں اوچا
یو رانواں نہ اچھتیا گر اس جھاڑ پر | بچا تا نہ کوئی یوں بچے کاڑ کر
بلا اوسکے ہمسایہ تے منج پہ آئی | یو ہمسائگی سخت منج دوکھ میں بہائی
کہہ لے دل منے آپنے اس طریق | جو تھا ایک سیہ گوش اوسکا رفیق
دکھ اوس پاس جا سب کہیا کھول کر | سو پھر یوں اوسے وو اٹھیا بول کر
کہ اے یار تقدیر تھا سو ہوا | توں اس ٹھار تدبیر کر کچ نوا
پڑو لے نکو دکھ کے بھلے ایتال | بچے تو گئے توں بچا لے ایتال
ہے توں گرچہ حیلے میں منج تے زیاد ۱۹۲۰ | کتا ہوں تجے حیلہ یک رکھ توں یاد

جو یانتے تو گھر آپنے جائیگا — شکاری کوں کئیں باٹ میں پائیگا
(اپنے گھر) (راہ)

اوسے دور پر تے دے دکھلائی توں — جو آوے نیرے بیٹھ لگ وو ہلو

لجا کھینچ اوس جھاڑ لگ ویں اوسی — جو رانواں بچیاں سات اوسکوں وہی
(عقب میں)

کریگا جب اوس پر نظر وو بلا — ترا خیال سٹ دے کریگا کلا
(شور)

سٹ اوس جھاڑ پر بعد ازاں دام وو — بچیاں کوں تمام اوسکی کر رام وو
(ڈال)

لجاویگا اوسکا ہے یو کام خاص — بزاں وغدغے تے توں ہوگا خلاص
(بعد ازاں فکر)

جیوں اس دھات کی وو نصیحت دیا — سو رویاہ ویں گھر طرف رخ کیا

سو دیکھا جنگل میں شکاری کوں ایک — دیا وو پیچ دکھلائی اوسکوں ٹک ایک

چلیا وو شکاری جو لگ اوسکی پیٹ — اوسی جھاڑ کن لے گیا اوسکوں نیٹ
(سیدھا)

چھپیا جا جھڑپ میں اپے ناگہاں ۔۱۹۴۰ بزاں وو شکاری کھڑا رہ وہاں
(جھاڑی، جلد)

نچے دیک رانویں کے اوس جھاڑ پر — شتابی سوں جالا سٹیا کا ڈکر
(ڈالا)

وو سنپڑے سب یکدھڑنے جالے میں جیوں — کہا تب وو طوطا بچیاں سات یوں

مری بات سن تم نہ کرتے کلا — تو آتی نہ یوں آج لنگے یو بلا
(شور)

بچیاں سوں جو روبہ کے یاری کئے — اپیں ہو تم اپسیچ خواری کئے

کہو یاں جواب میں کروں کیا ایتاں — گلے بھا لیے دام کر کام گھال
(ڈال لیے) (خراب)

کتا ہوں کر و اب تو بھی ایک کام | ہوئے تیو تجہ دکھلاؤ اپسیں تمام
ویسے

نہ پلکھاں ہلا توب انکھیاں موتجہ لیو | کتاک بار نا چھوڑ دم کھینچہ لیو
کتنی دیر

اگر ہنج پکڑ کر لجاوے تو وو | مرے تئیں دوکھی ہونکو غم کرو
لیے

اگر منجکوں جیتا رکھے وو قدیر | تو آملنے ہارا ہوں تمنا سوں پھیر
ملونگا میں جلدی سوں آتم -

اسی دھات سوں وو نیچے دم نہ مار ۱۹۴۰ موئی تیو تج دکھلائے اپس ایکبار
طرح

وو صیاد سچ مچ موئے کر کو جان | دیا چھوڑ کر جیوں سو پائے پران
جان

بزاں کھول پر پھڑپھڑا دو نیچے | اوڑے جھاڑ پر وین ہو آنگے پیچھے
آگے

ولیکن وو رانواں اپے سنپڑیا | کرے کیا قضا اوس اوپر آکھڑیا

گئے ہات تے سب وو صیاد دیک | لگیا فکر کرنے کوں من میں ٹک ایک
دل

سو ایسے میں رانواں زباں کھول کر | اوٹھیا اوس شکاری سوں یوں بول کر

کہ اے ان پچیاں تے جو ہے تو دکھی | کر نہار ہوں میں تجے لئی سکھی
بہت آسودہ

جو کچ اس پچیاں کا اچھیگا بہا | سو چوگن تج اپڑاؤنگا غم نہ کہا
قیمت چوگنا

کہ میں وو جناور ہوں گنبھیر آج | جو ہر درد کا جانتا ہوں علاج

دھروں دل میں دریائے عرفان ہیں | کہ حکمت میں ہوں آج لقمان ہیں

سن اے بات صیاد ہو شاد تب ۱۹۵۰ کھیا اے پنکھی توں ملیا مج عجب

نہ دیکھا پنکھی کئیں ترے طور کا
توں سچلا ہے لقمان اس دور کا

کتا ہوں سن اک بات تج سات میں
بڑا ایک دھرتا ہوں سورات میں

کہ اس شہر کے شہ کوں ہے درد ایک
جو ہر کوئی رہتا ہے حیران دیک

حکیماں کئے حکمتاں دھات دھات
ولے خوب نئیں ہوئی اجھوں اوسکی ذات

ہے علت جو کہتے ہیں اوسکوں جذام
کیا وو نزار اوسکے تن کوں تمام

اگر درد اوس شاہ کا توں گنوائے
خلاصی مرے ہات تے بیگ پائے

کہا یو کتا کام ہے غم نہ کر
مجے اس حکیماں کی توں سیم نہ کر

اگر میں جو حکمت کیرے سر پر آؤں
تو مہتاب کے موں کے چھایاں گنواؤں

قوت سوں مرے علم کے وید کے
سٹوں کاڑ زردی کوں خورشید کے

اگر کوئی جو سو برس کا ہو ملول
تو ہلکا گھڑی میں کروں اسکو پھول

بری منج لجا ترت اوس راج پاس
سرافراز کرتا ہوں تج بے قیاس

خوشی سات اوسیں کوں پنجرے میں گھال
چلیا ویں اوسی شاہ کن لے دنبال

کیا حیثیت اوسکی شہ پر عیاں
سنیا اوسکی حکمت کے شہ جو بیاں

دی دینار صیاد کوں دس ہزار
لیا مول اوسے وو شہ روزگار

دو سمرت پنکھی بھو گنی دوسرے دن
دیکھا شاہ کا جیوں وو زحمت کٹھن

دے تقویٰ علاج اوسکا کرنے لگیا — سو دن دن کوں زحمت اترنے لگیا
(ڈھارس) (بیماری)

طبابت ہیں اوّن بے بدل ہے کہ فام — ہوا شاہ کا شادروں روں تمام
(سمجھ) (رواں رواں)

جو آدھا ہوا تن تے زحمت بھلا — لگیا شہ کوں چڑنے کلا پر کلا
(گوشت آنے لگا)

ولے جیوں بچے آویں انوں کوں یاد — تو ہوتا اچھے تلتل اوس دوکھ زیاد

بزاں ایکدن اوس شہنشاہ کوں ۔ ۱۹۷ کہیا نفع تو مج تے پاتا ہے توں

ولے پنجرے بیچ شدت سوں ڈال — رکھیا ہے منجے عاصیاں کی مثال

رہا کر جو انگن میں گھر کے پھروں — خوشی سوں علاج اس تے بہتر کروں
(صحن)

کیا شاہ جیوں اوسکی بات اعتبار — درونی تے پنجرے کے کاڑیا بہار
(نکالا)

سو درحال اوڑ قصر کے بام پر — جھوٹیا بند تے جیوں چلیا کام کر

ہوا غم سوں وو شاہ پھر بتلا — وو زحمت سوں وہیں رہ گیا نمکلا

ریجھا دیکھکر اوس کے ظاہر کتے زیب — دغا کوں نہ سمجھا سو کھایا فریب
(مائل ہوا)

نہ سنتا اگر اوس غرض مند کی بات — تو دلگیر ہوتا نہ اس دھات سات
(طرح)

یقیں جان اے موہنی نیک بخت — منجے فکر سو یہ ہے ہر ایک وقت

مبادا ترا کام وہیں ناتمام — رہے ہو ہووے توں دکھی صبح و شام

ترا مرد اجھوں آئیا نئیں تلک ۔ ۱۹۸ گلے کوں توں جا یار کے آج لگ
(ابھی)

اے فرصت غنیمت ہے کر جان توں — یو مشکل ترت کر لے آسان توں
اوتیالی وو جانے کی جو باب ہوئی — یکایک صبا ہوئی سو بے تاب ہوئی
وہاں لگ نہ جا سکی وہیں رہ گئی — بھر انجواں کے پڑ لہر میں بہہ گئی
غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے توہے دیس روشن صحی — و لے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب چہاردہم

جو سلطان خورشید کا شام کوں — چلیا غرب کے گھر میں آرام کوں
نکل گشت کوں چاند کا کوتوال — جوں آیا سو وہ نار صاحب جمال
دریا عشق کا پھر کیتا دیک جوش — گرجتی بدل سار کرتی خروش
جو راویں کے آپاس یوں بول اوٹھی — کہ جلتی اچھوں کو تلگ جوں بھٹی
جو ہے عاشقاں کا طبیب آج توں ۱۹۰ دوا کر مری اے حبیب آج توں
کہ علت برہ کا لیا بیسر منج — کیا سر تے بے تاب دکھ چھیر منج
پڑی بھار طاقت نکل ذات نے — پنکھی اوڑ گیا صبر کا ہات تے

گر ایسے میں دیتا ہے توں منج رضا سنبھالونگی اس جیو کوں ہر وضا
جنم جاں تے اس دھات سوں فوت ہوئے نہ کی ہر گھڑی یوں مری موت ہوئے
سن اس بات کوں اونکھی آہ مار کھایوں کہ اے موہنی بے قرار
نہیں عشق کا درد جس دل منے بھلا جو ٹٹیں اوس لیجا بل منے
جھڑیں نا جس انکھیاں تے بُند برہ کے او انکھیاں اچھو مبتلا گرہ کے
جے سینا پرم آگ سوں نا جلے بھلا اوس سینے جو کٹاری سلے
جو ہے عشق کا تج کلیجے پو داغ نہ اُس داغ کرجان توں ہے او باغ
جتا آج ہے تج جفا عشق تے .... ۲۰۰۰ وِتا تجکوں دِن دِن نفا عشق تے
بہر حال پاگی توں مطلوب کوں ولے منج سوں اخلاص دھر خوب توں
منجے آپنا مخلصے خاص جان توں اوس راج نمنے نہو بدگمان
جو پوچھی پھیر او نار اس بات کوں او ٹھیا بول بعد از اوں اس دھات سوں
سنیا تھا جو گذرے سو ایام میں اتھا ایک صیاد کئیں شام میں
جو لے ہات میں دام کھیلن شکار گیا شہر کے بھار سو ایک ٹھار
لگیا ایک رانواں وہاں اوسکے ہات سو باتاں میں آیوں کھیا اوسکے سات
جو سنپڑیا ہوں میں آج تج ہات میں خوشی آن لے توں تری ذات میں

کہ مج سار کا آج لگ کئیں شکار — نہیں سینڑ یا تج دریں روزگار

ہنر حیثیت میں ہوں اوتار ہیں — یقیں جان توں ہوں وفادار ہیں

اگر بیچنے منجکوں منگتا ہے توں ۲۰۱۰ — تو ہر حال منج ایک دنیا دار کوں

جو تجکوں دلاؤں اوستے لئی مال میں — اچھوں اوسکی صحبت میں خوشحال میں

جو صیاد اس بات کوں خوش کیا — لیجا شام کے شاہ کوں بیچیا

جو او بادشہ امتحاں کے بدل — کیا بات اُسوں سو کھلیا جوں کمل

فضیلت منے دیک اوسے بے نظیر — نہ دلگیر ہووے تیوں اوسکا ضمیر

نہ رکھ پنجرے میں اوسے قید سات — دیا چھوڑ کر ہور کھیا اوس یو بات

کہ تج سا پنکھی بے بدل حیف ہے — جو شدت سیتی پنجرے میں رہے

توں خوشحال اچھے تو ہے میری خوشی — رہو یاں تو یا جاؤ تیری خوشی

رہتا ہے تو تیرا یو گھر ہے کہ جان — اگر نئیں تو جا جاں ہے تیرا مکاں

دو رانواں سن اے بات خوش مان کر — ہو شرمندہ اوس شہ کے احسان پر

جے رانواں جو تھا راج رانویاں منے ۲۰۲۰ — گیا وانتے در حال اوڑ اوس کنے

جو احسان اوس شاہ کا سر بسر — کھیا خوش ادا سوں اوسے کھول کر

لگیا اوس شہ طوطیاں کوں عجب — سو یوں کھول منقار او ٹھیا بول تب

کہ منجکوں نہ تھا آج لگ یو گماں جو انسان اس دھات ہوئے مہرباں

جہانتے جفا کار انساں ہو کیا ہوویگا تج پہ احسان وو

بھلا جو کرے خدمت اوسکی توں خوب جو وو خدمت اوسکے رہے دل میں چوب

اگر کچ ہے ہمت تیری ذات میں فلانے طرف جا توں ظلمات میں

ہے امرت کے چشمے نزک جھاڑ ایک لیکر آ پہل اوس جھاڑ کا کاڑ ایک

وو پھل پیر کھاوے تو ہووے جواں قیامت لگ اوس مرگ نیں کر تچھاں

لے وو پھل کوں اوس شاہ کن انیڑا کہ ایکار اس تے نہیں کچ بڑا

وو رانواں مشقت اوسی دھات کر ۲۰۴۰ پھل اوس جھاڑ اپرال کا ہات کر

گیا شام کے بادشاہ پاس پھیر کھیا اے شہنشاہ آفاق گیر

جدھاں لگ مرے تن منے ہے پراں تج احسان کا میں بندا ہوں کہ جاں

کیا مج ترا لطف گستاخ دیک لے آیا ہوں تحفہ ترے تائیں ایک

کہ ہے خاصیت میں وو آب حیات رس اوسکا سو ہے جوں شراب حیات

اگر شاہ اوسکوں کرے نوش جاں تہوئے پیر دن دن کوں ہووے جواں

کہہ اس دھات وو پھل دیا شہ کے ہات دیکت اوس پھل کوں وو شاہ عالی صفات

کہا اے پنکھی دھر مج اپرال پیار مرے تئیں توں لایا عجب یادگار

ولیکن حکایت وو عرفان کی — سنیا ہے کہ نئیں توں سلیمان کی

کتے ہیں جو کوئی ایک دن جام ستات — سلیماں کن لائے آب حیات

کئے جوں او تکلیف پینے بدل ۲۰۴۰ — ابد لگ سلیمان جینے بدل

سلیمان ارکان دولت سوں تب — کئے مشورت سو کہے خوش ہو سب

کہ اے خاص پیغمبر اللہ کے — اے ہادی دنیا دین کی راہ کے

بھلا جو کرے نوش یو جام توں — ابد لگ جہاں کوں کرے رام توں

جسے پوچھے تو بھی دئے اے جواب — بزاں کر طلب سیمرغ کوں شتاب

کئے مشورت سو کھیا یوں اونے — جو ہے توں نپی نادر اس جگ منے

دسے منج تیرے پورتے کاج یو — جو توں آج پیوے یکیلا چ یو

عزیزاں ترے جائیں سب ہوں فنا — کریگا یکیلا توں رہ کیا کنا

تجے کاں وو سنیا ہے کاں وو قرار — جو سوسے دنیاں کا فراق اکیبار

اگر تجکوں اتنا سکست ہے تو پی — قیامت تلگ توں اکیلا چ جی

سن اس بات کوں وو خدا کا نبی ۲۰۵۰ — پھرا تب دئے جام اکیلا نہ پی

منج انماں سوا ہے اے جانور — یکیلا رہوں کیوں اسے کھائیکر

کھیا بات جوں اوشہ کامیاب — دیا پھر او سے یوں اورانواں جواب

کہ اے شہ سلیماں کوں ممکن نہ تھا | تب او جام سے او تغافل کیا
ولے تجکوں ممکن ہے فرما کسے | جو بیرس لیجا باغ میں ترت اسے
پیر اپنے توں جس دن یو فرمائیگا | اوسی دیس ہو یو جھاڑ بار آئیگا
بزاں مل عزیزاں سوں کر نوش تو پل | ولے ہنج نہ کرنا فراموش توں
وو پھل بیر نے شہ جو فرمائیا | اوسی دیس پھٹ جھاڑ بہار آئیا
ہلایا قضا او سکے جوں پایت کوں | پھل اوس جھاڑ کا تٹے پڑیا رات کوں
یکایک ہوا سانپ کا واں گذر | سو وو پھل لے موں میں سٹیا پھیر کر
ادھی رات کوں ہوگیا کام یو | ۲۰۶۰ قضا کے بجز کس نہ تھا فام یو
جو رکھوال دیکھا جھنجر کیچ اوٹھ | پڑیا ہے تلے ایک پھل خوب تٹ
او چالے خوشی سوں وو پھل دیک پل | دیا لیا ترت بادشہ کوں وو پھل
چڑیا ہات دیک شہ وو پھل زر ملا | کیا امتحاں جوں ایکس کوں کھلا
سو در حال اوسے سانپ کا زہر چڑ | ہوا بے خبر سو تمو اکھومیں یو پڑ
تب او شاہ برہم ہویوں کہہ لیا | بھلا جو نہ کھامیں تامل کیا
اگر بات رانویں کی سن کھاوتا | تو میں بھی نتیجا یہی پاوتا
غصالا ہوا جوں او شہ دادگر | کرن گھات اوسکے منگیا جیو پر

بچارا او رانواں ہو حیراں ویں　　اپس میں اپے ہو پشیماں ویں

کھیا تب کہ اے شاہ گردوں وقار　　منجے قید میں آج رکھ توں نہ مار

ہوا زہر کیوں یو سو حیران ہوں　　۲۰۷۰ گنوا عقل کوں یاں پریشان ہوں

مرے دل کوں آتا ہے یوں دغدغا　　کہ اس ٹھار اپنا ہے کچ دغا

بھلا جو صبا چل کے اوس جھاڑ تل　　اپے بادشہ جا اوتار او سکے پھل

کھلا یک بڈھے مرد کوں دیکھئے　　گر او بھی جو اس کے نمن ناچئے

عذاباں سوں کر منج گرفتار توں　　لیوے جیو تو میرا سزاوار ہوں

ولے کم توں یاں سعی تیرا نہ کر　　مشقت تو نا چیز میرا نہ کر

سن اسکا بچن وو شہنشہ گنبھیر　　چلیا ویں اپے صبح اوس جھاڑ دھیر

پھل اوس جھاڑ پر تے اتار اپنے ہات　　بڈھا ینکہ یک شخص جو تھا سنگات

کھلایا اوسے جیوں سو درحال او　　ہوا جوان کالے بڈھے بال ہو

ہوا شاد بھو تیچ شاہ اوس گھڑی　　رکھیا رانویں کی شرم اللہ او سگھڑی

کسی کی بھلائی کوں پروردگار　　۲۰۸۰ کیا نئیں ضائع کہیں اے نگار

غصا دل میں وو شاہ لائے زیاد　　ہوا تھا جو رانویں تے بداعتقاد

جو اوسکی بھلائی انگے اوسکے آئی　　سو شہ کی غضب کی اگن کوں بجھائی

جو خدمت مرا تج پو اظہار ہو | ہو ویگا بوجھیگی مرا قدر تو
اگر منجپو تیرا کچ اخلاص ہے | تو جا یار کن یو گھڑی خاص ہے
وو جالیا اچھیگا ترے تئیں سر پر | تیرے وصل کا جا چھنک وسیو نیر
منگی جوں او جانے سو آڑا ہو دن | نجانے دیا سو رہی پھیر ران
غواصی اتم رین کالی دراز | یقیں جان ہو عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی | ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب پانزدہم

سورج پور بچا جوں آسمان پھیر | کیا قصد مغرب کے جنگل کی ڈھیر
ہرن چاند کا اپنے بچیاں سوں ل ۲۰۹۰ | جو مشرق کے صحرا تے آیا نکل
پھرا او دھن پریشاں ہوے حساب | جو نزدیک انوں کے آئی شتاب
کہی اے میرے من کے جونے عزیز | سنی ہوں جو سنسار میں چار چیز
چھٹیا تیر ہور موں تے نکلی سو بات | ہوا سو قضا ہور گئی سو حیات
پھر آنا عجب یو پھر نہار نوکے | پھرا یا نہیں آج لگ انکوں کوئے

گذرتی ہے نت غم سوں مری حیات کدھاں لگ اچھوں غم سوں لیئوں جو رہات

کہ دن دن کوں میرے اوپر گھات کیاں گذرتیاں ہیں آتاں بری دھات کیاں

جو ذوق آج کی رات تے ہیں پاؤں عجب کیا ہے جو مر سینا ترنخ جاؤں

نہ ضائع کرلے عمر باقی مری کہ گھٹتی ہے نت اشتیاقی مری

نظر آج کر مج پو ٹک پیار سوں میلا ہر سند بیگ اوس یار سوں

سن اس بات کوں غب باگوش ہوش ۲۱۰۰ دیا جواب یوں اوس کہ اے سبز پوش

کہ اے گلبدن گن بھری ماولی شتابی غضب جاہلی کاہلی

یوں چاروں بُرے کچھ ہے کر جان تو کہ دھرتی ہے ہر بات کا گیان تو

اچھے دور دوڈگ جن اس چار تے نہ دیکھے ضرر کچھ وو سنسار تے

گھڑی کام آ کچھ کٹھن ناگہاں تو سنبھال لے وو دل تو اپیں وہاں

کہ جیوں ناریک بور نیچے کے ہات سپٹ کر رہی تھی سنبھال اپنی ذات

جوں یو بات اوسکوں عجائب لگی سو پھر یو پوچھنے کی لگی تکبکی

زباں کھول تب یوں لگا بولنے جواہر نصیحت کیرے رولنے

سنیا تھا جو یک مرد کی نار تھی ادک جنگجو ہور عیار تھی

چھرالی بری بد روش تند خو بھواں میں سدا گانٹھ ہور ترش رو

مسلم رکیک ہور جھوجھی بتنگ ۲۱۱۰ لگی جسکے موں تو لگی جیوں عثنگ

کہ ہمسائے سب جو بھی اپنے مندھیر (مکان) چلانے تھے اوسکے اچھیں بازسیر (شور مچانے، رہیں، سرکیڑ)

نہ عورت کہوں تھی وو سر زور تر (بہت) اتھا مگر سو عین اوسکا ہنر (تھا)

نہ پنجی تھی کیں کوئی اس طور کی (نہ پیدا ہوئی) کہ سچلی وو ڈائن تھی اوس دور کی

بشر بھاستے دیو کوں دیک ڈر (بھاگتے) ولے دیو بھاسے اوسے دیک کر (بھاگے)

بُرے ڈھنگ مرد اوسکے نا سوسک (برداشت کر) کیا خوب یکدیس اوسکوں کتک (ایکدن، مار)

سو دیں شور کرتی خیالے خیال دو فرزندا تھے سو لے اونکوں بال (دنبال، ساتھ)

نکل گھر منے تے پڑی جیوں بہر (میں، باہر) چلی نیٹ جنگل کی دہروں نہ ڈر (سیدھا، طرف)

سو اوس عین جنگل منے ایک ٹھار (جگہ) یکایک ہوا بور بچیا دو چار

لگیا اوسکے نزدیک جیوں آونے (آنے) منگیا پنگڑیاں سوں اوسے کھاونے (فرزنداں سمیت)

کمر بَیس جا سخت ہوی گھابری[1] (بیٹھ، پریشان) ۲۱۲۰ یہ چھٹی ہات ہور پاؤں کو تھرتھری

سو من میں لیتی بول یہاں میں تو موئی بچیاں سات اپنے گرفتار ہوئی

جھگڑ مرد سوں کاں تے میں ٹھار آئی (دل) کدھر کی بلا آج اپن سر و آئی (اپنے)

خدایا بچا آج اس ٹھار توں (جگہ) نکر اس بلا کا منج آہار توں (بمعنی شکار۔ مبتلا)

---

[1] یہ شعر نسخۂ الف میں نہیں ہے۔

جو ہوتا ہے اتبار توں مہرباں / کہیا مرد کا ٹھیل سوں ناکہ جاں
ٹھیلوں پھر

کر اس دھاتے سوں تو یہ پھر نیٹ کر / لیتی کونڈیوں آپنے دل بہتر
طرح مقرر لی سوچ

کہ سر پر تو آئی ہے سیج یو بلا / ولے ترت یک حیلہ کرنا بھلا
مگر جلد

بغیر حیلہ یاں ہور تدبیر نئیں / اگر ہو کر آوے تو چھٹتی ہوں میں

کہ اسدھات سیتی کمر باندکس / یکایک دلیری سوں آنگے ہو دس
طرح پیش

کہی یوں کہ اے بور بیچے ٹک ایک / آنگے آمرے سن مری بات ایک
ذرا

کہ اس ٹھار اچھتا ہے ایک باگ ۲۱۳۰ نہ کی باگ وو بلکہ ہے عین آگ
رہتا شیر نہ صرف شیر

ہے درہم جہاں اوسکی ہیبت تے آج / در ندیاں منے سب اوسی کا ہے راج
سے

ہر روز اپنے چارے بدل دو جنے / ہمیشہ معین کیا ہے اونے
غذا کے لئے وہ

نہ چوکے نمن اوسکی معتاد کوں / لیجاتی ہوں اس دوتوں نھنواد کوں
کم سن

اچھیگی ترت بھوک تو آشتاب / انن دو نومیں ایک کوں کھا شتاب
جلد ان

کہ دستا ہے توں منجکوں وحشی دلیر / بھلا جو کروں تج ضیافت سوں سیر
تجھے

ایدھر باگ کوں جواب میں دیوٗنگی / جو کچ آکھڑیگا تو سر لیوٗنگی
اپنے پرائے ونجی

گیا نئیں ہے محروم کوئی مج تے ایک / کروں تجکوں محروم کیوں دیک دیک

ولے رہ نکو یاں ترت پاؤں کر / کہ شاید سنے باگ تیری خبر
نہ جلد بھاگ جا

کہ اسٹھار اوسکی رضا باج کوئی ۔ بشر کے جو آزار کے پے میں ہوئی
اجازت بغیر ۔ در پے
تو بنیاد اوسکی نہ رہے ٹھارتے ۔ ۲۱۴۰ ہے عالم خراب اوسکے آزارتے

سنیا اوسنے جیوں بور بچایو بات ۔ ادک گھابرا ہو حماقت سنگات
بہت
وو عورت جو کچ کہی سو تحقیق جان ۔ پھریا وان تے ہور ویں چلیا ہور ٹھان
بولی سو ۔ جگہ
سو ایسے میں روباہ آیک کہنہ کار ۔ ملیا سو دیکھیا اوسکوں دلگیر اپار
تجربہ کار
لگیا پوچھنے حال سو بے درنگ ۔ کھیا کھول عورت کی بات اولنگ

وو روباہ ملامت سوں تب کھول جیب ۔ کھیا اس وضا اے دلاور جیب

سنیا ہوں بزرگاں کے موں تے یو آج ۔ کہ جاں لگ شجاع ہیں سو احمق ہیں ساچ
منہ ۔ سچ
وو چارا ترا تھا نہ کہا توڑ اوسے ۔ ہو مردانہ کیوں تو دیا چھوڑ اوسے
پھاڑ
شجاعت اچھے تج میں تو کیا ہوا ۔ ولے عقل تیرا ہے پادر ہوا

کہ جاں لگ اہے نار و نر کا نشاں ۔ سہی مکر کا دام ہینگی پچھاں
عورت مرد
نہ کر اعتبار اوسکی کئی کا اپتا ۔ ۲۱۵۰ کہ ہے عیں وو چرب تیرا بھتا
کہے ۔ غذا
دلیر اوسپہ پھر تجکوں جو پاؤ نگا ۔ تو سنگات ہیں بھی ترے آؤنگا

کہ ہر کیوں اوسے آج کھانا بھلا ۔ لذت اوسکی ہیڑے کی پانا بھلا
کسی طرح ۔ گوشت
لیا ہے مجھے اشتہا گھیر آج ۔ بہ دولت ترے میں بھی ہوں سیر آج
بھوک ۔ تیری وجہ سے

سنیا بور بچا جیوں اس بات کوں — کھیا پھیر روبہ کوں اس دھات سیں
کہ اے دوست گن گیاں کے حق گدار — ہے روباہ بازی میں توں نامدار
جکچ توں کتا ہے سو تحقیق ہے — پھر اوس پاس جانے تو توفیق ہے
ولے جو نکہ منجکوں بڑا ہے یہی — نہ کئیں بات اس عورت کی ہووے صحی
اگر اون کہے تیوں اچھے باگ واں — تو کہنا چلے کیا مرا لاگ واں
بھلا جو اس عورت تے میں ہات دھوؤں — گرفتار پنجے میں اوسکے نہ ہوؤں
کہ کرنا بدی باگ سوں خوب نئیں — ۲۱۶۰ پلو باندھنا آگ سوں خوب نئیں
جو روباہ اوستے سنیا بات سست — کہیا دم ہلا پھیر کھڑا ہو درست
اگر کچھ تجے اے شجاعت شعار — نہ اچھے مرے قول کا اعتبار
تو باند آپنے پگ سوں میرا گلا — لیجا اپنے دنبال واں لگ چلا
اچھے باگ اگر واں تو کر منجکوں پیش — سلامت نکل جا توں برجائے خویش
لگیا دیک دنبال ادک چھند سات — بہر حال نا ٹھیل سک اوسکی بات
اسی دھات آپس پاؤنکوں باندھ پھر — چلیا بور بچا اوس عورت کی دھیر
جوں وو شوخ مکری مفتن سکی — پھر اوس بور بچے کوں آتا دیکھی
فراست سوں فی الفور اُن پائی بھی — کہ روباہ لاتا ہے اوسکوں صحی

بھلا جو کروں ہور حیلہ اتال		نہ دیوں چھوڑ ہمت کوں ڈھیلا اتال

جوں آیا وو نزدیک چل او کے ٹھار ۔ ۲۱۷		دلیر او سیو ہوئیں اوٹھی ہانک مار

کہ اے بور بچے جو آیا توں پھیر		مگر مرگ لیایا ترا میرے دھیر

تجھے کھائے بن نا رہوں میں اتال		مرے داڑ کا ہے توں لقمہ حلال

کہ در اصل ہر اکس کی جائی ہوں میں		ہزاراں درندیاں کوں کھائی ہوں میں

مرا باپ دادا و نانا مدام		رہتے ہیں اسی دشت میں کر مقام

جناور ترے سار کے پاک ساک		صبا او ٹھ خوراک اونکی تھی لاک لاک

حکایت تجھے باگ کا اس بدل		کہی جو غصا تجکوں آوے اول

کرے حملہ مج پر تو دیں کھاؤں پھاڑ		کلیجے سوں تیرے کروں گرم داڑ

ولے کیا کروں منجکوں نر آس کر		گیا او سگھڑی بیگ توں نھاس کر

پشیمان بیٹھی ہوں میں تب تے یہاں چ		کہ منج ہات میتے گیا کیوں توں باچ

بچھائی تھی میں دام تیرے بدل ۔ ۲۱۸		پھر آنا کیہر کیوں توں اس بات چل

نکو جان عورت کہ منج سیر سری		ہے مشہور یاں میری جادوگری

ولے بول منج کیا پو تیری ہے شہ آند		جو لیا یا ہے روباہ کوں بیگ سوں باند

کہ میرے خورش کیے تو لائق نہیں ان		تجے یو بچی بد سکھایا سو کن

جو لیا تا ہتی کوں تو یا باگ کوں بجھاتا مری بھوک کی آگ کوں
مری یو لکھی یک ڈلی ہے کہ جان کہ بھکسے نہ کچھ اوستے میرا پران
سنیا جوں وو روباہ اوستے یو بات ہوا گھابرا دھڑتے اوڑجا حیات
کھیاتب ہلوں بور نیچے کی دھیر کہ عورت نہیں یو بلا ہے گنبھیر
لے آیا تجھے کاں تیے ہیں یاں تتال پڑیا مایہ اوسکا سمجھ مج اتال
ترا کام نئیں جو کرے اسیو روز یقیں جان توں یو بلا کچھ ہے اور
کہیں جسکو دادی ہے شیطان کی ۲۱۰ ہے ڈائن یو سچ اس بیابان کی
بھلا جو بچیا لیکر اس نارتے اُچایگ کرے تگ توں اس ٹھارتے
لگی بور نیچے کوں یو بات سچ چھوٹی کھلبلی سو چلیا واں نہ اچھ
پکڑ باٹ ہور ایک بنواس کی دیا چھوڑ سدھ بھوک ہور پیاس کی
بندیا تھا جو روباہ کوں اپنے پاؤں گئی اوسکی کھڑری نکل ٹھاؤں ٹھاؤں
جوں اس دھات کی اوسپہ بازی کھڑی نلیا تاب ویں ہنس پڑیا اوسگھڑی
لگیا بور نیچے کوں تب یو عجب سو چلتا چ پوچھیا ہنسی کا سبب
دیا جواب روباہ پھر اوسکے تئیں کہ ہنستا ہوں تیری حماقت پو میں
نہ یو وقت ہی جو منجے پگ کوں باند چلے لنگیا چھوڑ دے توں یو شاند

مبادا وو ڈائن لیوے تج رلا — منجے چھوڑ دے بیگ ایسیں چلا
دیا چھوڑ یکبار گی جوں اوسے ۲۲۰۰ ہوا پھر حیات آئے نوی تیوں اوسے
چھپا جا کے سوراخ میں ایک ٹھار — ہوا جمع خاطر سو پکڑیا قرار
جو اوس بور بچے کو ہیبت بڑی — لگی سو کھڑا کئیں نہوا اوس گھڑی
چلیا نھاس قلب ایسے ڈونگر کے دھیر — جو بار اڈھونڈے اوس توپاوے نہ پھیر
وو عورت جو کی اس وضا حیلہ خاص — ہوی بور بچے کے ہت سے خلاص
تو اے موہنی آج اگر جائیگی — ملاقات اوس یار کا پائیگی
جو ایام ہونا موافق ترے — ترے سات روباہ بازی کرے
توں ہر حال یک مکر حیلہ سنگات — اوسی نار کے سار پاتوں نجات
سنی جوں او دھن یو حکایت تمام — کیتی ساز جانے بدل وقت فام
یکا یک صبا ہوی سو ہو گھابری — وہیں کاڑ کسوت سٹی زر زری
جیوں اس دھات سوں کام ابتر ہوا ۲۲۱۰ سو دوزخ بھرا و سکے لکھی گھر ہوا
غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہی عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب شانزدہم

(۞)

یو جُونا فلک بے بدل حقہ باز ۔۔۔ کیا مکر کا پھیر جوں حقہ باز
(یعنی - دونا)

ہوا غیب سور آپنے دیس سوں ۔۔۔ جو نکلیا چندا رین کے بھیس سوں
(سورج، دن، چاند، رات)

دو برہی جلی دلربا بعد ازاں ۔۔۔ ہو پژمردہ جوں پھول وقت خزاں
(ہجر زدہ)

جو رانو یں کن آئی آدھی رات کوں ۔۔۔ چلائی ادھر کھول یوں بات کوں
(کے پاس، لب)

کہ اے توں جو دانا ہے ہر باب آج ۔۔۔ منگنہار میرا جو ہے لاب آج
(فائدہ)

جو دھنڈتی ہوں حظ یار کی ذات تے ۔۔۔ تو جاتا اہے مرد مجھ ہات تے
(قسم، لطف)

اگر منگتی ہوں مرد کوں بے قیاس ۔۔۔ تو ہوتی ہوں اوس یار تے میں نراس
(نا امید)

ہوں حیراں اس ٹھار اپن گیاں میں ۔۲۲۲۰ کہ کیوں دو کھنڈے مائنگے یک میاں میں
(عقل، تلوار، سمائیں گے)

یو پردا مری شبہہ کا کاڑ توں ۔۔۔ نکو دغدغے میں منجے پاڑ توں
(یعنی اٹھا، نکال، فکر، ڈال)

کہ اس راز کا یار سو توچ ہے ۔۔۔ عزیز اور وفادار سو توچ ہے

کر ایسا نصیحت جو خوشحال ہوں ۔۔۔ ترو تازہ جوں پھول کا ڈال ہوں
(یعنی تر)

کہا[1] تب کہ اے بے بدل دلربا ۔۔۔ اچھو تج فراست پو صد مرحبا

---

[1] یہ اور اس کے بعد کے تین شعر نسخۂ الف میں نہیں ہیں۔

اگر پوچھتی ہے ہنجے بات سچ | رضا میں تو اوس یار کی آج اچھ
اگر مرد تیرا خبردار ہوئے | تو یوں اوس کروں جو نہ دل تج تے دھوے
کدہیں موں پھگا تج تے مخمول ہوئے | کروں حیلہ ایسا جو پھر پھول ہوئے
جوں یک نار مقصود اپنا نہ پاڑ | ستی مرد کی بد گمانی کوں کاڑ
غبار اوسکے سب دل کا جھاڑ میں | سٹونگا اسی دھات سوں کاڑمیں
بہر حال خوشحال اچھ غم نہ کر ۲۲۳۰ | ترا پیار اوس یار تے کم نہ کر
وو ناری تھی کیسی کیوں اوسکے گن | سنیگی تو کہتا ہوں دھر کان سن
کہ پورب میں سوداگر یک نامدار | دھرنہار سامان تھا بے شمار
نہ تھی عقل کچھ اوسکو نادان اچھے | بدل مال کے نت پریشان اچھے
دنیا کا دھرنہار تھا طمع بہوت | دھرے خرچ تھوڑا کرے جمع بہوت
جو تھی عورت اوس ایک چندر مکھی | حماقت تے اوسکے اچھے جم دکھی
محبت پوتے اوسکی لئی کاڑ دل | کرے ذوق داناجواناں سوں مل
وو جوں جوں کرے طمع سوں جمع مال | یو کہیا عاشقاں سوں کرے پائمال
کتک دن کوں جو مرد پایا خبر | چھپا دل میں عورت پو ظاہر نہ کر
کہیا ایک دن یوں کہ اے گلعذار | نہ کریں سفر کئیں ہوے برس چار

ہوس ہے جو میں آج جانوں سفر ۲۲۴۰ تماشا دیکھوں ہور پھروں بحر و بر

کدورت کروں دفع ہور نفع پاؤں
میلا مال لئی کچ فراغت سوں آؤں

نہ گھر فائدہ کچ ہے رہنے منے
ہے صافی سو پانی کوں بہنے منے

کہہ اسد حیات سوں ہو بجد بے شمار
رضا لیکو عورت کی نکلیا بہار

اتر شہر تے دور صحرا میں گئیں
یکیٹ وانتے پھر رات کے وقت ویں

حماقت سیتی امتحاں کے بدل
چھپا جا پلنگ کے تلیں دیک بل

وو عورت سو اوس رات جوں پھول کھل
پلنگ کے اوپر ایک عاشق سوں مل

جو مشغول تھی آپنے خیال میں
سو ناگاہ اوسی ذوق کے حال میں

پڑی دشٹ جب اوسکے دامن اوپر
سو تحقیق سمجھی کہ ہے مرد کر

حماقت پر اوسکی ہنسی مسکٹی
سُنی تھی سو سمجھے نہ تیوں اوس اوٹھی

کلینے لگی دل میں یوں اوسگھڑی ۲۲۵۰ کہ بے وقت بازی تو منج پر کھڑی

حماقت منے گرچہ ہے فرد یو
ولے ہر سند ہے مرا مرد یو

مبادا پلنگ کے تلیں تے شتاب
نکل آکریگا منج اپرال عتاب

کہیں تو کری ہوں نہ کرنے کے کام
ولیکن نہ سمجھے تو بہتر یو خام

ہے ظاہر مرا ہی اوسے اعتبار
رکھے شرم اس ٹھار مرا کردگار

بھلا جو کروں حیلہ ایسے میں کچ | گر او مرد سچلا ہے نادان ہچ
جلکچ میں کھونگی سو سچ ہے کہ جان | نہو سے مرے حق پو کچ بدگمان
اشارت سوں دیں رمز عاشق پو کھول | یکایک او ٹھی اس و ضا سات بول
کہ اے باپ اے مرے بھائی آج | میں یک کام تے یاں تنجے لیائی آج
بُری آنک سوں منج کدھن تون نہ دیک | منجے یوں سمج لے جو بیٹی ہوں ایک
کہ میں مرد کی برہ تے ہو نڈھال ۲۲۶۰ | ستی تھی دو پہار آج انجھو ڈھال ڈھال
سو یک پیر مرد آکو سپنے منے | زباں کھول منج سوں لگیا بولنے
کہ اے ماؤلی پاک دامان کی | جو بے تاب ہے مرد کے دھیاں کی
ترے مرد کی عمر تو سب سری | حیات آج کے دن تھی اوسکی بھری
مرے کان میانے پڑی جوں یو بات | رھیا آکو ہونٹاں میں میرا حیات
نہ لیا تاب تب میں کہی موکھ کھول | او جینے کی تدبیر اچھے کچ تو بول
کھیا بعد ازاں اس وضا منج سات | کہ تدبیر یہ ہے جو توں آج رات
اگر ایک پر مرد سوں گھر منے | لیجا آپنے پاک بستر منے
دے حرمت دیانت سیتی بسلائیگی | تو جیتا تیرا مرد کوں پائیگی
ولیکن شتابی سوں کر یو علاج | صبا کام نا آوے جو کی تو آج

جو اس بات پرتے ہوی ہیں ہشیار ۲۲۷۰ کر اس پیر کے بول کا اعتبار
پر سے ہوئے ہشیار ہیں — بات سے اعتبار ہیں

مرے مرد کے جیوا و پرتے سدا — منج ایسیاں سہیلیاں اچھو لک فدا
جان — ہوں لاکھ

مرے جیو کا ہے کہ او ننگ نام — مرے سر تو جیتا اچھو کر مدام
جان — رہو

بجد ہو اسی کار سازی بدل — اسی کی صحت جاں درازی بدل
کارروائی کے لئے — کے لئے

تجے بھارتے ہیں بولا بھیج کر — کیتی گفتگو بیس پاک ہیج پر
باہر سے — بیٹھ پلنگ

نہیں تو اپتا کیا منجے تھا ضرور — جو نکلوں پرائے مرد کے حضور
اپنا — غیر سامنے

صحی ہیں تجے بھائی کر پائی ہوں — منجے بھان کر مان اے بھائی تن
صحیح کے ایسا — بہن

ہو اگرچہ تصدیع تج بے حساب — ولے دو جہاں ہیں ہے لئی تج ثواب
زحمت تجھے — بہت

اگر اس سفر تے سلامت سوں پھیر — جو آوے مرا مرد میرے مندھیر
پلٹ — مکان

کھونگی او سے کھول کر یو تمام — جو او بھائی کریان تجکوں مدام
کی طرح سمجھے

رضا دیوے گھر آنے جانے کی توج ۲۲۸۰ کرے عذر خواہی ترا قدر بوج
تجھے — معافی مانگے پہچان کر

کہ اس بھار کا دوست پرور کہیں — یقین جان اس دور میں تو نہیں
بڑے کار — زمانہ

کہ تج تے تو میرا بر آیا مراد — الٰہی رکھے دو جہاں تجکوں شاد

روانا ہوا الحال اپنے مقام — ولے یو سگائی اچھن دے مدام
اب — رشتہ رہنے

کہا اس دھات سوں دے رضا اسکے تئیں — پلنگ پر ستی پھیر استھان ویں
طرح — سوتی

او احمق جو تھا اوس پلنگ کے تلار — ہو عورت کے باتاں پو خوش بے شمار

اپس میں لیا بول یوں او سگھڑی — یکایک کیا بُد مرے سر چڑی

جو ایسی وفادار پر ہیں نہ جان — ہوا امتحاں کے بدل بدگمان

منگے اون سو یوں منجکوں اخلاص سوں — کروں ہیں سو رندی لو اوس خلاص سوں

ہوا خواہ میری ہو کیا خوب آج — مری جاں درازی کیرا کی علاج

منج ان جاتے اس دھات منگتی اچھے ۲۲۹۰ — منگوں کیوں نہ اس مرد ہو ہیں سچے

اگر منجکوں جیتا رکھیگا خدا — تو او سکے کہے تے نہ ہوسوں جدا

کرونگا بجان خدمت اوسکی اپتال — کہ بھی منجکوں ملنا ہے ایسی محال

کر اس دھات اپنے معمے کوں حل — پلنگ کے تلیں تے ویں آیا نکل

سو بے تاب ہوا او سکے دیدار کا — ہتیا ہات سینے پو جوں پیار کا

نہ جا ریچ نمنے تغافل کیتی — دیوانا او سے سرتے پانگل کیتی

ہوا دیک اوسکا محبت زیاد — ہلوں کھول انکھیاں اندے کے ناد

کہی یوں کہ اے سائیں سمرت سندر — عجب منجکوں لگتا ہے تیرا سفر

گیا کیا سبب بھی پھر ایکس بدل — یو مشکل منج اپر ال کرنا تو حل

جو آرام ہووے مرے دل کوں پھیر — ہوئے تازہ جوں پھول میرا سیر

زبان بعد ازاں عذر خواہی سوں کھول ۲۳۰۰ اوٹھیا اپنی عورت سوں اس دھات بول

کہ اے پدمنی ذات سندر نگار جو تحقیق ہے توں مرے گل کی ہار

لے بہانا سفر کا منڈھیر تے نکل یکا یک پھیر آیا ہیں اس بدل

چڑی سیس دیوانگی سو نہ جان ہوا تھا ترے باب میں بدگمان

جو تج اپنی انکھیاں سوں ان ماؤں آج کہ دل تیرے کیا ہے سو بھی پاؤں آج

چھپیا آ بہانے پلنگ کے تلار جو کچ تھا سو منج پر ہوا آشکار

مری فکر سوں دل میں جوں موم گل بجد ہو مری جاں درازی بدل

جو کچ بولتی تھی توں ایمان سوں او سنتا اتھا آپنے کان سوں

سراسر مری خاطر آیا تمام ترا صدق و اخلاص پایا تمام

کہی تھی توں جس بھائی کر مو کھ کھول گیا یاں تے او بھائی کس باٹ بول

ہوس ہے جو پیدا کراوس سوں سگائی ۲۳۱۰ کہوں میں یہی اوس آپنے موں سوں بھائی

دیووں اوسکو تنبول اپن ہات سوں کروں خوش اوسے ٹک میٹھی بات سوں

کر اس دھات عورت کوں خاطر نشاں سٹیا دھو کے دل میں جو تھا بدگماں

جوں او رات جا دیس آیا نکل بولا بھیج اوس شخص کوں لائے گل

مل اس سات اس دھات ہمدم ہوا جو شک چھوڑ پورا او محرم ہوا

اگر مرد تیرا کدھیں اے نگار جو دیکھے تجے یار سوں ایک ٹھار
کروں حیلہ ایسا چ اس وقت ہیں جو کوئی نا کیا ہووے عالم منیں
رکھوں اس وضا تجکوں سنتوس کر جو آڑا نہوئے تج سوں او روس کر
کروں یو محبت کوں اسکی زیاد جو تجکو بچ کرنا اچھے او یوں شاد
نکو کر اندیشا توں اس باب کا ہوں رکھوال ہیں تج سو ہتاب کا
نہونا سو عاشق ہوی جو اپنا ال ۲۲۲۰ نہ کر بے وفائی سوں یاں توڑ تال
غنیمت کر اس عشق کوں جان توں بہر حال ہوا وسکی مہمان توں
جوں یو بات سن شرم کا پردہ پھاڑ قدم بھار سٹنے جو کھولی کواڑ
شفق کی نکل آئی لالی وہیں دے اپنے نصیباں کوں گالی وہیں
پھری نا امیدی سوں بھرتی اُساس نہ جا سک ہوی شرمندی بے قیاس
لگی فکر اس کوں سو ہو پھر نڈھال لیتی برہ کی آگ سوں تن کوں جال
غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی ڈلے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہفدہم

سورج روپ ونتا اتم شہ جواں — کیا جا کے مغرب کے حجرے میں ٹھاں
خوبصورت — جگہ

چنداں نو عروسی کے جلوے سنگات — جھمکتا نکل آئیا ذوق سات
چاند — چمکتا

پھرا او موہنی دوکھ کی سمدور ہو ۲۳۳۰ — برہ سات سب دیس او کھ چور ہو
سمندر — ہجر، دن بہت

کہی آ کو رانویں کو اے کارساز — ہوا حد تے بیلاڑ میرا نیاز
زیادہ

پھتر غم کے ڈھو ڈھو یو کھاندے گئے — میری عقل کے پانوں باندے گئے
پتھر اٹھاتے اٹھاتے دوش ۔ بازو — جکڑے

جدھاں تے پیرت دل میں خانہ کیا — مرے ہوش تے منج بیگانہ کیا
جب محبت — عقل

نہ دیکھی کسی رات موں خواب کا — جو ٹکڑے ہے کلیجا ہوا تاب کا
نیند — جو گریبان ٹکڑے ہوا صبر

سکت نیں جو کچ موں سوں بولوں تجے — عبث کیا کی باتاں میں گھولوں تجے
طاقت منہ — فائدہ کیوں

اگر ہے ترے دل میں میں آس پانوں — رضا دے جو اوس یار لگ آج جانوں
امید — تک

اگر نئیں تو کہہ منج صریحا اتال — جو اوس یار کا چھوڑ دیوں خیال
صاف اب

سن یو بات رانواں دیا جواب یوں — کہ اے نارنا ہوتوں بی بیتاب یوں

کہ بن مشورت کچ دنیا کے کام — پکڑتے نہیں صورت اے نیکنام
بغیر — طے ہوتے

جو کرتی ہے آ مشورت منج سوں یوں ۲۳۴ زباں استے نا دیکھی آج توں

توں دیکھیگی اس مشورت تے وہی   او دیکھیا ہے جے کچ برہمن صحی

جو پوچھی برہمن کی بات او دورا   سو بولن لگیا اس طریق ان پھرا

سنیا تھا جو یک راج اتم نیک بخت   گھڑی خوب دن خوب ہور خوب وقت

خوشی کا جو دل میں بھیا باؤ خوش   منگیا کرنے فرزند کا بھیاؤ خوش

سو ایسیچ کچ مستعیدی کیا   جو اسمان دیک انگلی کرڑ لیا

کیا خاص ہور عام کوں حکم یوں   جو دیں شہر کوں زیب فردوس جوں

گڑاں ہور کوٹاں کوں سنگار کر   جو دکھلائیں اسمان کے سار کر

بنے بن کے جھاڑاں کے پایاں سمیٹ   کریں زرزری یوں ملمع سوں میٹ

جو دیک اوس جھاڑاں کی جھلکار داٹ   انکھیاں مہر ہور ماہ کی جائیں پھاٹ

دیسے تیوں سب آفاق جم کا جام ۲۳۵ لپایا زمیں کوں سونے سوں تمام

جہاں کا تہاں ساز ایسا کیا   جکوئی شہ نہ دنیاں میں ویسا کیا

گنایا خوشیاں سات جس دن یو کاج   بولا پیشوا کوں کھیایوں کر آج

جتے بحر ہور بر کے ہیں ساکناں   جہاں لگتے یاں ہیں جہاں لگ جناں

مرے گھر کے یکدھرتی جہان ہوئیں   صفا منج تے پاجوں گلستاں ہوئیں

یونا ہو کے سونے میں یکبار آ   دیا ہے دریا منجکوں دیدار آ

اوسے بھی بلانا کرہے دل منے   کر اس بات کی فکر اس تل منے

توجہ سوں دل کی سن اس بات کوں   دیا پیشوا جاب اس دھات سوں

کہ اس دور میں اے شہ کامگار   توں اوپے بدل ہے سخی نامدار

جو تیری سخاوت انگے لیا نہ تاب   پگل زہرہ سمدور کا ہووے آب

عجب کچ بزرگی ہے تج شان میں ۲۳۶۰ بھگاتے ملائک تج اسمان میں

گر اس میہمانی منے توں بولائے   دریا سیس سوں چل ترے گھر کوں آئے

بزاں برہمن ایک دانا گنبھیر   جو تھا اوس بلا شہ کھیا اسکے دھیر

کہ دریا کوں جا یو لو میرا سلام   کرم کر کے آوو کہ میرے مقام

کہ کرتا ہوں فرزند کا کار خیر   نیرٹے سے نہ یو کام اپ آوے بغیر

جنا ورہیں اقسام ایس میں جتے   بھلا جو لے سنگات آوے وتے

کہ دیتا ہوں فرصت تجے تین دن   توں اس تین دن میں اُسے لیائے بن

بنا میزبانی یو کر سوں نہ میں   کریگا درنگ تو گذر سوں نہ میں

یکایک جو ایسی مہم آ کھڑی   کمر بیس جا فکر تے اس گھڑی

اڑے فاختے برہمن کے تمام   گیا شہ کنے تے جو اپنے مقام

کھیا آپنے محرماں کوں کہ آج ۲۲۷۰ عجب کام فرمائیا منجکوں راج
بیوی

کیا ہے دریا پر منجے نامرد بلا آج لیانے میرا کیا ہے حد
مقدور

یو کیا دل میں لیا یا ہے فکر سے محال کیا کانتے پیدا یو باطل خیال
کہاں سے

یکائیک دریا چل کر آوے بیچ کیوں جو آوے زمیں تاب لیاوے بیچ کیوں
آویگا کس طرح

رہے کیوں یو عالم نہ پانی میں ڈوب مرے عقل کوں یو لگی کچ نہ خوب

کدھر کا یو جھنج یو کدھر کا کچاٹ دریایاں تے ہے ایک جہینے کی باٹ
جھگڑا راہ

کیا شرط دن تین کے جانوں کیوں اوسے تین دن میں بلا لیاؤں کیوں

مرے ہات تے تو نہ ہوسے یو کام کہ یو کام دستا غلط منج تمام
سے ہوگا

مگر منج جواں مارنے کے بدل اندیشیا ہے راج یو اندیشا کبل
جان سے لئے سوچا راجا یہ فکر سخت

جوں اس دھات سوں کہہ لیا برہمن دریا کوں دیا یو خبر جایون
طرح ہوا

سو درحال اسکا پچھان اضطراب ۲۲۸۰ کھیا مہربان ہو دریا اس کے باب
اسی وقت بارے میں

مہم اسکی سر آئی تو سے کبل نہ کی جائے اسکا جیا منج بدل
سخت کہیں جان میرے لئے

بجد ہو دریا بعد ازاں بے درنگ بولا ایک نہنگ کوں کھیا اے نہنگ
مضر فوراً مگرمچھ

کہ راج اپنے گھر کاج کرا بتدا فلانے برہمن کے ہات استدا
تقریب استدعا

دیا بھیج منج تئیں سو وو آنہ سک پڑیا ہے تحیر کے پھاندے میں ٹھک
لئے فکر جال

بھلا جو توں اوس برہمن پاس جائے — دے تقوی اُسے یاں تلک لیکر آئے
(ہمت)

او آوے تو ل اوسکے سنگات ویں — گھر اوس راج کے جاؤنگا آج ہیں

سن اس بات کوں بول اوٹھیا او نھنگ — کہ جانے بدل ہیں تو آسوں نہ تنگ
(کیلئے — اوُنگا)

ولیکن مہابت ہے میرا بڑا — نہو سے بشر کوئی مرے موں کھڑا
(خوف — نہو سکے — آگے)

جکوئی منجکوں دیکھیگا ہوگا ہلاک — کہ عالم کوں میرا بڑا کچ ہے دھاک
(خوف)

جو پانی میں تے جانوں ہیں بھار کوں — ۲۳۹۰ زمیں تا سے نا مرے بھار کوں
(باہر — برداشت لا سکے — بار - بوجھ)

اگر پوچھتا ہے منج اسکا علاج — تو فرما توں یو کام مچھلی کوں آج
(مجھ سے — یہ)

جو مچھلی کدھن رخ کر یو کام جوں — او فرمایا سو اٹھی بول یوں
(کی طرف)

کہ خارج تو نیں میں ہوں تج بات تے — ولیکن نہو سے مرے ہات تے
(نہو سکے)

جدا ہونوں ہیں جس گھڑی نیر تے — رہی کر منجے جان تدبیر تے
(پانی)

جو مچھلی تے دریا سنیا یو کلام — کھیا جس کوں فرماؤنتا ہوں یو کام
(کہا — جس کسی کو کہتا ہوں)

تو لیتی اہیں عذر سوں کھینچ یوں — دریا ہو دھروں جا پڑا ہمال کیوں
(ہیں)

مبادا سینا پھوٹ برہمن مرے — او ایکار رہ جاوے سر پر مرے
(احسان)

ضرور اب ہوا جو اپے جانوں ہیں — جزا ترت اس کام تے پانوں ہیں
(خود آپ — جلد)

سو درحال صورت لے انسان کی — پکڑ باٹ یکیلا جو احسان کی
(اسی وقت — راہ)

چلیا اس بچارے برہمن کے گھر ۲۴۰۰ دیا مار دستک لوسے یوں خبر
میں او شخص ہوں آج اے کدخدا جو لیا یا ہے توں منج بدل استدا
دعوت۔ استدعا
نظر بیقراری اپر دھر ترے اپی ہو چل آیا ہوں میں گھر ترے
دیکھیا جوں برہمن اوسے کھول آنکھ کدورت سب اسکا گیا پھانک پھانک
چڑیا دیک اقبال کا ہات پل زمیں ہو کر اوسکے پڑیا پاؤں تل
موقع
کھیا تب کہ بچلا دریا ہوئے توں دریا کیا کہوں تج ہے بھی کوئی نوں
حقیقی
جو کچ شرط احسان کا تھا تمام بجا لائیا توں کیا طرفہ کام
اگر جیو ہوتے منجے سو ہزار توسٹتا ترے لطف پر وار وار
جان پھینکتا تصدق کر
چلیا بعد ازاں مل کے اوس راج کن انگے جا اول اپنے سر تاج کن
پاس
کیا جوں او تسلیم سو دیک ویں کھیا اوس بلا لیکر آیا کی نئیں
کیوں
برہمن کیا تب کہ اے راج توں ۲۴۱۰ کیا تھا مدت تین دن منج سوں
دو دن میچ اوسے استدا انیڑا لے آیا ہوں دروازمیں ہے کھڑا
کہا استدعا پہنچا در دربار
سنگاتیچ اوراج جوں پھول کھل اپے سامنے جا کو دریا سوں مل
ادک عذر خواہی سیتی پیش آ کھیا منج توں شرمندا اپنا کیا
سے
بہوت بیگ آنکھوں اپنا کہہ جان کیا آج سنتوس میرا پران
جلد خوش دل

سن اپے بات دریا اٹھیا بول تب — کہ آیا اپتا بیگ میں اس سبب
(یہ — اتنا — جلد)

کہ میری درنگ پر تے بہمن یہاں — مبادا گرفتار ہوئے ناگہاں
(دیر — برہمن)

ولیکن ہے شرمندگی بے حساب — کہ آیا ہوں میں ہاتھ خالی شتاب

بہر حال خوشحال کر راج کوں — نہایت کوں اپڑا کر اس کاج کوں
(اختتام — پہنچا — کام)

رضا لے دریا پھیر جوں گھر گیا — یو اوصاف ترجگ منے پھر گیا
(تینوں جہاں میں)

کتک دیں بعد از او دریا گنبھیر ۲۴۲۰ — دریائی کتیک جنس کے بے نظیر
(دن — کتنے ہی قسم)

جواہر ہتی ہور ترنگ بے شمار — قماشاں رنگا رنگ نادر اپار
(گھوڑے — بکمال)

ہزاراں جہازاں میں بہر ساج سوں — دیا بھیج اس دھات اس راج کوں

جو بھُیں اس سنگینی تے لیا وے نہ تاب — کہ تحفیاں کوں اوسکے نہ تھا کچ حساب
(زمین)

جوں اوس راج کوں سب پڑیا او نظر — دیا بھیج ویں اوس برہمن کے گھر

دیک اوس شہ کی ہمت کوں حیرتے بریا — کھیا بعد ازاں آفریں آفریں

کہ جس راج میانے یو ہمت اچھے — دریا کیوں نہ چل اس کن آوے سچے
(میں — ہو — کے پاس — صحیح)

گرا ے موہنی توں ہے بدونت نار — ہے ایماں تیرا اگر برقرار
(عقلمند عورت)

برہمن کی جوں مشورت آئی کام — مری مشورت کوں بھی توں وونچ فام
(اسی طرح)

سنی توں تو امرت بھرے ہیں یو — گم اوس پیو سوں جا وقت ہی عین یو
(آبحیات — باتیں — گشت کر — عاشق کے ساتھ — اچھا)

گیا جوں دریا چل کو اوس راج گھر ۲۴۳۰ توں جاوؤں بنچ اوس یار کے آج گھر

منگے تیوں ترا جیو کرا وسیو ناز　خوشی کرم سوں اپ کرا اوس سرفراز

کیا جوش دیک شوق دریا کے سار　منگی جاوؤں نے یار کے جو دیار

دیا صبح کا مرغ وہیں بانگ اوٹ　پھر اوسکے اہس کے گئے پانوں توٹ

غطا غم کے دریا منے سر تے مار　نہ جا سک رہی بے قرار اپنے ٹھار

غواصی اتم رین کالی دراز　یقین جان ہے حسن عاشق نواز

رین تو ہے دیس روشن صحی　ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہجدہم

ترکمان خورشید کا بے نظیر　گیا جال مغرب کے جوں ملک دھیر

رین کے ہندستان کا راج چاند　جوں آیا نکل صف ستاریاں کی باند

پھر اونار مجنوں کیر ہے شکل سات　دے اپس نیٹ بے قراری کے ہات

کہی آکو رانویں کوں اے ہوشمند ۲۴۴۰ شکنجا کیا منج برہ کا کمند

اگرچہ مرا عقل جوں ہے چراغ　ولے اس تے ہوں ہر گھڑی داغ داغ

کہ جب عشق کا باؤ اس پر بہے	ہلا اوس بجھاوے بغرنا رہے
کروں فکر کیا ہیں کہ مطلق اڑی	کہ دل کوں مرنے نہیں قرار ایک گھڑی
گذرتا ہے غم منج پو جیتیچ یوں	نجانوں موے پر مرا بھاگ کیوں
رہے ناجنو سر چڑے باج منج	خدا تائیں لیا ہوش ہیں آج منج
سمج خوب دانواں سب اسکا خیال	کھیا یوں کہ اے ہن بدیع الجمال
ترا یار سیف الملک سیار آج	ہے بے تاب دے جاکے دیدار آج
نہ کر غم کی شادی ہے تج رات آج	نکوفال خالص و مخلص کے دھات
مگر صدق سوں باندنا لاج توں	کر اوس یار کی بندگی آج توں
نکوفال[1] خالص و مخلص کی جیوں	۲۴۵۔ سنی بات سو بول اوٹھی پھر کویوں
کہ او کون تھے سو منجے کھول بول	سو کہنے لگیا اوس سہیلی سوں کھول
سنیا ہوں جو یک شاہزادا دکھی	نپٹ گردش چرخ سے ہو دوکھی
لے دل ہور جیو بھائی بنداں تے توڑ	چلیا آپنا شہر ہور ملک چھوڑ
سو یک دیس جنگل منے یک فقیر	خدا باج نا کوئی اوسے دستگیر
یکیلا کھڑا رقص کرتا ہے خوش	ایس میں اپن ذوق دھرتا ہے خوش

[1] یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

لگیا شاہزادے کے دل کوں عجب ۔۔۔ سو نزدیک جا اوس سوں موں کھول تب

کھیا اے فقیر اس بیاباں میں ۔۔۔ خوشی آئی ہی کیا تئے گیان میں

جو کرتا ہے توں رقص اس دھات سوں ۔۔۔ سبب کیا ہے کہنا منج یو بات سوں

سو یوں بول اوٹھیا او کہ منج ذوالجلال ۔۔۔ کیا ہے عنایت عجب ایک فال

یکا ئیک اس ٹھار خوشحال ہو ۔۲۴۶۰ بشارت دیا اس وضا فال او

کہ منج ہات یک لبست نادر بڑی ۔۔۔ چڑھیگی ترت غیب تے اس گھڑی

سو رقص اس خوشی سات کرتا ہوں میں ۔۔۔ عجب اس گھڑی ذوق دھرتا ہوں میں

او شہزادا سن بات اس دھات کی ۔۔۔ دیا کاڑ انگوٹی اپن ہات کی

کھیا دے منج او فال دھر منج پو پیار ۔۔۔ مرے پاس اچھن دے ترا یادگار

انگوٹی چڑی ہات دیک او فقیر ۔۔۔ خوشی کا دریا کر لے سارا سریر

دیا شاہزادے کوں او فال کاڑ ۔۔۔ سٹیا فکر کا دل پوتے بال کاڑ

رضا لے او شہزادا واں تے نکل ۔۔۔ گیا جوں اگے ہو کتیک دور چل

سو یک نار محبوب جیسے پری ۔۔۔ یکا ئیک آسا منے ہو کھڑی

کہی ناؤں میرا سو ہی نیک فال ۔۔۔ اگر لے چلیگا منج اپنے دنبال

تو خدمت کرونگی کمر باندمیں ۔۲۴۷۰ ستارا ہو ر ہونگی مل اے چاند میں

تو کئیں اس سفر میں ہوئے تیوں دکھی — رکھونگی تجے پھول تے بی سکی
کھیا ہے اگر یو نچ تیری خوشی — تو اس بات ہے منج گنیصیری خوشی
جو لے اوس وہاں تے چلیا پیشتر — سو یک ٹھار پانی کی جاگا اوتر
نچھا دیکھتا ہے جو اوس ٹھار پر — گرفتار میڈک کوں یک سانپ کر
پکڑ موں میں دیتا ہے آزار زور — بچارا او میڈک او چایا ہے شور
کھیا شاہزادا کی مظلوم ہو — مگر منج تے منگتا اہے داد یو
بھلا جو میں اسکے یو موں تے چھڑاؤں — نظر منج پڑیا ہے سو اسکوں بچاؤں
بہر حال اوس سانپ کوں جم دیا — پکاریا سو اوس تے او میڈک چھٹا
چھپا جا کو در حال پانی بھیتر — ولے سانپ اوسی ٹھار تھانبیٹ کر
تب او شاہزادا کھیا گرچہ میں — ۲۴۸۰ چھوڑایا تو تحقیق میڈک کے تئیں
ولیکن او چارا چ تھا سانپ کا — چھٹیا دیک او واں کھڑا ہی بھکا
کیا میں نہ اس ٹھار کچ خوب کام — بزاں اوس بھکے سانپ کی بھوک فام کر
وہیں کاٹ ہیرا اپن انگ کا — انگے سانپ کے میل دیا لیجا
او ہیرا لے موں تے او چا ویں اونے — چلیا ذوق سوں اپنی سانپن کنے
او سانپن لذت اوسکے ہیرے کی چاک — کہی کاں تے لیایا توں آج یو خوراک

عجب کچ سواد اسمیں پائی ہوں ہیں ۔ حقیقت کھیا کھول اوسانپ ویں

سو حیران ہو تب اوسانپن کہی ۔ بشر کال تو ہے ہمارا صحی

جہاں نے تج اوپر نظر گھال وو ۔ کیا ہوڑے ایکار او کال ہو

تو ہرگز کھیا جائے نا کال اوسے ۔ بھلا جو کرے تو بھی خوشحال اوسے

اوسی کی موافق کی بات اک منجے ۔ ۲۴۹۰ جو ہے یاد کہتی ہوں سن او تجے

سونی ہوں جو یک روز موسیٰ نبی ۔ جو اپنا کلیم اوس کھیا ہے ربی

جو بیٹھیا ہوتے جوں تخت اوپر ۔ اگنگے آ کبوتر یک اوس وقت اوپر

کھیا اے خدا کے نبی منج سنبھال ۔ کہ ظالم مرے یک لگیا ہے دنبال

اپڑ آج توں میری فریاد کوں ۔ کہ ہے داد یک دے مرا داد توں

ویں ایسے منے بیٹ لگ ایک باز ۔ کھیا اے نبی جو ہے توں کارساز

بھوکا آج ہوں میں کبوتر کے پئے ۔ لگیا سو چھپیا آ ترے پاس وے

دے منجکوں جو بھوک استے اپنی گنواؤں ۔ جما کر لے خاطر کوں ٹک امن پاؤں

سو اس وقت موسیٰ علیہ الصلوات ۔ کبوتر کوں اپڑا نہ دے اوسکے ہات

منگے جو دیوں اوس کبوتر کے بھار ۔ اپن انگ کا گوشت کاڑ ایک بار

پکڑ ہات درحال او بازویں ۔ ۲۵۰۰ کھیا اے کلیم خدا محض ہیں

ہوں میکال ہیں ان سوے جبرئیل — کرن امتحاں تجکوں رب الجلیل

دیا بھیج ہمنا سو تج پاس آئے — خلاصا ترے رحم کا خوب پائے

فتوت میں نیں کوئی تج سار کا — سچا لاڈلا توں ہے کرتار کا

سنیا سانپ جوں یو حکایت تمام — کھیا اپنی سانپن کوں اے نیک نام

کہ ہے میری گردن پو واجب ایتال — جو ہوو اُسوں جا مصاحب ایتال

کروں او سکے حق کوں جو اُپکار ہیں — اتار اپنے سر تے لیوں بھار ہیں

کہ اس دھات درحال صورت پھرا — لیا روپ ایک روپ آدم کیرا

نکل گھر تے آ شاہزادے کنے — زباں کھول او ٹھیا بول کریوں اونے

کہ[1] اے جاں خالص مرا نام ہے — وفا تج سوں کرنا مرا کام ہے

لیویگا توں خدمت اگر منج ہات — اچھونگا لنک دیس ل تج سنگات ۲۵۱۰

کھیا شاہزادا تب اے نیک رائے — ترے دل کوں بھایا سو منج دل کوں بھائے

مل اس سات واں تے جو لنگے ہوا — کیا منزل یک ٹھار دیک خوش ہوا

او میڈوک اوس سانپ کے موتے باچ — جو رحمت تے تھا گھر میں دن چار پانچ

ہوا اوس جراحت تے جوں و اُبلا — کھیا اپنی جورو کوں نزدیک بلا

---

[1] نسخۂ (الف) میں یہ مصرع ناموزوں لکھا گیا ہے۔

کہ شرمندا ہوں بہت اوس جان کا ۔ ہے تج پر سنگین اوسکے احسان کا
کرونگا اوسے جا کچ اپکار میں ۔ کہ اس دھات گھر تے نکل بھار ویں
پھرا اپنی صورت کو انسان ہو ۔ ویں آ شاہزادے کن اس دھات سو
کھیا اے مروت کے دریا گنبھیر ۔ جو روشن ہے سورج تے تیرا ضمیر
مرا ناؤں مخلص ہے تج سات یا ۔ منگوں اس سفر میں مل اچھنے کے تئیں
کھیا شاہزادا ترا اختیار ۲۵۲۰ کہ اس دھات ہی میں بھی تیرا ہوں یار
ان تیں سوں بعد ازاں ان تے مل ۔ گیا یک نگر میانے ہو ایک دل
سو ویں اوس نگر کے شہنشاہ سات ۔ ملیا ہور کیا اس وضا سات بات
کہ میں اوسپاہی ہوں اے شہریار ۔ جو تنہا سٹوں پھوڑ لشکر کے بھار
جو ہر دن ہزار ہون دیوے منجکوں شاہ ۔ تو خدمت کروں شاہ کا چند گاہ
یو جیسا کٹھن کام فرمائیگا ۔ مرے ہات او کام ہو آئیگا
کیا وو نچ او شاہ قبول ایک بار ۔ سو دینے لگیا روز اوسے ہوں ہزار
کتک دن پچھیں او شہنشاہ گنبھیر ۔ یکایک سواری نکل ایک دھیر
چلیا سیر کرتا گنگا کے تھڑی ۔ سو ویں ہات میں تے نکل اوس گھڑی
انگوٹی پڑی جا کو پانی بہت ۔ سکت کس نتھا جو گنگا میں اتر

لیکر آوے دھنڈ اوسکے بہتر ال تے ۲۵۳ رہی دیک تدبیر اس حال تے

بولا تب کھیا شاہزادے کوں شاہ تو کر شرط منجسوں ہوئے چند گاہ

یدی وقت ہے آج اس ٹھار پر انگوٹی میری دیو نا کاڑ کر

کھیا شاہزادا تب اوس شاہ کوں کہ فرصت دے منج آج کا دیس توں

صبا ہر سندسوں کرونگا یو کام گیا پھیر جوں واں تے اپنے مقام

کیا اپنے ہمراہاں سوں بچار سو مخلص کھیا رکھ توں خاطر قرار

کہ یو کام میرا ہے کرتا ہوں میں گیا چل کے نزدیک گنگا کے ویں

پھر اشکل میڈک ہوا اول کے سیا غوطہ مار کاڑیا انگوٹی کوں بھار

دیا شاہزادے کے لیا ہات میں ہو شہزادا خوشحال اس بات میں

انگوٹی لیجا شہ کوں انپڑا ئیا سولک مرحبا شاہ تے پائیا

ہوا دولت اقبال اول تے زیاد ۲۵۴ لگیا زور اسوں شاہ کا اعتقاد

ہور یکبار گذرے دیکھت دن کیتیک لڑیا سانپ اوس شہ کی بیٹی کوں ایک

اوٹھیا غل نگر میں ہوا راز فاش کیے حکمتاں سات لئی کچ تلاش

ہوا کس کے افسوں تے نئیں فدا دیا شاہزادے کوں تب شہ ندا

لگی فکر اس شاہزادے کوں پھیر کھیا خالص انگے ہو تب اوسکے دھیر

نہ کر غم کہ یو کام میرا ہے آج ‏ ‏ رواج اس مہم پہ تے تیرا ہے آج

ولے منجکوں اوس شاہزادی کے پاس ‏ ‏ لیجا اپنے دنبال اے حق شناس

سرا غیر تے واں توں خالی کرا ‏ ‏ دیکھ اوس ٹھار کیا ہے سو حکمت مرا

اوسی دھات وو شاہزادا کیا ‏ ‏ سنگات اپنے خالص کوں ہو خوش لیا

پھرا خالص اوس ٹھار صورت ترت ‏ ‏ ہوا سانپ اول کے نمن او نکوت

موں اوس شاہزادی کے رکھ موں پو وپ ‏ ۲۵۵۰ ‏ لیا کھینچ سب تن میں کی زہر تئیں

سو در حال ہوی شاہزادی ہوشیار ‏ ‏ سلامت ہوں او ٹھ بیٹھی اول کے سار

ہو خوشحال وو بادشہ اوس گھڑی ‏ ‏ گنایا وہیں میزبانی بڑی

پڑا عقد اوس شاہزادی کے تئیں ‏ ‏ کیا شاہزادے کی تسلیم وہیں

نظر جو ہوا اوسے معبود کا ‏ ‏ نکل آئیا سور مقصود کا

چڑیا ہات کل ناگہاں غیب تے ‏ ‏ ملے خوش اوسے ہمرہاں غیب تے

دیا رنج کوں سیس جوں چندگاہ ‏ ‏ سو آخر ہوا شاہزادا سو شاہ

کھیا بعد ازاں نیک فال اوسکے دھیر ‏ ‏ میں وو ہوں جو بھیجیا انتھا تج فقیر

او ٹھیا بول خالص کہ میں ہوں وو مار ‏ ‏ جو ہیڑا توں اپنا دیا تھا او دھار

زباں کھول مخلص کھیا اس طریق ‏ ‏ وو میدک ہوں میں جگ کہ توں ہو شفیق

چھوڑا اوس بلا کے جو موں تے شتاب ۲۵۷۰ پنچایا اتھا منجکوں لے کامیاب

ہمیں تینو دل نیری خدمت لگھال کئے آج لگ چاکری قدر حال
باندہ — حتی المقدور

کیا حاصل اللہ تیرا مراد ہماری دعا سوں سدا رہ توں شاد
یعنی تیری

کر اس دھات سیتی بات لاریب ویں سو در حال تینو ہوئے غیب ویں
اسی وقت

توں اس ہمرہاں کے نمن اے نگار کر اخلاص اوس یار پر آشکار
مانند — مینے توں اوتس اوپر

نہ کر نیند کر او ی خوشی سات جا مبارک ہے تج آج کی رات جا
خراب

وو جانے بدل جیں اوٹھی ساج سوں صبا ہوی سو ویں رہگئی لاج سوں
کے لئے — زیبایش۔ بناؤ سنگار — شرم

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب نوزدہم

جو ہاروت خورشید چھوڑ آسماں کیا غرب کے چاہ بابل میں ٹھاں
معتوب فرشتہ — مقام

چندا سامری شرق کے گھر تے بھار ۲۵۸۰ نکل آئیا دیکھ پھر او نگار
چاند جادوگر — باہر

تفکر سیتی آئی رانو یں سکنے کہی آج یوں ہے مرے دل منے

جو تج سوں صریحاً کروں جنگ میں ۔۔۔ دیوں چھوڑ پورا تیرا سنگ میں

کہ جس رات آتی ہوں اوس رات توں ۔۔۔ تغافل میں بھاتا مری بات کوں

رین ٹالتا نت حکایاں سندگات ۔۔۔ مگر دند دھرتا ہے کچھ منج سات

کتا ہے جو ہر کیوں ملیگا اویار ۔۔۔ ولے منجکوں لگتا نہیں اعتبار

سن یو بات رانواں کھیا تب اوسے ۔۔۔ کہ اے موہنی یو پریت ہر کسے

دئے ہیں ازل تے تفاوت سوں بانٹ ۔۔۔ بجا اس رضا توں نہ شہرت کی گھانٹ

کہ توں ہے اپے مرد کی عورت آج ۔۔۔ یو بے قید یاتاں نہیں تجکوں ساج

جو ہوتی توں مجنوں نمن آپستا ۔۔۔ تو میں کچھ نصیحت تجے ناکتا

کہ چوری چھوپی کا ہے نیرا پریت ۔ ۲۵۸۰ ۔ منجے ڈر ہے یو جو سونے کوئی منت

ترا کام کچ توں کیتی کوچ ہور ۔۔۔ تج اس ٹھار کچ کام آوے نہ زور

جو منج چھوڑ بھی کس کیے راز توں ۔۔۔ تو ہوتی تروت یار سے واز توں

تیرا عشق مج دھرتے پکڑیا ہے زور ۔۔۔ نہیں تو کہاں کا اپتا تج میں شور

اگر یار سوں ہونے منگتی ہے ایک ۔۔۔ قضا کے اوپر بھی نظر کر ٹکیک

کہ موقوف ہے وقت پر کام یو ۔۔۔ صبا ہونہارا ہے جا شام یو

توں تحقیق جان اے سہیلی دراصل ۔۔۔ نہیں ہے کسی کوں بغیر برہ وصل

منگوں ہیں جے ہم دوست تج ہات آئے ترا مرد تج ہات تے بی نہ جائے

کہ بابل کے راجے کی بیٹی نمن توں کام آپنا کرلے اے گلبدن

جو اے بات سن پھر لگی پوچھنے سو بولن لگیا کھول کر پھر اونے

سنیا تھا جو یک نور سید اجواں ۲۵۹ انتھا اوسکی صورت پو حیراں بھاں

مسلم انتھا حسن میں بے بدل سو اپنے نگر تے یکیلا نکل

کیا شہر بابل منے جا مقام ہوا شاد دیک خلق واں کا تمام

سو پھولاں کے ہنگام میں ایک دن گیا سیر کوں باغ شاہی میں اون

یکائیک بابل کے راجا کی جائی اوسی باغ میں سیر کرنے کوں آئی

نظر اوسکی اوس جواں پر جوں پڑی لگا جیو عاشق ہوئی اوسگھڑی

جو دیکھا او جواں اوس گل اندام کوں دیوانا ہو کھویا وہاں فام کوں

جب اونار گھر آئی اوس سیر تے چھپیا دل میں اس عشق کوں غیر تے

اپس میچ بیتاب ہوتی اچھے انکھیاں میچ انجھواں جھڑتی اچھے

پریشان ہو و بچارا بھار لگیا پھرنے چوندھیر بارے کے سار

نہ اوسکی خبر اوس انپڑتی دسے ۲۶۰ نظر اوسکی اوسپر نہ پڑتی دسے

سمایا عجب آکھڑیا دیک اوجان بزاں لیا لے دیں اپنے دل میں گمان

جو یک ساحرا وس شہر میانے گنبھیر | اتھا سحر کے فن منے بے نظیر

لگیا خدمت اوسکی کرن روز جا | کیا شرمندا اس شترن روز جا

سو یکدن زباں وو خوشی سات کھول | کھیا کیا ہے مقصود تیرا سو بول

تب وو دردمند عشق کے داغ کا | کھیا کھول قصا سب اوس باغ کا

سن اوساحرا وسکا حقیقت تمام | کھیا منج انگے سہل کچ ہے یو کام

جو منگتا چندر سور کوں کوئی سار | تجے آسمان پرتے دیتا اوتار

ملانا تج اوس سوں کتا کام ہے | دو سیتا تری جان توں رام ہے

کہہ اس دھات در حال وو سحر گر | دیا کاڑ یک مہرا کچ سحر کر

کھیا نر ہو یکڑے یو موں میں جنے ۲۶۱۰ | دسے نار ہو ہر کسی کوں اونے

جو ناری ہور کھہ لیوے موں میں اسے | تو ساریاں کی انکھیاں میں نر ہو دسے

اسی سات لے برہمن کا مثال | وو مہرا سو اوس جان کے موں میں گھال

چلیا لیکے بابل کے راجا کے تھاں | کھیا ناؤں میرا ہے اشٹا او دھاں

جو منج ایک بیٹا اتھا نوجواں | گیا ہے نکل کئیں سو میرا پراں

پریشان ہے اس بدل رات دن | اوسی نور دیدے کی عورت ہے ران

ہر پاؤں کوں میرے یو بیٹری کے سار | مہاراج اگر توں دھرے منج یو بیار

رکھاوے حرم کے درونی اسے | تو اُپکار بندے پولئی کچ دسے
فراغت سیتی بعد ازاں ٹھاؤں ٹھاؤں | دھنڈوں ہور فرزند کوں اپنے پاؤں
دو کئے تیو نچ راجا قبول اوسکی بات | دلا راہ خرچی اوسے مہر سات
اوس عورت کے تئیں وہیں وسی تل منے | ۲۶۲۰ حرم میں دیا بھیج بیٹے کنے
جوں اس روپ سیوں جا حرم میں وو جان | دیکھیا اوس سکھی کوں سوں پایا پران
ہوا اوسکے سیوک کوں مشغول یوں | جو سیوا دیا اوسکا کھلے پھول جوں
ولے راز دل کا نہ بھایا بھار وو | دنبال اوسکے پھرتا اچھے چھاؤں ہو
محبت لگیا دو میں اس دھات کا | جو پردا نہ تھا میانے کس بات کا
سو یک دیس پوراچ ہو غمگسار | کہیا یوں کہ اے موہنی گلعذار
لطافت کی ہے ڈال کی پھول توں | ولے جیو تے اچھنی ہے مخمول توں
گلالی تیری گال جو زرد ہے | مگر عشق کا کچ تجے درد ہے
کہ ہے مج خبر عشق کے درد تے | کہ سوسی ہوں میں اپنے مرد تے
کہیگی تیرا راز منجکوں نہ لاج | تو ہر کیوں کرونگی میں اوسکا علاج
محبت کی جو گدگلی اوس چھٹی | ۲۶۳۰ سمایا سو اوس باغ کا بول اوٹھی
پراں اوسکی گفتار تے پا وو جان | کہیا یوں کہ اے ماہ رویاں کی بھان

گر اوس جواں کوں تجکوں دکھلاؤں اپنال　　　تو کیا دان دے منج کریگی نہال
(انعام)

کہی وو تو میری نظر میں بسے　　　اگر توں ہو دکھلائیگی منج ادسے

تو جیتی تلک جیو کہ مانوں تجے　　　سدا نین کی پتلی جانوں تجے
(جان کی طرح — آنکھ)

سو وو جھراموں میں تے ویں بھار کاڑ　　　دکھایا اوسے روپ اول کے سار
(باہر نکال — صورت — مانند)

وو عاشق سہیلی ہو حیران ویں　　　کر اوس روپ پر اپس قربان ویں
(اپنے آپ کو)

کہی منجکوں ذرا نہ امید تھا　　　ولے بول کیا یو ترا بھید تھا
(ذرا — راز)

سون او جواں اوس دھن کے موں تے یو بول　　　سمایا سیر اسر کھیا کھول کھول
(سن — جوان — عورت — منہ — بات — واقعہ تمام)

سو خوش ہو گلستاں کے سار پھل　　　لگے دوئی حظ کرنے راتاں کوںل
(مانند — دونوں)

صبا ہوئی تو جھرا او و موں میں سٹے ۲۶۴۰　　　یکائیک عورت کالے روپ اوٹھے
(صبح — منہ — ڈال — بھیس)

کتک دیس چلیا ذوق سے دغدغا　　　دیا ناگہاں یو فلک جیوں دغا
(دن)

سو یک دیس سر نہاؤنے کوں وو جواں　　　دیکھا بھائی اوس نار کا ایک ٹھاں
(دن — نہانے — عورت — جگہ)

چھپیا آنکھ میں حسن اوس اپ روپ کا　　　سو عاشق ہوا اوسکے ویں روپ کا
(چھپا — خوبصورت — صورت)

دیوانا ہو یکبارگی جیب کھول　　　دیا بھیج یوں دائی کے ہات بول
(زبان — ملازمہ)

کہ منج آج اے حسن کے آفتاب　　　کریگی ترے وصل سوں کامیاب

یو ماتا ہوں تج عشق کے جام کا　　　رہونگا پنکھی ہو ترے دام کا
(مدہوش — پرندہ)

جوں اوسکے پڑی کان میں یو بات | دیا جواب یوں دائی کوں گیان سات
کہ میں آپ عورت ہوں ایک مرد کی | ہوں رنجور اوس ایک کے درد کی
کہ سسرا سو میرا پتیا راج کوں | یہاں رکھ گیا ہے شرم لاج سوں
خیانت کیرے آنکھ سینتی نبجے ۲۶۵۰ | نجھانا تو واجب نہ تھا یوں تجے
سن یو جواب فرزند اوس راج کا | دیا چھوڑ سد کام ہور کاج کا
سو یو راج اوسکا دیوانا ہوا | بلا اوس اوپر وو نجھانا ہوا
جوں اوس راج کوں انپڑی یو خبر | ہو حیران ایس میں اپے سر بسر
کھیا یو تو پر مرد کی نار ہے | کروں کیوں خیانت کہ نرکار ہے
جو کہتا ہوں یو راز کس دھیر کھول | تو میری دیانت پو آتا ہے بول
اگر چپ رہتا ہوں تو کر دلکوں چاک | جگر گوشہ ہوتا ہے میرا ہلاک
پشیمان اس دھات ہو عاقبت | مسلم اوسے عشق دا ٹیا دکھنت
دیا بھیج یوں بول اوس نار کوں | کہ فرزند میرے کوں کر پیار توں
تیرے عشق سیتی ہوا ہے خراب | پکڑ خاطر اسکا کہ ہے تج ثواب
اوٹھیا ہے وو جلنے تے یکبار گی ۲۶۶۰ | کہوں کیا تجے اسکی آوار گی
جوں اس دھات کی بازی اوس آپڑی پیش | فراست سوں تب اپنے من میں اندیش

کھیا میں تو ہوں شرم کس اور کی　　چلے کچھ نہ تدبیریاں زور کی

جو فرصت کتک دن دیوے منجکوں راج　　تو عاشق کا ہر کیوں کرونگی علاج

سنیا فرزند اوس راج کا جوں یو بات　　ہو راضی کیا دل کوں گھٹ صبر سات

بھروسا اودھر دیکر اس دھات سوں　　وہیں دیک پھبتا بل یک رات کوں

لے راجا کی بیٹی کوں وو پختہ کار　　چلیا خوش اونسی سحر گر کے دیار

سو درحال وو سحر گر بے نظیر　　دہی جھرا اوس جان کن تے لے پھیر

سٹیا موں منے اوس سہیلی کے سو　　لگی دسنے سرپا نوں لگ مرد ہو

جو وو رات جا ہوی صبا ناگہاں　　اوٹھیا شہر میں غل جہاں کا تہاں

کہ راجا کی بیٹی ہور او نار جو ۲۶۷۰ امانت تھی یکبار گی آج سو

ہویاں ہیں حرم میں تے دو نوچ غیب　　لگیا آگدھن نئیں سو راجا کوں عیب

کئے ڈھنڈ ڈھنڈ شہر سب تل اوپر　　پڑیا نئیں کسے کھوج ان کا نظر

اگرچہ اوسی شہر میانے وو تھے　　ولے وو نج کر فرق کوئی نا کیتے

بزاں راج دلگیر ہو کہہ لیا　　کہ میرا کیا منج اگے آئیا

اگر میں خیانت پر آتا نہ یوں　　تو رسوائی عالم میں پاتا نہ یوں

کتک دن پچھیں کوں جو وو غلبلا　　ہوا سرد سو پھر وو ساحر بلا

لے اوس جواں کوں سیت باہوں ساج ساٹ   ملیا جا ئیکر تربت اوس راج ساٹ

کہ پہلیں دعا سوں زباں کھول کر   اوٹھا بعد ازاں اس وضا بول کر

جو بیٹا مرا گم ہوا تھا سو پھیر   ملیا تیری دولت سوں اے دستگیر

وو فرزند سو ہے یہی نونہال ۲۶۸۰   وو عورت امانت ہے اوسکی حلال

سعادت بھریا آج کا دن دسے   ملا نا بھلا آج اوسے ہور اسے

جدھاں لگ اچھے چاند ہور آفتاب   مبارک اچھو راج کوں یو صواب

ہوا وائلا جوں وو یو بات بول   زباں راج تب عذر خواہی سوں کھول

کھیا کیفیت دو ہی کا اوسکے دھیر   وو سنتیاچ ویں چاک کرلے سر پر

ستم دھر تری کے اوپر ڈال اپس   دکھایا خلق بیچ بے حال اپس

کھیا میں بھروسا تیرے ست پوکر   گیا اوس تھیں ناییں اس ٹھاؤں دھر

جو توں راج ہو یو خیانت کرے   تو کیوں بے نوا آوے تج آسرے

کھڑیا واقعا آ جوں اس دھارت کا   ہو غمگیں وو راجا اُتم ذات کا

بزرگاں کوں اس کام کے میانے سٹ   اوسے لاک ہوں دے کیا دور جھٹ

چڑے لاک ہوں جوں وو ساحر کے ہات ۲۶۹۰   خوشی آن لے من میں کئی لاک لاک

جو پھر آئیا واں تے اپنے مقام   سو بخشا اوسی جواں کوں وو تمام

کھیا اوس او تم دھن کوں اے گلعذار — مل اوس سات گذران خوش روزگار
عورت — زندگی

نبڑیگا جب یو مال منج پاس آو — لیجا اور بھی مال تے ذوق پاؤ
ختم ہوگا

کہ اس دھات دونوں کو دینا رضا — کہ دونوں کا تھا اس قضا سوں قضا
طرح اجازت — قسمت

جوں وو دو بی مل یک ہوئے اے نگار — ہو توں بی مل اوس یار سوں آج یار
دو — بھی

نہ لا بار اوٹھ بیگ جا دوست پاس — کہ تج نار کے ذوق کا ہے یو طاس
بلند

اوٹھی قصد کر جاؤنے جوں وو دھن — اُجالا ہوا صبح کا چہُ کدھن
عورت — چو طرف

نہ جا سک رہی تلملاتی وہیں — سٹی غم سوں ٹک پھوڑ چھاتی وہیں
ڈال دی کئی غم بہت اپنی

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ۲۷۰۰ ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بستم

جوں آروس کے سار سورج سندر — گیا پیس مغرب کی خرقے بھتر
دلہن مانند — گھس جامے خرگہہ اندر

نکل چاند مشرق سے نوشو نمن — جیوں آیا سو پھر وو برہنی سو دھن
دولہا کی طرح — ہجر مند معشوق

جو نزدیک پنجرے کے جا کر گھڑی — سو رانواں وہیں ہنس بیٹھیا اوس گھڑی

لگیا وو ہنسیا اوسکوں پورا عجب — سو پوچھین لگی اوس ہنسی کا سبب
اوٹھیا بول وویوں کہ اے گلعذار — کہتر آتی وات خوش سیبا کی پہار
اول کا مرا یار ہم جنس ایک — اوڑ اوس نا بیٹھ ہاتا ٹیج اسٹھا دیک
ملیا آئیکر ہور کہیا ایک قصا — تج وو یاد آیا سو آیا ہنسا
سن اسبات کوں ہو گلوگیر جوں — وو پوچھی سو بولن لگیا پھیر یوں
کہیا اس وضا سات منجسوں وو یار — اتم جگ پتی روم کا شہر یار
سو دھرتا اتھا ایک رانواں گنبھیر ۰۷۱ منگیا دل سو یکدن وو شہ بے نظیر
خوشی سات بیں اوسکوں باتاں میں گڑل — کہیا اے پنکھی مج سوں تحقیق بول
کہ توں بہوت شاہاں کے مہاڑیاں اوپر — اوڑیا ہور چرڑیا ہور کیا ہے نظر
کسی راج کے گھر میں بیٹی کی ذات — سہاگن اتم روپ پدمن صفات
کسی ملک میں آج لگ کس گھڑی — تیری آنکھ میانے نظر کئیں پڑی
جو میں عقد میں لیاؤں اپنے اوس آج — او رانواں کہیا تب کہ اے بھوج راج
شہ شام کوں آج بیٹی ہے ایک — جو بنتاب ہوے آفتاب اوسکوں دیک
موافق دسے منج وو تج شاہ کی — ہے تعریف عالم میں اوس ماہ کی
ہم اوس پاس ہے ایک شارو عجب — دھرے یاد قصے ہزاروں عجب

ڈھونڈینگے جو دنیا کے بن میں تمام | تو ملسے نہ کئیں ویسی شیریں کلام
ملیگی

کہ اون ہور ہیں ایک دل ہور شہا ۲۷۲۰ | اچھے مل کے یک باغ میں سالہا

یکایک یو بے مہر ہوا آسماں | جو پاڑیا جدائی ہمن درمیاں
ڈالا ہمارے

سو وو سنبڑی جا وہاں میں یہاں | لکھا تھا سو اینڑیا جہاں کا تہاں
گرفتار ہوئی ہوا

چڑی گرد و محبوب تج شہہ کے ہات | تو ہے آنہاری وو اوسکے سنگات
آنے والی

جو بچھڑیا ہوں میں بھی کتنے برس تے | وو آوے تو شاد اوسکے ہوں درس تے
دیدار

بچن پرتے اوسکے کھلی شہ پر باٹ | سووے دل میں پیدا ہوا چلبلاٹ
بات ظاہر ہوئی راہ بے چینی

نظر اوسکی رکھ وصل کے جام دھیر | رسولاں کتے بھیجنے شام دھیر
پر سفیر کی طرف

کیا مستعد تحفے کئی جنس کے | جو سدھ دیکھ اوڑے جن ہور انس کے
تیار ہوش

مراد آپنا منگ لے اللہ کن | روانا کیا شام کے شاہ کن
کے پاس

مل اوشہ رسولاں سوں اوس راج کے | ہوا راضی لگیا یئے منے کاج کے
تیاری میں کام

کیا یوں مہیا متاع جہاز ۲۷۳۰ | جو سات آسماناں کے بھر کر جہاز
سامان جہیز

پڑیا عقد دھن مال دے بے قیاس | دیا چاند کوں بھیج اوس سور پاس
دولت سورج

جوں اوشاہ اوس ماہ کوں دیکھیا | فراست پورانویں کی تحسین کیا

منگے تیوں ہوا دیک حاصل مراد | لگیا شہ کوں بھو تیج اُسکا سواد
لگیا رانویں کوں پیار کرنے زیاد

کتنک دن گذرے تھیں یوں ایک دن　　کیا شہ کوں طوطی نے یک عرض ان

کہ اے عیش دینے ملک کے شہریار　　اچھو شہریاری تے تم برقرار

وو شارو فراست کی عالی صفات　　جو آئی ہے شاہزادی کے سات

منجے ہور اوسے ایک پنجرے میں گھال　　کرے شاہ اپنے کرم سوں نہال

تو دونوں مل اپنا گمانینگے وقت　　بہوت دن کوں دونوں کے جاگے ہیں بخت

مہربان ہو وو نیچ وو شہریار　　رکھایا ملا دوئی کوں ایک ٹھار

ملے ایک پنجرے منے جوں وو دوئی　۲۷۰　تو کرنے لگے شاد ہو گفتگوئی[1]

ملانے جو منگتا ہے بچھڑیاں کوں رب　　تو اس دھات کرتا ہے پیدا سبب

وو رانواں وو شارو بزاں ایک رات　　وو محبوب وو شد سنے تیوں چ بات

یکیں نر یکیں نار کی دھیر ہو　　زباں کھول کرنے لگے بحث وو

سو شارو دہٹائی ستی اوسگھڑی　　کہی آج ہے نر تے ناری بڑی

وو رانواں سن اے بات منقار کھول　　کھیا نر تے ناری کیوں اگلی ہے بول

سو بولن لگی یوں کہ اے دوست سن　　کتی ہوں تجے کھول کر نر کے گن

سنی ہوں جو کس ملک میں ایک ٹھار　　انچھا ایک تاجر بڑا مال دار

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

جو فرزند تھا ایک اوسے بدخصال — سو کرتا اچھے مال نت پائمال
(نت: ہمیشہ)

جہالت ستی چھوڑ گھر ہور دار — کمینیاں سوں مل روز کھیلے قمار
(کمینیاں: بُرے لڑکیاں — قمار: بُرا شکار)

دیکھت باپ ڈھنگ اوسکے دلگیر ہو — سو پر شہر ہیں جاکے یک دھیر ہو ۲۷۵۰
(ڈھنگ: افعال)

این سار کا ایک تجار دیک — مل اوس سات سمدھی ہوا کیں کو ایک

منگیا او سکی بیٹی اوس اوگن بدل — کیا بھیاؤ سو گئے کتنک دن نکل
(اوگن بدل: بدخصال کے لئے — اسکی: اپنی طرح — بھیاؤ: بیاہ)

دوسرا براں دے ادک بست بھاؤ — کھیا دو نو مل آپنے شہر جاؤ
(ادک: بہت — بست: سامان)

جو عورت کوں لے واں تے نکلیا ہیں — اُتر باٹ ہیں ایک جا گا کہیں
(باٹ: راہ)

یکائیک سب دست کر بست بھاؤ — ہوا بائیں ہیں سٹ دے عورت کوں باؤ
(بست بھاؤ: سامان وغیرہ — بائیں: کنوئیں — سٹ: ڈال — باؤ: ہوا)

بچاری وو عورت جو تھی بیگناہ — خدا باج اوسے کوئی نہ تھا واں پناہ
(باج: بغیر)

نکل بھار دقت سوں اوس بائیں تے — یکیلی بچھڑ آپنے سائیں تے
(بائیں: کنوئیں — سائیں: مرد)

نہ کچ سد اسی کو بھی ہور کو ستی — جفا باٹ ہور گھاٹ کا سوستی
(سد: ہوش — کوستی: برا بھلا کہتی — باٹ: راہ — سوستی: سہتی)

کتک دن بچھیں کوں جو آئی گھر آپ — ہو حیراں پوچھے اوسے مائی باپ
(آپ: اپنے)

تو بولی کہ چوراں ننگا باٹ ہیں — یکیلی منجے چھوڑ دے گھاٹ ہیں ۲۷۶۰
(باٹ: راہ)

چلے مرد کوں لیکے دھن مال سوں — نہ رہ سک ہیں آئی ہوں اس حال سوں

ستمگار وو باٹ پاڑو موے — نجانوں مرے مرد کوں کیا کیے
(باٹ پاڑو: رہزن بدمعاش)

رکھ اپنی وفا پر نظر وو سکی   جفا مرد کا ڈھانپ کرویں رکھی
جو وو بکبیٹر بیچ کھا مال او   دلدّر کوں لے سات پا مال ہو
(سنگدل) (افلاس) (بدحال)
نہ کئیں پیٹ بھر چھوڑ دے دہر کوں   پھر آیا وو شسرے کیرے شہر کوں
پریاں کا جو روضہ اتھا ایک ٹھار   سو یکدن زیارت کوں گئی تھی وو نار
قضا را اوسی ٹھار پر آمقام   کیا تھا بھوکا ہور پیاسا وو خام
(بیوقوف)
پچھانی اپن مرد کا ان نشاں   ولے اوں تو موئی کر کیا تھا گماں
(مرگئی)
جو دیکھا وو ناگاہ جیتی اوسے   بکا ئیک آ عجز سیتی اوسے
کیا عذر خواہی پڑیا پانوں پر ۲۷۷ وو ستونت مشفق ہو اوس ٹھاؤں پر
(نیک دل)
چلی آپنے گھر کوں لے ویں دنبال   بہر حال سُسرا دیکیا سکا وو حال
(ساتھ)
مہربان ہو پھر نہال اوس کیا   سو بیٹی کے موں تے بہوت کچ دیا
(کی خاطر سے)
کتک دیس آسودہ رکھ گھر منے   روانا کیا جو ٹنس کوں اونے
(دن) (زن و شوہر)
اوسی دھات وو اولکھن پھیر کر   اوسی بائیں کے جا کنارے اوتر
(طرح) (اوباش) (کنوئیں)
ہوا[1] اپنے میں پھر اوسکے آزار کے   نیٹ جو پر اوٹھ اوس وفادار کے
(بالکل جان)
گلا کاٹ اوس بائیں بھتر ال ڈال   نہ دکھلا کسے موں اوڑیا لے وو مال
(چاہ) (اندر)

---

[1] یہ اور اسکے بعد کا شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔

دنیا کی طمع کے اوپر رکھ نظر　　خدا کا سٹپیا دھوئیکر دل تے ڈر
(پھینکا)

گئی بھول ہو وو تو جنت منے　　رھیا ناک لگ ڈب یو لعنت منے
(تا بہ گلو)

بوریاں تے یہی پائمالی دسے　　دنیا نیک مرداں تے خالی دسے
(بروتی)

کہی جوں حکایت یو سٹار و تمام ۔۲۷۸ او بھٹیا بول رانواں وو شیریں کلام

کہ اے توں جو دو کی بھلائی برائی　　کہی کھول کر سو مری خاطر آئی

مجے بھی ہے یاد یک قصا اسکے تول　　کتا ہوں سن اے گن بھری تج سوں کھول
(جوڑ کا)

سنیا تھا سمرقند میں ایک ٹھانوں　　اتھا تاجر یک کوئی بہزاد نانوں

اوسے عورت ایک خوب مقبول تھی　　مگر ناز کی بن کی او پھول تھی
(نزاکت کے چمن)

یکیٹ چھوڑ اوسے گھر گیا وو سفر　　نہ رہ سک حیا سوں وو چنچل سندر

لگا عشقبازی میں یک جوان سوں　　گھر اوسکے لگی جانے ہر شام کوں

صبا لگ مل اوس سات آنند کر　　جھنجکیچ ہوتے اپچے اپنے گھر
(عیش)　　(یعنی صبح)

بسر مرد کوں اپنے او نیک ذات　　سو شرم آپنا دی تھی اسکیچ ہات
(یعنی بھول پرائے مرد کوں جو)

کتک دن پچھیں کوں جو بہزاد پھیر　　سفر تے خوشی سات آیا مندھیر
(اپنے گھر)

لگیا سخت عورت کے دل کوں برا ۔۲۷۹ سو ایمان بدلا دل اوس تے پھرا

سینے تے دریا فسق کی جوش کی　　سو دار و اوسے دیکو بیہوش کی

چلی آپ اوس یار کے گھر کدھن | سو ایسے میں یک چور چوری کرن

اوس کے گھر آ دیکھیا جوں یو حال | لگیا پیٹ اوسکے چلیا ویں دنبال

جو کاں لگ یو جاتی ہے کرتی ہے کیا | نکل گھر تے مقصود دھیرتی ہے کیا

سو مطلق بسر جا کے چوری کے کام | تماشا لگیا دیکھنے لئی تمام

بری گھر ہیں اون بیں اوس یار کے | لگی گل نزک بیں اوس یار کے

دیں ایسے میں کتوال یاں پا خبر | سو دونوں کوں تنکڑے اوسی گھر بھتر

جو عورت مسلم لگی کیلکیاں | دئے چھوڑ ہو اوس اوپر مہرباں

پکڑ مرد کے تئیں گرفتار کر | چڑائے لیجا ٹھیلتے دار پر

جوں اوس نار کوں پھر لگی چٹ پٹی ...۲۸۰ | پھری باٹ میں تے ہو جلتی بھٹی

کھڑی جا نڈر یار کی دار پاس | اٹھی بول اس دھات سیتی بھر اُساس

کہ اے جیو کے جیون توں میرے بدل | لیا یو بلا آپنے سر کبل

ہے آخر ترا وقت دکھلا او مکھ | میرے ہونٹ لے اپنے ہونٹاں میں ٹک

جو ہوبی تھنڈا مج سینے کا جلاٹ | رکھی مون یو مون جس نزک جا وو داٹ

غصے سوں لیا ناک ویں اوسکی توڑ | دے جیو کھینچ دانتاں میں پکڑیا نہ چھوڑ

پھری واں تے ہو اون دردناک ویں | موں میں رکھی اوسکی وو ناک ویں

گنوا ناک اوسٹھار جوں گھر کوں آئی — اندیشی بد اندیش ہو پھر برائی

سو بہزاد کے جا بچھانے میں لیٹ — لیتی اوسکے کپڑیاں میں اپسیں لپیٹ

چھوری تیز اوسکے رکھی ہات میں — کیتی غلبلا ویلا اوسی سات میں

کہ بہزاد بدمست ہو ناک کاٹ ۲۸۱۰ میری زندگانی کیا بارا باٹ

رین جا صبا ہوی راسیک راس — چلے لیکے دونوں کوں حاکم کے پاس

دیکھت وقت بہزاد پر گھال کا — جو وو چور تھا شاہد اس حال کا

کھیا آ کے حاکم سوں سب کھول کر — کنارے کھڑا جوں ہوا بول کر

زبان کھول تب او عدالت شعار — کھیا کیوں کروں میں یو بات اعتبار

پھر او چور اوٹھیا بول ناجا تجھے — گر اوسکے بچھانے پو وو ناک اچھے

تو بہزاد کاٹیا ہے کر جان توں — مرا بول سب جھوٹ کر مان توں

گر اوس شخص کے موں میں او ناک ہے — تو بہزاد کوں جان تو پاک ہے

کئے ونار کن جا کو جوں وو صحیح — اتھی ناک اوسکیچ موں میں صریح

سن اے قصا گم ہور ہے عام خاص — بچارا وو بہزاد ہوا تب خلاص

وو رانواں کیا ختم جوں یو کلام ۲۸۲۰ سو شنارو کی خاطر کوں آیا تمام

صحی جان اے نارگن گیان کی — کہ ہے مختلف طبع انسان کی

جہاں میں جہاں دیکھتا ہوں تو آج | تو یکد صات سبکا نہیں ہے مزاج

برے بھی ہیں دنیا میں ہور ہیں بھلے | انن دوئی بغیر بھی دنیا نا چلے

کہ جاں نور ہے وانچ ظلمات ہے | جہاں دن ہے تحقیق واں رات ہے

مدار اس جہاں کا ہے اس دھات سوں | کسی کوں نہیں جنگ اس بات سوں

جکوئی آفرینش منے خوب ہے | یقیں جان وو سبکوں محبوب ہے

کرے سعی جس کام کوں خوب ہو | تو مقصود کوں اپڑے کیوں نہ وو
حاصل کرے

گر اوس یار کی ہے تو خواہاں بڑی | تو جا ترت فرصت ہے تج اس گھڑی

مروت رکھ اوس خویش سوں خوب آج | تو طالب وو تیرا ہے مطلوب آج

خوشی ناخوشی سات جوں اونگار ۲۸۳۰ | قدم بھار دھرنے کوں ہوی اختیار
باہر

سو پاپی اوٹھیا مرغ دے بانگ دیں | پھبیا پل نہ اوس کا ڑلے آنگ دیں
موقع نہ ملا

لئی جال سب تن کو جیوں برق بھیر | تفکر کے دریا میں ہوئی غرق بھیر
جلا

غواصی اتم رین کالی دراز | یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی | ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست ویکم

جوزاہد سورج پاک روشن ضمیر — ہوا جا کے مغرب طرف گوشہ گیر

صفا سات صوفی چندا رات کا — کرن سیر نکلیا سمٰوات کا

شو[1] برہے جلی او دلارام پھیر — انکھیاں لال کر آئی رانویں کے دھیر

کہی اے جو پنجرے میں خوشحال توں — مرے غم تے بیٹھیا ہے نروال توں

جلوں ہیں تو ہر دیس اٹے جوں اجیت — گلوں رات کوں چاند کے سار نت

بھوکی ہوؤں تو کھانوں غم بے شمار ۲۸۴۰ — لگے پیاس تو پیئوں انجھواں کی دھار

جو ہووے ہوس راگ پر جب گھڑے — تو نالے سنوں دل کے بے سد بڑے

بدل[2] سیر کے جو کروں باد باغ — دسے پھول ہو مجکوں سینے کے داغ

مرا حال اس دھات ہے سو تو یوں — ہے فارغ کروں تج پو غصا نہ کیوں

بھلا جو کرے آج توں کچ علاج — کہ کونڈ پاہے پوراچ برہا منج آج

---

[1] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

[2] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

سن یو بات رانواں کھیا جیب کھول — منجے اے موہنی توں تواے بات بول

جو غافل اچھوں تج دل آرام تے — تری فکر تے ہور ترے کام تے

یتے دن میں جو آج لگ سبر رین — تیرے تائیں دیوے کر اپنے نین

حکایت شرائط ہور آداب کے — کیتا ہوں انگے تج سوں جہتاب کے

سبب یہہ جو کر دل میں تیرے اثر — ہر ایک کام آوے تجے بیشتر

مگر سب وہ لگتے ہی کڑوے تجے — ۲۸۵۰ کہ آخر کوں دستا اہے یوں مجے

جو اس عشق کوں رکھ نہ سکے دیر تول — ترت ہوئیگی یار تے سیر توں

یکائیک یو کام چھوڑ ایکبار — کریگی تو کچھ کام ہور اختیار

کہ جیوں ایک زاہد کی بیٹی سکی — مرد تے ہوا اعراض یکبارگی

نہ رہ سک اپن نفس کے کئے منے — خدا کی عبادت کے ہوئی پیے منے

جو پوچھن لگی پھیر اس بات کوں — سو بولن لگیا کھول اس دھات سوں

سنیا ہوں جو ملتان میں ایک ٹھار — اتھا زاہد یک عین شبلی شعار

اوسے بیٹی یک ہور بیٹے بغیر — نہ تھے زیادنے کوئی بھی اوسکے گھر

سو ناگاہ حج کا ہوس دل میں آں — بچھڑ گھر تے جاتا وو عالی مکاں

کھیا عورت ہور اپنے فرزند دھیر — کہ میں آپ آؤں تلگ حج تے پھیر

اگر خواستگاری کوں کوئی آئیگا ۔ ۲۸۶ تو بیٹی کوں دیو جیوں تمن بھائیگا
جیسا تمھارا دل چاہتے

نہ بالغ یو گھر میں نہ رکھنا اسے کہ مشکل ہے سنبھال سکنا اسے

کہہ اس دھات پکڑیا وو مکہ کی باٹ لگیا گھر میں فرزند کا جیوا چاٹ
طرح راہ دل

رضا بعد ازاں مائی کن لے وہیں چلیا آپ سوداگری کوں کہیں
اجازت ماں سے

سفر میں جو اسکوں ملیا یک جواں دیا غائبانا اوسے اپنی بھاں
بہن

کتک دیس بعد از جو گھر آئیا سنگات اپنے اسکوں لے آئیا
دن

ادھر خواستگاری کوں جج کوئی آئے کسی کی نہ دیک باٹ بیٹی کی مائی
راہ ماں

قبول یک بھلے مرد معقول کوں نبٹائی شکر پان ہور پھول کوں
تقسیم کروائی

جو مکے تے زاہد پھریا ذوق سات سوداگا دیک اون بھی لیایا سنگات

ملے تین داماد یک آپس میں آپ رہے گم ہووں مائی ہور بھائی باپ
ماں

جنوایاں بدل سخت تینوں میں شور ۔ ۲۸۷ اوٹھیا ہور لگیا جھنجھ پر جھنجھ زور
داماد جھگڑا

جو اس بات کا شہر میں غل اوٹھیا بچاری الیس میں اپے اوپٹیا

سینا پھوڑلے وہیں لگی جھو کنے نہ سہہ سک لوٹا نٹا لگی سو کنے
غم کھانے عزت بیٹی فضیحت

کہی یا الہی ملاتیں کوں کیا جگ میں بدنام مج ہین کوں
حیا حقیر

نہ کیں ایک عورت کوں ہے مرد تین ہوئے کانتے پیدا یو بے مرد دین
کہاں سے

ہوا اس غم سوں نزدیک مرنے کے حال — لئی کھینچ دم شرم تے ہونڈ ھال

نکل اس کا سچ مچ گیا جیو کر — کفن دیونا جیوں ہے تیوں دیو کر

سب یکدھرتے ماتم کے پڑ شور میں — لیجا نرت دفنائے اوسے گور میں

وو زاہد تو ظاہر کیا دوکھ تب — ولے دل منے خوش ہوا اس سبب

جو درمیاں تے فارغ ہوا وو نزاع — کیا تینوں داماد کوں وِیں وداع

نماشام جیوں ہوی تو بھرتے اُساس — ۲۸۸۰ وو تینو چلے مل کے اوس گور پاس

اوٹھیا ایک تب یوں انوں میں تے بول — ہوس ہے جو دیکھوں اسے گور کھول

کہ تعریف اس نار محبوب کا — سنیا تھا بھوت بھار اوس خوب کا

سو ویں قبر میں تے اوسے بھار کاڑ — پکڑ ہاتھ دیکھا سو ہلتی تھی نار

جو دوسرا طبیبی میں حاذق اتھا — اوسے دیک شرط اس وو صا سوں کیا

کہ موئی نئیں ہے یو روح اسکا تمام — نکل تن تے سر میں کیا ہے مقام

ہلوں بیٹ یارک سوں مار مار — کریں گرم تو ہووگی یو ہشیار

سُن او بات تیسرا اکھیا یو میں کام — کرونگا کہ ہے مجکوں یو خوب نام

کیا سعی وو جوں اسی دھات سات — سو جنبش منے آئے پائے حیات

یکایک صبا جو ہوئی جا وو شام — ہوئے جمع واں خویش قربت تمام

موئی تھی سو پھر پائی دیک زندگی ۲۸۹۰ عجب ہور ہے سارے یکبارگی
حیرت زدہ

اوٹھیا پھر کو تینوں میں وہیں غلغلا — پھر اوس نار کے وو ہوئے مبتلا
جھگڑا — عاشق

نچھا اوس بچاری کدھن دیک ایک — لگے دعوی کرنے کوں اکیس سوں ایک
بغور — کی طرف

یکن بول اوٹھیا یو زلیخا نچھل — ہے میری کہ کھولیا ہوں ہیں گور اول
ایک

وو دسرا کھیا ہے یو لیلی مری — کیا فکر میں اوسکے جینے کیری
کی

سو تسرا کھیا ہے یو مری عروس — کیا میں نگاہ اوسکی تشویش سوں
مصیبت کا احساس کرکے

خصومت ہوا تینوں میں جوں دراز — پھر او نار ہو اپنے جینے تے واز
زیادہ — بیزار

کہی ہائے میرے یو کیسے نصیب — کہ میرے اجھوں پئے منے یو رقیب
ابھی

نہ جیتی براں مجکوں چھوڑے نہ کوئی — نہ مرگئی پچھیں منج تے یو بات دھوئے
زندگی — وقت

بھلا ہے جواب سب تے میں ہات دھوں — خدا کی عبادت میں مشغول ہوؤں

وہیں سیس کے بال اپنے اوتار ۲۹۰۰ توکل سوں گوشہ گئی اختیار
کی

جبوں یہ حال تینوں پو پرگٹ ہوا — سینا صبر سوں بعد ازاں گھٹ ہوا
ظاہر

ہوا دیک میانے تے فارغ کیچاٹ — چلے وہیں وو تینو پکڑ تین باٹ
جھگڑا — راہ

مگر آج تے توں بی اے گلعذار — ہو بیزار اوس یار تے ایکبار
بھی

کرن منگتی ہے نیت نا امید — تجے خوب نئیں یوں تو سٹنا امید
کرنا چاہتی — چھوڑنا

بہر حال جا آجکی رات توں | کراوس یار سوں مل میٹھی بات توں
کہ لئی دیس تے ہے وو خواہاں ترا | گلے گھال جا او سکے باہاں ترا
نکراوس بچارے کوں محروم آج | مروت میں ہرگز نہو شوم آج
کہ تیرا بھی ہے نفس امیدوار | اول جیو دے آخر اوسکوں نہ مار
جیوں اس بات تے پھر جو دلٹیا فراق | سو پیدا درونی میں کر اشتیاق
اوٹھی جاؤنے گھر کوں جوں یار کے ۲۹۱۰ | ہوئے لوگ ہشیار سب بہار کے
نکل صبح کی آئی لالی وہیں | نہ جا سک رہی وو اوتالی وہیں
غواصی اتم رین کالی دراز | یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی | ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و دوم

جوں اسمان تے سور کا برہمن | چلیا غرب گنگا میں سندیا کرن
نجومی چیندر نرملا نامدار | جو مشرق کی دیول تے نکلیا بہار
وو مشتاق طاقت تے ہو بیحد طاق | سو رانویں کن آسوس نا سک فراق

کہی ہیں تو بیجز ہوی سوک سوک مرا غم کیا کم نہ تیرا سلوک

مرا مدعا تھا جو توں ہر طریق مری بیقراری پو ہو گا شفیق

ہوا ٹکڑے سینا تو برہے تے پھوٹ مگر کہوں کیا تجے روز اوٹ

کہ آتی ہے مج لاج اس لاج تے ۲۹۲۰ ترا دیکھ سوں مکھ نہ ہیں آج تے

کہ مج تج تے یک دس بی سکھ نا ہوا قیامت تلگ مج یو جھکنا ہوا

وو دانواں سو گیانی فراواں نزاں لکھیا اس وضا سات خاطر نشاں

کہ جاں تے توں خاتوں دلگیر اچھے کنا کیوں مرے جیو کوں ٹھیر اچھے

اتنے دیس کی بات سب جان جھوٹ و لے آج توں بی شتابی سوں اوٹ

گھر اوس یار کے جا ملاقات لے بہرحال خط آج کی رات لے

تغافل نہ کر سن یو میرا دلیل کہ ہر باب کا ہیں ہوں تیرا وکیل

تج اپراں کچھ بات نا آئے تیوں ہوں رکھوال توں اپنے من بھائے تیوں

خوشی سات گم اوٹھ جھنجر کیچ آ توں اس کام میں آج نا بیچ بھا

جوں یک نار محبوب کے وقت پر رکھیا شرم دے ہند یک جانور

رکھنہار ہوں وون تری شرم میں ۲۹۴۰ کہ تیری وفا بیچ ہوں جرم میں

سن یہ بات اوسکے لگی پھر دنبال سو بولن لگیا اے عدیم المثال

سنیا تھا میں اس دھات کوئی بولتے   بنارس کے راجے کوں نئیں نئیں کنتے

ہوا ایک فرزند لئی دیس بعد   نہ صورت میں نیکا نہ سیرت میں سعد
بہت دن   اچھا

نہ تھا کچھ ہنر اوس تے نے باج بخت   کہ جاہل انتھا ہور نادان سخت
میں سوائے

دنیا میں تو درداں ہے سچ بہوترا   ولے درد نادانگی کا بڑا
بہت   بیوقوفی

ہے ہر درد کوں آج ہر کئیں طبیب   ولے کئیں نچ اس درد کوں نئیں طبیب
کہیں

جو عیسیٰ نبی تھے علیہ السلام   کرنہار مردیاں کوں زندے تمام
مردوں

انو سار کے بول اٹھے اس طریق   جو ہوتا ہے توفیق حق کا رفیق
اُن کی طرح

تو امداد سوں اوسکی اقبال کے   جلاتا ہوں مُردیاں کوں سو سال کے

ولے تو سکت نیں مرے گیان کوں ۲۹۴۰ جو دانا کرے آج نادان کوں
عقل

غرض جوں وو فرزند بالغ ہوا   نہ دھر فردیت باپ اسکا روا
تنہائی

کیا بھیاؤ امرت بھری سات میں   پری کوں دیا دیو کے ہات میں
بیاہ   نیک ساعت

دو عاروس تجھا دیکھ مکھ مرد کا   سو کر لے سینے کوں دریا درد کا
دلہن   بڑنے جوں مکھ دیکھی

لکھیا تھا سو انیڑ یا لگر جان لے   خوشی نو عروسی کی ہر آن لے
ہوا

لگی وقت اوس سات گذرا تنے   سو دن دن لگیا دکھ سوں وو ران نے
ذلیل کرنے

ولے اون لطافت میں اوتار تھی   ادک چلبلی ہور جو سیار تھی
بہت   ہشیار

جنتر ہات میں لے جو گاتی اچھے ‏ ‏ ‏ ‏ دلاں کے پنکھیاں کوں بھلاتی اچھے

کہ تھا بھوت گانے پر اسکا خیال ‏ ‏ ‏ ‏ سو ایک رات وو نار صاحب جمال

مہاڑی تلیں یک برہمن جواں ‏ ‏ ‏ ‏ جو دھرتا اتھا گیان بیچ ناماں

خیالے خیال آپنے دھیاں سوں ‏ ‏ ‏ ‏ ۲۹۵۰ سُنے راگ کرتا خوش الحان سوں

لگیا نان اوسکا وہیں تیر ہو ‏ ‏ ‏ ‏ سو عاشق ہوا وس گل اوپر نیر ہو

کہی ایسے الحان کے جوان کوں ‏ ‏ ‏ ‏ دیا جائے خوش ہنر م ہور مان کوں

پکڑ ہات رسڑی پرم کی اونار ‏ ‏ ‏ ‏ سنگاتیج مہاڑی کے اوتری نلار

ازا لی ہو گرم اس محبت سوں عین ‏ ‏ ‏ ‏ جو دیکھی تجہا خوب اوسے کھول نین

سو چنداں وجاہت میں سبھا نہ تھا ‏ ‏ ‏ ‏ گدا طبع تھا کچ رسیدا نہ تھا

کہی بعد ازاں و یک مکھ اُس کیرا ‏ ‏ ‏ ‏ اگرچہ نہیں توں تو لائق میرا

ولے قید میں میں ہوں یک دیو کے ‏ ‏ ‏ ‏ پری کس و ضا دیو سوں گم سکے

سکت تج میں کچ ہی جو یا عقل و رائے ‏ ‏ ‏ ‏ مجھے کاڑ اس ٹھار تے نے لیجائے

ترے مہر سوں باند دل چند روز ‏ ‏ ‏ ‏ گمونگی ترے ساتھ مل چند روز

کہ بھاتا نہیں اس مرد کا مجکوں سنگ ‏ ‏ ‏ ‏ ۲۹۶۰ ہے نادان و اوس تے ہوئیں تنگ

لہ یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ ‏ ‏ ‏ ‏ ٹے یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

سن اے بات اوس نار تے تب اوجوال　　کھیا تجھ یہ صدقا نے میرا پراں

جو توں ہو کہ یوں جانتے راضی اچھے　　بندا بھی ہوں انسی بجا سوں پچھے

نکل واں تے اوس سوں جو انگے بدی　　سو آڑی ہوی باٹ میں یک ندی

بہتی دیکھ ور زور پانی کی لوٹ　　کھیا کاڑ کسوت تری باندھ پوٹ

کہ اول یو اسباب اُلگا و ں گا　　بزاں تج پیلا نت سوں لیجاونگا

قبول اون کہے تیں تج کیتی او نار　　دی بات اوسکے سب اپران اوتار

وو لیتا چ پانی کے پیلاڑ اُلنگ　　کھیا کھا تہارا ہوں میں بھیک منگ

یو ناری جو ہے شاہزادے کی جو　　لیجاؤں کیوں اُس میں کہ پچھسے نیو

جلچ جو چڑیا ہے مرے ہات مال　　پھبالیوں تو ہے مجھے یو حلال

کہ مفلس ہوں پوراچ مج یو ضرور　　۲۹۷۰　　کرا تجہ سوں اپنے دل کوں سرور

یکیلی او سے چھوڑ ایلاڑ ویں　　ہوا سب وو گرداں پیلاڑ ویں

جو تھی منتظر دیکھتی اوسکی باٹ　　نہ آیا سو سینا گیا پھاٹ پھاٹ

کئی جو عمل اُن اپن مرد سات　　کیا وو عمل دوسرا اوس سنگات

دغا[1] دینے ہارے کوں راحت نہیں　　دغا اسکوں دیگا خدا ہر کہیں

---

[1] یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

بڑی بھار سو بھیر گھر کی نہو — پشیمانگی سوں کدھر کی نہو
(باہر)

صبا ہوی سو ویں غم کے بھنوریں پڑے — رہی نیٹ اوسی ٹھار کر ڑ کا پکڑ
(بھنور) (برقرار) (جگہ) (ساحل)

سو ایسے میں یک جانور ناگہاں — پکڑ موں منے ہاڑ آیا وہاں
(گوشت)

جو پانی میں مچھلی نظر اوس پڑی — سو و ہاڑ موں میں تے سٹ اوسکھڑی
(گوشت) (پھینک)

چھپیا ہور کیا سعی مچھلی بدل — ولیکن نہ سنپڑی اوسے گئی نکل
(کے لیے)

جوں اسے حال دیکھی وو عورت تمام — ۲۹۸۰ کھی یو جناور سو کیسا ہے خام
(بیوقوف)

گنوا ہات تے نقد کوں ایک بار — کیا جا کچی بُدسوں سودا اودھار
(بیوقوفی)

سنیا جو جناور وو اس بات کوں — کھیا کوں ہے بول اے نار توں

یکیلی جو بیٹھی ہے توں بن ادھار — ہے مقصود کیا اس ندی کے کنار
(بے سہارا)

وو عورت اوٹھی اس وضا بول کر — کہی آپنا حال یوں کھول کر

کہ دھرتی ہوں میں مرد سو ہی کدھنگ — سینا او سنے پکڑیا ہے سخت زنگ
(رکھتی) (بدصورت) (نفرت)

منگیا دل سو یک دوست دانا سوں مل — خوشی سات اچھوں پھول کے سار کھل
(چاہا) (رہوں) (مانند)

سو او دوست نا آمرے ہات کوں — نکالے گیا سٹ میری ذات کوں
(چھوڑ)

دغا کھائی میں زور پر مرد تے — پشیمان عاجز ہوں اس درد تے
(فریب) (غیر مرد)

کھیا تب اونکھی اوسے اے نگار — ترا ہور مرا قصا ہے ایک سار
(پرندہ) (طرح)

اگر مرد سوں رہتی قانع ہونتوں ۲۹۹۰ نکل گھر تے آتی نہ اس دھات سوں

تو یو دیس اُنگے نہ آنا ترسے بدل دل پو غم کا نہ بھانا ترے

اگر میں نہ کر طمع مچھلی کیرا وو موں میں تے لقمہ نہ سٹیا پھرا

تو کیوں سوسیا اس وضا بھوک میں طمع دار ہویاں گیا چوک میں

یو بات اوسکے موں تے سونی جیوں اونار سو بولی کہ اے جانور خام دار

کہہ یک حیلہ تجکوں جو ٹک آس پاؤں اوسی حیلے سوں آپنے گھر کوں جاؤں

جو مج پر ہوئے مرد بد اعتقاد دندے کے زبان بند ہوئے دوست شاد

کھیا حیلہ سو ترت اے ہے پری جو ست میں ایس کوں دیوانی کری

لیوے تن پو کے پھاڑ کپڑے تمام ننگے سر ننگے پاؤں سوں وقت شام

چلے ہیں کر آپنے گھر بہت تر جو ہر کوئی کہے تج دیوانی ہے کر

جو اس دھات سنچر ترا گھر میں ہوئے ۳۰۰۰ کرن کچ علاج آوینگے تجکوں کوئی

توں یکبارگی ہونکو ویں ہشیار تفاوت سوں آسد میں توں پائیں ٹھار

اسی دھات سوں شاید لے دوا وٹھی سو رسوائی تے خلق کے تپ چھوٹی

تجے بھی میں اے نار گنونت خاص کرہنار ہوں ہر بلا تے خلاص

توں ہر وضع سوں آج مرے بدل اوسی پار میں بھار گھر تے نکل

کہ مشتاق تیرا اچھیگا وو یار (ہوگا) — جواں انتظاری سوں اوسکوں نہ مار

جو کوئی اوسکوں منگتا اچھے جیو سوں (چاہتا ہو، جان) — گمانا بھلا وقت اوس پیو سوں (گذارنا، عاشق)

جوں اس بات پر وو اوٹھی شاد ہو — وہیں صبح دندے کیرے ناد ہو (دشمن، کے، طرح)

نکل آیا دیس اندھارے کوں داٹ (دن، تاریکی، دفع کر) — پھر اوسکی خوشی ہوگئی بارا باٹ (منتشر)

رہی گھر منے جا نہ سک یار لگ (میں) — پڑی سیج پر برہ تروار لاگ (پلنگ، ہجر، شمشیر)

غواصی اتم رین کالی دراز — ۳۰۱۰ یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صبحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست وسیم

فرشتے جو شمشیر کوں بھاں کے — دئے ڈال نیچ عرب کی میاں کے

فلک شرق کا کھول زنگیں غلاف (سورج) — لیا ہات میں چاند کا سیف صاف

جو پھر او سہیلی رنگا میز ہو (بناؤ سنگار کر) — رضا کے بدل گرم ہور تیز ہو (لئے)

کہی آکو رانویں کوں اے حق گذار — پکڑ جیو جوڑی ہوں بھانج یو پیار (غصہ، جاں، رکھ)

نزک ہے جو برہا کرے منج پو زور (نزدیک، فراق) — لیجا جیو مرا تج پورا کھے ہوں پور (رکھی)

مرے درد کوں آج اے غمگسار
نکو جان دُسریاں کیرے درد سار

کہ ساریاں کی یکسار سورات نئیں
دنیا بیچ عشاق یک دھات نئیں

سنایوں گیا ہے جو مچھلی کی ذات
دھرے عشق جل سوں تلنگ آگ سات

دلے جل سو مچھلی کوں راکھے سنبھال ۳۰۲۰
اگن سو پتنگ کوں کرے بُھر زجال

کھیا تب او رانواں کہ اے کج متی
جلج توں کتی جھوٹ نئیں سچ کتی

کہ عالم منے عورتاں کا پیرت
ہے مرداں کے پیرت تے محکم پرت

جو عورت اپے ہو جبوں لائے عشق
تو مرداں سے کر زیاست دکھلائے عشق

ایچھے جاں تے تج عشق کا نیٹ بول
نکر سعی ہیں دیوں تج پیٹ کھول

تیری فکر سوں ہیں کسو دن کوں رات
کروں رات کو دیس تج غم سنگات

بھی دو کہ دن ہیں تج تے دو چنداں منج
یو پنجرا دسے عین زنداں منجے

یقین جان توں ہے مرا ہے مراد
جو توں اپنے مقصود پا ہوئے شاد

پھرا سبات پر تے او مٹھی بول او
اگر سچ ہے تج دل منے بات یو

قسم کھا جو منجکوں لگے اعتبار
ضرورت سوں کر تب قسم اختیار

کھیا میرے جاں لگ جبیاں ہیں آج ۳۰۳۰
بناں میں جتے عندلیباں ہیں آج

بزرگی میں سیمرغ جو ہے گنبھیر
شجاعت میں جو باز ہے بے نظیر

جو ہدہد دھر نہار ہے سر پہ تاج جو ہے خوشنما فاختہ ہور دُرّاج

کبوتر او کویل ہور بھنگراج مور جہاں لگ جہاں میں جناور ہیں ہور

ہے سوگند منجکوں ونیاں کا تمام کہ اخلاص ہے تج سوں میرا مدام

جو تقصیر تج کام ہیں میں کروں ترے باب کچ دل میں کینا دھروں

تو سچ خواجہ فرعی کیرے حال سار مرا حال بھی ہے کہ جان اے نگار

پھر اے بات پوچھی جو اوسندری کھیا اے مدن باؤ کی باوری

ستیا تھا جو کوئی شخص منصور نام دھر نہار تھا مال ہور احتشام

خدا ترس صالح سخاوت شعار انتھا بلخ اوسکا جو رہنے کا ٹھار

اوسے ایک عورت جو تھی نیک بخت ۳۴۰ سو تھی خوب رویاں میں مقبول سخت

صلاحیت اسمیں تھی اس طور کی مگر رابعہ تھی وو اوس دور کی

جو منصور ارادت سفر کا کیا سو عورت کوں سب عرض گھر کا کیا

رضا لے تجارت کی نیت سوں وہیں چلیا مستعد ہوئیکر دور کئیں

جو واں ایک چنچل اوسی شہر میں جو مشہور تھا فسق سوں دہر میں

اوس عورت کی خوبی کی تعریف سن بدھی پختہ کار ایک کٹنی کوں چن

دیا بھیج اس پاس اس دھات بول کہ اے نار تج حسن کا آج ڈھول

بجیا ہے نگر میں تمام اس وضا | جو حیراں ہے سن قدر ہور قضا
ہے جاں تے قضا ہور قدر کا یو حال | نکیوں ہوں نہ تج عشق تے مین نڈھال
ہور وشن ترے درس تے میرے نین | تیتوں میں جو بن نیر کی ہو کے مین
جو میانے ہے بے طاقتی کا حصار ۳۰۵۰ منگوں آہ کے اس فرنگیانسوں بار
کروں چور ہمت کے بازوسوں لڑ | یکیٹ آنوں تج وصل کا پھانج چڑ
ولے منجکوں سنپڑے نہ بل کیا کروں | کہ ہے عشق تیرا اکیل کیا کروں
اگر اس ہوس کا توں دلبیز کھول | مرے دھیر آگی کسی کوں نہ بول
تو بسلا تجے نین کے صدر پر | کروں گا فدا جیو تج بدر پر
اسی دھات جا او بڈھی جو کہی | او عورت سن اے بات وہیں گم رہی
اٹھی بعد ازاں بول اے ماؤلی | جو یو بات کی توں نہ تھی کچ بھلی
کہ جس سر میں سودا ہے رحمان کا | قبولے او کیوں کام شیطان کا
اچھے ست سوں یکدل ہو جن ایکسات | وو کیوں دیوے ایمان دوجے کے ہات
جلکوئی آپنے ٹھار دانا ہے گھٹ | سو کیوں جاوے بتخانہ مسجد کوں سٹ
ہے جو لگ نظر میں مرے ماہ وسل ۳۰۶۰ میسر نہ ہوئے اسکوں میرا وصال
اگر عقل کچ ہے تو سچ جان توں | ہیڑی کوئی نہ لیایا ہے آسمان کوں

سیڑھی یا پری کوئی لایا نہیں اسمان سوں

جوں اس دھات کا اوبڈھی پایا جواب — پھرا اوس جاں کے مندھیر آئی شتاب
مکان

سن او جواب اوس تے ہوویں ناامید — لیا آپنے من میں اس دھات بھید
دل طرح

کہ عاشق کے تئیں ہوونا تین چیز — جو دیوے مراد آپنے کوں تمیز
ہونا

اول مال ہے ناصبوری سفر — پرت کوں نہیں روچ کچ اس بغیر
محبت غیرت ۔ مزا

نہ منج مال ہے ناصبوری دھروں — بھلا جو سفر اختیاری کروں

مسافر ہو پردیس پکڑیا وہیں — ملیا پیر مرد ایک اسکوں کہیں

جو دنیا کوں دے ترک او پانوں گاڑ — توکل سیتی بس پکڑیا ہے پاڑ
بیٹھ پہاڑ

کیا خدمت اوس پیر کی دن کتک — سو شر منداوس جان کا ہو دن ایک

کھیا میں دنیا چھوڑ خالق کوں لیوں ۔ ۷ ۔ ۳ نہیں کچ مرے پاس جو تجکوں دیوں

ولے اسم اعظم ہے منج پاس ایک — اوسکلاؤنگا تجکوں اے جان نیک
سکھلاؤنگا

منگے گا توں اس پر تے جیسا مراد — تو دیگا خدا تجکوں ہوگا توں شاد

جوں اون اسم اعظم کوں سکھلائیا — سو پھر شہر کوں اپنے او آئیا

وہیں دل منے لیا لیا ایک روز — کہ منصور تو آئیا نئیں ہنوز

بری کی نہ اس اسم کوں آزمانوں — اوسے ورد کر کے نہ مقصود پانوں
پس کیوں

تصور میں منصور کا روپ راک — پڑیا صدق سوں بیس او اسم پاک
شکل رکھ بیٹھ

ہوا عین منصور کے سار کا ۔۔۔ سو خوش بے نہایت ہو یکبار کا
[طرح]

چلیا پیس کر گھر میں اوس نار کے ۔۔۔ دیکھے لوگ اوسے ہو کہ گھر دار کے
[گھس، عورت، یعنی گھر بار]

صحی خواجہ منصور ہے کر سمج ۔۔۔ لگے پوچھنے حال اوسکا سہج
[واقعی]

کہ کیا واقعا آئیا پیش یوں ۔ ۳۰۰۸ جو آیا یکیلا ہو درویش کیوں

ترا ساج کاں ہور غلاماں کہاں ۔۔۔ او مایا کہاں ہور او ساماں کہاں
[سامان، خزانہ]

دیا جواب او خواجہ اس دھات تب ۔۔۔ کہ چوراں ننگا کر لئے مال سب
[طرح، لوٹ]

غلاماں کوں سارے جیواں مار کر ۔۔۔ کئے قید منجکوں گرفتار کر
[بیجان سے]

سو تدبیر سوں چھوٹ ان ہات تے ۔۔۔ لیا ہیں بنچا اپیس اس گھات تے
[ان کے، اپنے، مصیبت]

او عورت کہی بعد ازاں غم نکر ۔۔۔ کہ صدقا ہے او مال تج ذات پر

جو دن جا ہوی رات سو دو جنے ۔۔۔ لگے کمنے جیوں یک بچھانے منے

طبیعت تمام اوسکی پائی خلاف ۔۔۔ نہ تھے خواجہ منصور کے گن اوصاف
[یعنی نہ تھا خواجہ منصور کے سا اوصاف]

سو ہوی اوسکے نزدیک تے دور تیں ۔۔۔ دیکھائی نپٹ اپیس مغرور ہیں
[بالکل، یعنی معذور]

تامل سوں دل میچ کر تب کہی ۔۔۔ گرا ہے مرد اپنا ہے خواجہ صحی
[سوچ، صحیح]

تو اسمیں کی او حسن سیرت کہاں ۔ ۳۰۰۹ لطافت کہاں او بصیرت کہاں

اگر کوئی دسرا ہے یو مرد خام ۔۔۔ کہاں تے ہے یو بس شباہت تمام
[بیوقوف]

بری کی نہ ازماؤں میں چند روز — دیکھوں کھیل کیا ہے خدا کا ہنوز

یو راز اپنے دل تے نہ اظہار کر — ستم ایسیں دکھلائی بیمار کر

کتک دیس کوں ناگہاں کر سفر — جو آیا اپیں خواجہ منصور گھر

سو عورت کوں بیمار دیکھیا ادک — ہے اپنے مناسب سوں مردیک نیک

وہیں خواجہ اصلی سو غیرت سنگات — سٹیا خواجہ فرعی کی داڑھی یو ہات

سوان بھی پکڑا اوسکی داڑھی کوں کھینچ — ہو لٹ پٹ تلیں پر پڑے بھار وینچ

اچا غلبلا شور "جو کون" کر — لگے لڑنے "توں کون توں کون" کر

لٹا پٹ تلیں جور ہوے قیاس — جھگڑتے چلے وو بچ حاکم کے پاس

دیکھت روپ دونوں کیرا ایک دھات ۲۱۰۰ — ہو حیراں حاکم تعجب سنگات

کسے ہوے کسے نوئے کہہ سک نہ وہیں — بولا بھیج اوس پاک دامن کے تئیں

کھیا مرداں دو میں تیرا ہے کن — موافق دیکھت خواجہ اصلی کوں اُن

کہی مرد میرا سو یو ہے صحی — چلی گھر پکڑ ہات اوسکا صریح

نہونے دے لوگاں میں بدنام وُں — صلاحیت اوسکا کیا کام یوں

بزاں خواجہ فرعی کوں جو یو بچھاڑ — دُرّیاں سات سب پیٹ کی کھال کاڑ

عدالت کی شمشیر سوں اوس دوکھائے — سو رسوائی سوں شہر کے بھار بھائے

بُری دل میں نیت جو لیا تا نہ او
سزا اس قباحت سوں پاتا نہ او

مرا نیت اے گن بھری صبح و شام
ہے خوبی سوں تیرے مہم میں تمام

دیو نہار ہوں تج بدل اے پراں
منجے خواجہ فرعی نمن توں نہ جان

جوں اس دھات بولیا وو تقوی کی بات ۳۱۱۰ کدورت تے فارغ ہوا اوس سنگات

متگی جاؤنے یار کے گھر کے دھیر
صبا ہوئی جو دلگیر ہو سخت پھیر

رہی جا نہ سک اپنے منڈ ھر منے
چڑیا برہ کا زہر پھر سر منے

غواصی اتم رین کالی دراز
نفیں جان ہے مین عاشق نواز

رین تے توہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و چہارم

سورج مہر اسمان کا بے نظیر
اُڈیا غریب کے بندر ابن کے دھیر

سونا در اتم راج ہنس ماہتاب
نکل شرق دریا تے آیا شتاب

پھر او ہنس سی آپنے ساز سوں
جو رانوں یں کن آئی ادک ناز سوں

کہی اے سکھی گن بھرے دل نواز
بوجھنہار ہے توں درونی کے راز

یو دکھ بھی کسے نا کہا جائیکر | کہوں تج سے ہمراز کوں آئیکر
کسی کو
کہ تدبیر میں عقل ہور رائے میں ۳۱۲۰ ہے یے مثل توں کم نہیں کائے میں
کسی بات
مہرے مشورت کے توں لائق ہے کر | کروں مشورت تج سوں کچھ شک نہ دھر
اگر توں نہوتا مرا غمگسار | تو مرتی سینا پھوٹ وین ایکبار
پھر اس بات کوں یوں دیا وو جواب | کہ تحقیق کر جان اے ماہتاب
کہ جسو قت آدم کوں پروردگار | منگیا جو عدم میں تے کاڑے بھار
جا لا نکالے باہر
لیکر آ اول غم کے دریا تے نیر | کئے اوسکی ماٹی کوں قدسی خمیر
پانی مٹی
ہوا ہے ازل میں یو غم دم سوں ضم | نہ کچھ آج کل تے ہے پیدا یو غم
نے ضم
سنیا ہوں جو غم جب ہوا آشکار | لگیا سیر کرنے کوں جا ٹھار ٹھار
جگہ
نہ عرش اوس قبولیا نہ کرسی فلک | نہ راضی ہوئے کوئی اوس سوں ملک
کیا بعد ازاں رخ بشر کے کدھن | قبولیا اونے سو کیا یاں وطن
طرف
تب انسان کوں جان کامل وجود ۳۱۳۰ کئے یکطرف تے ملائک سجود
جس آدم منے عشق کا غم نہیں | وو حیواں ہے آج آدم نہیں
توں غم کوں بھی غم کر نکو جان لے | خوشی کر سراسر اوسے مان لے
نے اس غم کوں
اگر توں مرا آج سنتی ہے بول | تو راز آپنا کس کے آگے نہ کھول

اگر یار تج سات مل ایک ہوئے ــــ اوٹھے دند سوں لے افترا تج پو کوئے

تو بے شبہہ اوس برہمنی کے سار ــــ خلاص افترے سوں ہو تو اے نگار

پھرے بات پوچھی وو چندر بدن ــــ سو بولیا کہ کابل کیرے رائے کن

اتھا برہمن ایک انجم شناس ــــ نہ تھے اسکوں فرزند سو تھا اوداس

جو لوگاں کے نختواد اوسکی نظر ــــ پڑے جب تو کہہ لیوے من کے بہتر

کہ یارب گھرے گھر ہے تیرا دیا ــــ منجے نئیں دیا میں گنہہ کیا کیا

سنیا ہوں جو جس گھر کوں دیوا نہیں ۳۱۴۰ تج آنگے قبول اوسکا سیوا نہیں

یو میوہ نہ پنجیا اچھے جسکے باغ ــــ تو کیوں نا اچھے اوسکے سینے پو داغ

ہوں اس باب لوگاں منے میں خجل ــــ نظر ہووے تیری تو لاگے نہ زل

اسی دھات جو ٹک رونا اچھے ــــ سو اوس شہر میانے کتک دن پچھے

طبیب ایک پیدا ہوا بے نظیر ــــ کھیا کھول یو درد جا اوسکے دھیر

سو اسوقت وو اسپو ہو مہرباں ــــ دے دارو کیا اوسکوں خاطر نشاں

جو سامی جہاں کا ہے پروردگار ــــ ہے البتہ فرزند تج دینہار

ولے کان نا کھول کس ہور کے ــــ یو دارو سو زہرے سوں کھا مور کے

وو دارو گرہ باند لے برہمن ــــ خوشی سات آیا بڑاں پھر وطن

لگی مور کی فکر ور زور اوسے — سو بازار ہیں یک دسیا مور اوسے

اتھا عیبں وو مور سو رائے کا ۔ ۳۱۵ وو جالا لے ویں عقل ہور رائے کا

لگیا چھپنے اوس مور کیرے بدل — کیا دست ہر حال اوسے دیک ٹل

وو دارو سوز ہرے ہیں اوسکے گلا — مل عورت سیتی کھا گیا ویں کلا

ولے نا چھپیا اوسکی عورت یو بہر — کہی کھول کر آپنی بھان ڈھیر

جہاں سے لیے ہور سر اپنیا جنے — چھپا رکھ لے سکیسے نہ سینے منے

سنے سو اوسے کیا ہے ایسا ضرور — جو نا کہہ چھپاوے کسی کے حضور

ہوا جیوں وو طاؤس غیب ایکبار — گھرے گھر لگے ڈھونڈنے ٹھار ٹھار

ملا نئیں سو لاگے ڈھنڈورا بجان — جو اوس مور کا کوئی دیگا نشان

سُنتے کے ٹکے سات بھر گود اوسے — کرینگے دے تشریف خشنود اوسے

سُنی جیوں اوس عورت کی بھان اے خبر — دیں اوس سوں ٹکیاں کے اوپر طمع دھر

چل اوس رائے کے آپ دربار گئی ۔ ۳۱۶ قصا مور کا سر بسر کھول کئی

سن او رائے گنبھیر عالی صفات — کھیا میں یکا یک اس عورت کی بات

صحی مان کس دیوں آزار کیوں — تامل سوں فرمائیا پھیر یوں

اگر سچ ہے اے نار تیری یو بات — تو یاں تے لیجا دو جنیاں کوں سنگات

سُنے تیوں اِنو دو وو عورت اگر — کھیگی کہے تیوں تجے پھیر کر

توں تاکید فرماؤں ایسا او سے — جو عبرت ہووے شہر میں ہر کسے

وو ناری لے وین دو جنیاں کوں سنگات — جو صندوق میں رکھا اوٹھا یاتے ہات

یکا ئیک جا اوس برہمن کے گھر — اوٹھی اوسکی عورت سوں یوں بول کر

کہ جاتی ہوں میں کس کی مہمان ہو — ترے پاس اچھو آج صندوق یو

جو اے بھان اوس مور کی بات توں — کہی تھی مری دھیر اوس رات توں

بسر گئی میں وو بات کچھ یاد نئیں ۔ ۳۱۷۰ — کنا اتیراں جو دھروں یاد میں

وو عورت دھرنہارا دک گیان تھی — اول کھول گئی سو پشیمان تھی

سہج سوں کہی بھیر اس سات یوں — کہ دیکھی تھی میں خواب اس رات یوں

جیواں مار کوئی رائے کے مور کوں — ملا اوسکے زہرے میں کچھ ہور کوں

کھلائے سو کیندرا ٹے مجکوں چھٹی — یکا ئیک وہیں ہڑبڑاتی اوٹھی

کہاں تے برہمن کی ہو جائی میں — دغا اس وضا خواب میں کھائی میں

وو صندوق میں کے سنے جیوں یو بین — جکچھ اون کہی تھی غلط ہے کہ عین

نکل بھار صندوق تے بھیر او — کہے رائے کوں جاکے تقریر یو

بزاں رائے اوس نار پر کر غضب — بڑا یا وہیں شہر کے بھار تب

سگائی (قرابت) اہل دنیا کی ایسی دسے پتیانا (بھروسہ کرنا) ہوا اے سہیلی کسے
جو اون بہان (بہن) ہو کرے طوفان اوٹھی ۳۱۸۰ بھرا جیب (زبان) دانائی سوں اون جیٹھی
ہے عاقل توں ہر باب اپس سنبھال نہ رک دل میں شک یار کن جا آتا ل (اب)
طبیب اس کیرے وصل کوں کر غرض تیرے برہ (فراق) کا دور کرلے مرض
کہ لئی (بہت) دیس (دن) تے آئی ہے تنگ توں سینے پر تے کر دور یو زنگ (فکر) توں
کیتی (کی) گرم جانے بدل (کے لئے) جیوں خیال شفق صبح کا لال نکلیا ہو کال (دشمن)
گلہ اپنے بختیاں (قسمت) تے کرتی وہیں چلی گھر میں پھر آہ بھرتی وہیں
غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و پنجم

اَچھت (آفتاب) دیس کے دین کا دیندار ہوا غرب کے قبلہ کو جیوں سوار
ہندو چاند کا رین کے ہند تے جو آیا نکل وو مدن (نفس) کی متی (مست)
تتی ہو غصے کی اگن (آگ) سات (رات) پھیر ۳۱۹۰ کہی آکے راتویں کوں اس دھتا پھیر

کہ اے بیوفا دوست سچ بول مج ۔ ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول منج

جو میں دل سوں مل دیکھتی ہوں تجے ۔ نیٹ سنگدل دیکھتی ہوں تجے

نہ تج تے مرا کام ہوتا دسے ۔ مرے حق میں تو عین سوتا دسے

یو تیری عزیزی ہے کس ریت کی ۔ کہوں کھول کس ریت تج میت کی

توں دائم وفادار مرا کلا ۔ سبب کیا جو کرتا ہے پھیریوں گلا

ترے دل میں کچ مہر اچھتا اگر ۔ تو سک سوک میں یوں نہوتی بیخبر

وو رانواں نیٹ دیکھ اسکوں تتی ۔ کھیا اے پرم کے سرا کی متی

اتی بیقراری تجے کیا ہے آج ۔ اتی فکر بھاری تجے کیا ہے آج

نکو جاؤ کر یار کن میں تجے ۔ ابھی ہور کدھیں تو کیا نئیں تجے

توں جا پیچ منگتی ہے اوسکے حضور ۔۔۔ ۲۲۰ تو مج پوچھنے کا ہے تج کیا ضرور

مجے تو ہوا فام توں یار نئیں ۔ زباں سو پچ منگتی ہے دل سات نئیں

کہ دستیا ہے تج عشق کا ریت یوں ۔ کہ تھا ایک مسلمان کا ریت جیوں

جو رمضان آوے تو روزہ نہ دھر ۔ کہے جھوٹ وو لوگاں میں روزہ ہوں کر

سو کیدیس روٹی کباب ہور اچار ۔ بغل مار صحرا میں جا ایک ٹھار

یکٹ ہبیں خوشحال یک جھاڑ تل ۔ جوں انگے رکھیا کاڑ کھانے بدل

برہمن یک اول تے اوس جھاڑ پر | چڑیا تھا سو اوسکی پڑیا اون نظر

اوتر جھاڑ پڑ تے وہیں آیا شتاب | سو اون بے مروت سوں روٹی کباب

دیا کچ سو کھایا نہ ایمان سوں | لگیا اوس عجب یو مسلمان کوں

اندیشہ یعنی تب | یعنی یو عجب

سو بولیا اوسے یوں کہ اے برہمن | ہوا کیوں ترا گوشت اپر ال من

اوپر دل

گلے جانو اسٹ برہمن کوا | ۳۲۱۰ جو کھایا تجے کیوں ہوا یو روا

جینو ڈال کھلا

کھیا وو برہمن کہ اے دیندار | توں روزے کوں کیوں کھائیا دن دوپار

دوپہر

ترے دین میانے ہے تو جیوں درست | ہوں ہیں اپنے مذہب میں بھی ووں درست

جسے موں میں کچ دل منے کچ اچھے | کنا ریت کوں اوسکے کیا یچ اچھے

کہنا طریقہ عزت

گرا اے نار توں آپنے عہد پر | ہے راسخ تو جا یار لگ جہد کر

کوشش

مری بات سن کر کریگی جو کام | تری عمر راحت میں گذرے تمام

جیوں اورائے سن ایک بکرے کی بات | کیا عمر کوں صرف راحت سنگات

یعنی یاراں

جو پوچھی بجد ہو کو اسکا سبب | لگیا بولنے کھول اس دھات تب

سنیا ہوں کہ یک رائے تھا نامدار | جوں یکدیس نکلیا وو کھیلن شکار

یعنی بکرتم دن کھیلنے

اتم ایک سانپن نظر اوس پڑی | جو یک سانپ غیری سوں مل اوس گھڑی

اعلیٰ کم ذات

نظر فسق کی کار سازی منے | ۳۲۲۰ رکھی ہے ہور اتری ہے بازی منے

جوں اوس پر تے آیا غصا رانے کوں — سٹیا اسپ شمشیر کی گھائے کوں

سو دم کوں لگیا زخم اسکے سو ویں — بچیا لے اپس چھوڑ اوس سانپ تئیں

دیئی ڈال اپس بل منے ہونڈھال — نراوسکا نچھا دیک لگیا یو حال

کہیا کن دوکھایا تج اس دھات بول — کہی تیا دیوں آپنے نرسوں کھول

کہ میں نرم باریک بالو پوجا — لگیا خوش سو پھرتی اتھی جا بجا

سو اوس شہر کا رائے جاتا شکار — جو دیکھیا منجے آنکر بے قرار

کہیا اے اتم پدمنی نیک فال — یو کچ لی نین ہور یو تیرا جمال

دیوانا کیا تجکوں لبدائیکر — اگر ایک ساعت نزک آئیکر

کریگی غرض توں جو حاصل مرا — تو کھل پھول جوں ہوئیگا دل مرا

میں اس بات کوں کئی کہ اے رائے راج ۳۲۳۰ — توں جوں آپنے جنس میانے ہے راج

مرا مرد بھج بل بجکوئی آج ہے — مری جنس میں وو نپٹ اوراج ہے

نظر غیر کی توں حرم پر کرے — تو کہنا خدا کیوں روا تج دھرے

غصا دل میں لیالے سن اس بات کوں — گیا منجکوں زخمی کر اس دھات سوں

سنیا او جو ساپ اوسکے مونتے یو بیں — دریا زہر کا دم تے نس رگ ہو عیں

کہیا نہیں خبر اوس مرے قہر کی — مرے تیز دانتاں کی ہور زہر کی

اگر فی الحقیقت ترا نرہوں نیک | تو کیوں کاڑتا ہوں ترا سوز دیک
ہو در ہم اپسمیں آپ اس دھات سوں | بدل سوز کے جوں جلیا رات کوں
جہاں رائے کے سیج کا تھا پلنگ | گیا وانچ سیدھا بکے بنک اُلنگ
جو راکھے تھے گلدان واں پھول بھر | سو میں اس میں بیٹھیا کنڈل مار کر
کہ جب رائے کا ہات اسپر پڑے ۳۲۴۹ | تب اسکا نیت تھا جو موں سٹ لڑے
سو ایسے میں اوس رائے کی عورت آئی | کہیا دیک عورت کدھن تب اورائی
کہ بس منجکوں عورت کی سنگ آج تے | توں ہرگز نکو منجکوں منگ آج تے
دیکھیا میں تماشا عجب آج ایک | نٹیا عورتاں تے مرا دل او دیک
جو میں آج سواری کوں نکلیا بھار | سو سانپن اتم ذات کی ایک ٹھار
اصالت تمام آپنی چھوڑ کر | پرم سانپ غیری سیتی جوڑ کر
نزک تھا جو اوس سوں کرے فسق مل | منجے غیرت آیا سو رہیا نہ دل
سٹیا اوسکے اپرال تشمیر میں | لگیا دم کوں ٹک سو چلی پھیر ویں
نہ لگ خوب اسکوں گیا چوک سیف | مرے ہات تے چھوٹ گئی او سو حیف
اتم ذات ہو کر کرے ایسے کام | تو کیوں نا ڈوبے مرد کی ننگ نام
ویں اسبات پرتے وو عورت گلی ۳۲۵۰ | سو اُٹھ رائے کے پاس تے پھر چلی

سنیا سانپ یو بات جوں کان دھر | سراسر اپس کوں پشیمان کر
کھیا لعنت اوس نحس ناپاک اوپر | جو بد فعل اپنا چھپیا راک کر
مرے سات تقریر کی کس وضا | مرے من کوں دلگیر کی کس وضا
گر اس رائے کوں ہیں دوکھاتا نہ جہان | نکل تل میں اسکا تو جاتا پران
ابد لگ مرے سر یو رہتا یو پاپ | ویں اس دھات کھافی آپس ہیں آپ
نکل بھار گلدان میں تے ہلوں | کیا آکے تسلیم اوس رائے کوں
کھیا ہیں نر اوس مادہ کا ہوں اے رائے | ترے ہات کی کھڑک کی دم یو کھائے
کہی ہور کچ اوسو تیرے مقام | ہیں آیا اپے کاڑنے انتقام
سنیا خوب تج رائے تے جوں یو بین | لگیا سچ کنا ہے کہ اسکا ج عین
سطوں یوں اوسے پارچے کر ہزار ۲۲۶۰ | جو تنبیہ دُسریاں کوں ہوئے ٹھار ٹھار
مرے دل میں اے رائے یوں ہے آیا تل | جو خدمت تری میں کروں قدر حال
محبت ہور اخلاص سوں بے درنگ | مرے پاس کیا منگتا ہے سو منگ
کھیا بعد ازاں رائے اس اے رفیق | مرے دل میں ہے آرزو اس طریق
جہاں لگ ہے حیواں انن کا تمام | بھلا منجکوں جو زباں ہوئے فام
کھیا سانپ اے رائے تج یو ہنر | کہونگا ولیکن ہے اسمیں خطر

بڑاایاں خطر سوہی ہے جو پھیر سکے پر نہ کہنا کسی کیچ دھیر

جو کس پر توں یو رمز ظاہر کرے تو رہے نہ یو روح تن میں ترے

کہیں اے راز ہرگز نہ بھا بھا توں سنبھال اپنی عورت تے اس ٹھار توں

کہہ اس دھات سکلا او بولیاں تمام رضا لے چلیا پھیر اپنے مقام

نکو کار جے کوئی ہے جس صمدی ۔ ۳۲۷ نہ آوے کدھیں اسکے آنگے بدی

جو پھلا پھریا پار اس رات کا کدورت لے کر دور سب ذات کا

نزک رائے کے پھیر عورت جو آئی سو خوش بو صندل ارگجا سات لیائی

نجھا رائے کوں شاد جوں پھول او پرم سات سیوے کی مشغول ہو

جو پانواں کوں صندل لگانے لگی سُکھی رائے کوں کر یو بچھانے لگی

سیلکی اک ایسے سمنے ناگہاں اٹھی بول یوں نرسوں اپنے وہاں

جو تھوڑا او صندل توں جا لائیگا مرے ہات میں لیا ہیکر بھا ئیگا

تو پانواں کوں میں بھی ترے لیاؤنگی سُکھی کر تجے سُکھ میں میں بھاؤنگی

نرا او سکا و ہیں ہنس پڑیا سن یو بات پڑیا کان میں رائے کے یو حکات

سو آیا ہنسا اوس گھڑی رائے کوں کہی تب او عورت کہ چپ کائے کوں

ہنسیا یوں سو کہہ کھول کر منج سات ۔ ۳۲۸ مگر منجکوں جانیا ہی سا نپن کی دھات

سو دیکھے او چھیلا و چھیلی کی ذات
ل ہک ٹھا رچرتے ہیں خوش ذوق سات

جو لڑکی کوں اوس بائیں کے لگ کہیں
ہریالی انگی دیک او چھیلی وہیں

کہی نر کوں اے توں جو میرا ہے پیو
ہوا ہے مرا اس ہریالی پو جیو

لیکر آج میں کہانوں ہور ذوق پانوں
کہیا نر کہ ہے سخت مشکل اوٹھاؤں

نہ چڑسے ہریالی مرے ہات او ۲۳۰ او چھیلی نرتے جوں بات یو

کہی گر نہ لیا سے تو میرا ہو پیو
پڑا اس بائیں میں ڈبونگی میں یو جیو

دیا تب اوپھر جاب اس دھات سوں
نہ کر جہل سٹ دے توں اس بات کوں

کہ اس رائے کے نمن نادان ہیں
نہیں ہوں جو دیوں جیو عورت کے تئیں

اگر توں مرگی تو کیا غم مجے
کہ نئیں کچ ترے سار کیاں کم مجے

پڑی رائے کے کان میں جیوں یو بات
پھر یا بائیں کن تے سمج گیان سات

چلیا ذوق سوں آپنے گھر طرف
کدورت سب اسکا ہوا برطرف

لگیا پھیر تن میں حیات آئے تیوں
خدا کی کیا شکر من بھائے تیوں

تداں تے کھیا عورتاں کا نہ سن
لگیا ذوق کرنے اول تے دوگن

کہ جوں رائے بکری کی سن بات کوں
رکھیا ہے بچا آپنے ذات کوں

جو میرا بچن اے دل آرام توں ۲۳۱ سنیگی تو پاویگی آرام کوں

کرگی صحی صرف توں صبح و شام
خوشیاں سات یو عمر باقی تمام

مرا گر ا ہے پیار اس یار پر
نہ نوں آج خوش یار کوں پیار کر

نہ لے کونڈ ہرگز کلی سار دل
گمہ اوس یار سوں پھولاں کے سار کھل

خوشی دل میں جانے بدل جوں لیانی
ہوا دیس مانع سو جانے نہ پائی

نرا دھار ہو پھر اپن ٹھار جا
پڑی سر د ہو گار کے سار جا

غواصی اتم رین کالی رراز
یقیں جان ہے تمیں عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و ششم

ڈھیا دیک دن شام مالی کے سار
لیا سور کی آنب کوں جوں اُتار

نکل شرق کے ڈال تے چاند سیب
گگن کے چمن کوں دیا دیک زیب

جو لے پھل پھلائی سنگات اوسکھی ۳۲۲۰ پھر آئی لے رانویں کے نزدیک رکھی

کہی نوش کر ہے یہ تیرا خورش
ہے جم اوس خورش سوں سدا پرورش

اورانواں کہیا تب کہ منج اے صنم
کھلا نعمتاں منجکوں پالی ہے جم

اگر ہیب ہر بال ہوئے مرا — تو کرنا سکوں شکر ہر گز ترا
زباں
ولے آج منج بھوک چنداں نہیں — کہ دل فکر تے ذرہ خنداں نہیں
بری کھول کہہ کیا غرض ہے ترا — جو ہوئے جمع خاطر پریشاں مرا
کہی بعد ازاں یوں کہ اے دوستدار — جو سوتی تھی میں آج کے دن دوپہار
دوپہر
سو یک جاں خوش روپ کا دلفریب — لے یک ہت منے آنب یک ہت میں سیب
جواں خوبصورت ہاتھ میں آم
نزک آ مرے ہات میں بھاؤ پھل — گیا کوچ نا بول سید ھا نکل
جو دیکھی ہو بیدار اس سات میں — نہ او آنب نا سیب تھا ہات میں
ساعت آم
اور رانواں کہیا تب کہ اے ماہ رو ۲۳۳۰ ہوا خوش تیں اس خواب تے مو بمو
کہ او جاں جو تھا ادک دلفریب — تیرا بخت ہے ہور آنب ہور سیب
جواں بہت آم
یکن مرد تیرا ہے ایکن سو یار — ہو دو نو ترت تج سوں ہیں ملنہار
ایک ایک جلد
عجب خواب دیکھی ہے تو خواب تول — کہ پاونگی اس خواب کا لاب تول
فائدہ
جوں اور رائے جو اپنی عورت اس مل — ہوا ہے خوش آخر کوں ہوں پھول دل
ہو تہار ہے توں بھی خوش تن یو دن — گنہنہار تیرا ہے یو غم کٹھن
کم ہونے والا مشکل
یو تعبیر سن شاد ہو پھر کہی — تصارائے کا کیا ہے کہہ منج صحی
سو بولن لگیا رائے ماچین کا — جواں مرد بھوگی خوش آئین کا
عیش پسند

اتم اسکے اوصاف ہور اسکے گُن — تھے حیران ترلوک کے رائے سن

جو یکدیس نکلیا او کھیلن شکار — چڑیا ایک نادر پنکھی نامدار

سونا زوک ہور نرم ایسا چ تھا ۲۴۴۸ — نہ ہو راس انگے شرمندہ سیا نچ تھا

لگی رائے کوں اوسکی نرمی عجب — کہیا حاضراں کوں زباں کھول تب

کہ روئے زمیں پر کہیں اسکے دھات — نہ ہوسے یتی نرم آدم کی ذات

جو تھا پیر مرد یک حاضر وہاں — او ٹھیا بول کریوں اونے ناگہاں

کہ اے رائے تن آدمی زاد کا — ہوا کہا نیکر مختلف باد کا

پکڑتا ہے سختی اگر نئیں تو چرم — سو اس جانور تے بھی اچھیا پو نرم

ولے آج تن ایک اتم نار کا — نہ نرمی ہیں کئیں پھول اوس سار کا

لطافت کے عالم کی ہے راج او — اتم پدمنیاں کی ہے سرتاج او

سن او بات کوں رائے بولیا او دھن — ہے کس ملک ہیں کاں ہے اسکا وطن

اوسے ناؤں کیا ہے او کس کی ہے جائی — کہیا تب او شخص اے جہانگیر رائی

ہے اس دھرتری کے تلے یک نگر ۲۴۵۰ — سو ناؤں اوس نگر کا ہے دیپک نگر

وہاں ایک راجا ہے گنبھیر آج — ہے اوس راج کا ناؤں سورا مراج

وو محبوب صاحب جمال آج کی — ہے بیٹی اوسی بے بدل راج کی

جو روں روں اگر بیب ہووے ہرا | نہ کر سک سوں تعریف اوس دھن کیرا
(رُواں رُواں زبان) | (نہیں کر سکتا — عورت کی)

جو اوس راج کن تھا وزیر یک جوان | سنیا اوسکی تعریف دے خوب کان
(کے راس) | (کان دھر کر)

سو عاشق ہوویں اوس اتم نار کا | رکھیا دل اوپر قصد اوس شہار کا
| (شہر)

جو اول تے جادوگری او وزیر | سکیا تھا سو تھا سحر میں بے نظیر

پھریا رائے جیوں کھیل کرد و شکار | سو ویں سحر سوں بن کے چیونٹی کے سار
| (سے — مانند)

چلیا ایک سوراخ میں پیس کر | اوسی نار کے جا کو پہونچیا نگر
(گھس) | (عورت — شہر)

ولے رائے کوں کچ نہ تھا فام یو | کہ عیارگی سوں کیا کام وو
(معلوم) |

جو گئے دیس دو تین میانے گذر ۔۲۳۶ | سر پر آپنا خوب سنگار کر
(دن) | (بدن)

سو درپن منے عورت اوس رائے کی | نجھا دیکھ چھب اپنی زیبائی کی
(آئینہ) | (بغور — ادا)

کہی ایسی صورت کسی نار میں | نہو سے کہیں آج سنسار میں
(عورت) | (نہوگی — دنیا)

مرا مرد جو رائے رایاں ہے آج | اس ایسا بھی کوئی جگ میں ہوسے راج
| (دنیا — ہوگا)

جو نزدیک تھا ایک رانواں وہاں | سن اس بات کوں ہنس پڑیا ناگہاں

سو عورت کی خاطر کوں لاگا برا | کہی وو ہنسا رائے کی دھیر دورا
| (سے — دوہرا کر)

جو پوچھا اوسے رائے سو پھیر تب | او رانواں کھیا میں ہنسا اس سبب

جو بھاگی رتی رائے کی کر منم | کہی حسن میں کوئی نئیں اپنے سم
(نیک بخت زن — غرور) | (برابر)

نہ رایاں منے آج کوں کوئی پائے | کہاں ہے جو تیرے مقابل کوں آئے

کہ جگ میں نر و نار کوں ذوالجلال | تفاوت سوں روزی کیا ہے جمال

جو اچھتا ہے توں جس زمیں کے اوپر ۳۳۷ اوسی کے تلے اے گنی بختور

ہے دیپک نگر کر نگر یک گنبھیر | وہاں راے ہے ایک روشن ضمیر

کہ جوڑ انہیں اس دھرت پر اوسے | دیا ہے الٰہی عجب فرح اوسے

نیکا ناؤں اسکا سو ہے رام راج | عجب ایک دھرتا ہے بیٹی وو آج

ہے اوس نار کا روپ سمدر نول | کہ تھوڑا دسے اوس جتا میں سراؤں

مری جان کوں حسن و خوبی بریک | اوس ایسے نہو سے کہیں جگ میں نیک

سنیا راے رانویں تے جس تل یو بین | دل و جاں سوں اوسکا دیوانا ہو عین

جکوئی خاص ہور معتمد تھا حضور | حوالے کر اوس سلطنت کا امور

یکٹ جوگیاں کا لیا بھیس وہیں | چلیا مملکت چھوڑ پردیس وہیں

جو نزدیک دریا کی کرڑ کی پوچا | کھڑا ہو نجھانے لگیا جا بجا

نہ کہیں باٹ جو جائے مارگ پکڑ ۳۳۸ نہ ہوڑی جو بیلا ر ہوئے اسپہ چڑ

تو جہ دریا سوں دھر یک دیس وانچ | رہیا بھوک ہور دھوپ کی سوں آنچ

کیا اوس دریا کوں جو حق مہرباں | وو ما چین کا راج ہے کر پچھاں

دیس آدم کے سیار ایسیں دکھلائیکر   کھڑا راے کے سامنے آئیکر
(مانند)

کہیا حال کیا ہے توں آیا کدھر   ہو خورشید توں چھاؤں بھایا کدھر
(ڈالا)

کتا کھول کیا ہے ارادت ترا   جو بر لیاؤں ہر حال حاجت ترا
(کہنا)

کہیا تب کہ منج عشق یک نار کا   کر اس دھات گھر دار تے بھار کا
(طرح) (باہر)

منجے کھینچ لیا یا سو آیا ہوں یوں   نجانوں اگگے ہو ہنارا ہے کیوں
(آگے)

کہ دیکیا نگر بیچ اوسکا ہے ٹھانوں   مگر روپ سمدور اوسکا ہے ناؤں
(مقام) (نام)

سن لے بات دریا کہیا اے نگار   ہے او نار نئیں کوئی نار اوسکے سیار
(عورت) (مانند)

وہ اد نگر یہاں تے ہے بھوت دور ۔ ۳۳۹ ۔ جو ہوئے مہرباں تج پو رب غفور
(شہر)

عجب نئیں ہے تیرے چڑھے ہات او   کر اس سات اس دھات سوں بات او

ترت اپنی سرحد تے اُلگا گیا   جوں اوراے دریا اُتر آ گیا
(جلد) (پار کیا)

دکھیا باغ فردوس کے سیار ایک   سو اوس باغ میں جاکے بیٹھا ٹک ایک
(مانند) (ذرا)

یکا یک ایسے میں وہاں دو جواں   سلام آکیے راے کا دیکھ شاں

او ٹھے بول یوں اے گنی حق شناس   ہمیں تج سوں دھرتے ہیں یک التماس
(عقلمند) (رکھتے)

کہ دونو ہمیں سو سگے بھائی ہیں   جو میراث کچ باپ تے پائے ہیں

سو لڑتے ہیں اوسکے بدل بھائی دوئی   برابر نہیں بانٹ سکتا ہے کوئی
(کیلئے)

ہمن دو کے میانے توں حاکم ہو آج — او تقسیم کر دے کہ ہیں لا علاج

کہیار اشے کیا ہے سو بولو وو چیز — جو دیؤں تمن میانے اسکا تمیز

کہیا تب کہ وہ چار چیز ہیں اول — سو خرقا اسے اوس منے بے بدل ۔۔۳۴۰

اگر دل منے سن ٹکے دس ہزار — وو جھاڑے تو ہمیں تے نکلے بھار

دوجا ایک کچکول ایسا ہے جو — منگیں جیسی نعمت تو ہوئے پور دو

ہے تیسرا اکھڑا اویں کیرا جوڑا ایک — جو کوئی پانوں اپنا اوس اپرال رک

کرے قصد جس ملک جس شہار کا — اچھے وانچ حاضر ہو یکبار کا

ہے چوتھا عصا ایک اس بات کا — اگر وقت ہووے جو کیں رات کا

جو مارے زمیں میں او ہے جیسے ٹھار — تو در حال ہوئے شہر واں آشکار

یو باتاں سنیا کان دھر رائے جیوں — ادک شاد ہو لیا لیا دل میں یوں

مگر لطف کر آج پروردگار — مرتے تینچ بھیجیا ہے یو چیز چار

کہیا بعد ازاں انکوں او چار چیز — رکھو منج انگے لیا جو دیؤں تمیز

جیوں اولیا کے آنگے رکھے رائے کے — سچ خیال کوں اس دو نو بھائی کے ۔۳۴۱

یکس کوں کہیا راست تا دھیر دوڑ — یکس کوں کہیا یوں چپا دھیر دوڑ

جکوئی تیر کے خاص جا بیگ آئے — او اول جکچ خوش لگے سو اوچائے

جو راضی ہو کرتے ہیں یوں منج حضور — تو ہوتا ہے دونوں میں کا جھنج دور
جھگڑا

چلے دوڑتے وو یچ دونو جنے — ہوا رائے کوں فرصت ایسے منے

سو اوس چار بستاں کوں سو رات کر — او کچکول خرقا عصا ہات کر
چیزوں خواہش

قدم اوس کھڑاویکے اپرال رک — نیٹ اپنے مقصود پر خیال رک

چلیا نیٹ دیپک نگر بیچ پیس — ہوا آئک وو آسودا ایک ٹھار بیس
سیدھا گھس ان آکے بیٹھ

جوں اورائے کے قصر کن آئیا — وزیر آپنے کوں وہاں پائیا

کہیا توں کیوں استہار آیا کنا — گھڑیا کیوں تجے یو سمایا کنا

دیا جواب او یوں کہ اے سائیں میں ۳۴۲۰ دیکھن یاں کے آیا تماشا کے تئیں

عجب کچ جو رونق تھا اس ٹھار کا — عجب کوئی راجا ہے اس شہار کا
جگہ شہر

زمیں کا مگر یو ہے دیو اندر آج — پونم کا ہی ہے مگر چندر آج
راجہ اندر چودھویں چاند

جو بیٹی اہے ایک اس راج کوں — سو ہے بے بدل حسن میں آج کوں
بے مثال

نیت یوں ہے اسکا جو تج راج باج — نہ لوڑے کسی مرد دسرے کوں آج
بغیر شادی نہ کرے دوسرے

ستے کچ ہیں اوصاف تیرے یہاں — اس ایک جیب سوں کہ سکوں میں کہاں
اتنے شہرت زبان

اسی گفتگو میں کتے مل دوئی سو — ویں ایسے منے پا خبر کوئی سو
دو تو

کہے واں کے راجے کوں جانا کہاں — کہ ماچین کا رائے آیا ہے یاں

وو راجا سنیا یو خبر جسگھڑی　　خوشی آپنے دل میں لیا لے بڑی

چلیا ویں لیے ساتھنے رائے کے　　چلیا لے محلاں میں زیبائی کے

دکھیت رائے کے شان کے دھات کوں ۲۴۳　　گیا بھول کر آپنی ذات کوں

محبت سوں مل بیس یک تخت پر　　خوشی سوں لگا وقت اسوقت پر

دوجے دن گنا میز بانی بڑی　　دیا بیٹی اوس دیک اہرت گھڑی

جیوں اورائے خورشید کے نور کا　　دکھیا روپ اوس روپ سمدور کا

ہوا شاد یوں جو کہیا کچ نہ جائے　　کہ جیسا ہے جن کیوں تے ویسا وو پائے

جو وو چار پستاں تھے اوس رائے کن　　تھا دیکھ یک دیس وو گلبدن

کہی جو ہے ایسا بڑا رائے توں　　تو کیوں خوش کیا ہے کنا منجکوں یوں

کہیا تب کہ اے نار یو چار سو　　مرے جیو کے عین ہیں یار سو

اگر پوچھتی ہے منج اوسکا توں مول　　ہے تیری مری بادشاہی کے تول

کہ عظمت انوں کا جو کچ ہے تمام　　اگے یک بیک ہوویگا تجکوں تمام

اہانت ستی توں انن کوں نہ دیک ۲۴۴　　یو چاروں ہیں اوتار امکیں تے ایک

کہ اسدھات گذرے دکھیت چند روز　　رضا لیکر اورائے گیتی فروز

رتھ اپنے نگر ہور ملک دھیر کر　　جو محبوب کوں لے چلیا پھیر کر

وزیر اپنے دل میں ہوا تب دوکھی
پھاروپ یکبار گی ہو نکھی
تکل

گیبت راز اپنا چھپا رائے پر
تمام
لگیا رائے کے دور کوں جائیکر
دامن

جو آنگے ہو منزل پو منزل چلے
وو دو بھائی آباٹ میانے ملے
راہ

نظر رائے کی جوں انن پر پڑی
سو یک جھاڑ کے تل اوتر او سگھڑی
میں ایسے معذرت سات جا اوس گھڑی

کہیا عذر خواہی سوں اے بھائی ہو
میں لگیا بولنے کو اتن سات ہو
ہوں ماجین کا میں اپے رائے سو
خود

ضرورت بدل میں وو بستاں چھار
کے لئے چیزیں
گیا لے کے تمنا سوں کچ نا بچار
تم بول

انو سوچ تھی سرفرازی مری
انہی سے
انو نیچ ہوئی کار سازی مری
مقصد براری

مرا چوک بخشو نہ مانو برا
میں مرنی غلطی
۳۴۵۰ خوشی سوں تمیں لیو یو بستاں پھرا
چیزیں واپس

کہ جو لگ اہے صبح جو لگ ہی شام
جب جب
ہوں ثنا کر تمہارا کہ جانو تمام
سمجھو

کہے تب وو دو بھائی اے حق گذار
ہمیں تج نے خوشنود ہیں بے شمار

کہ لئی دن تے اس چار بستاں بدل
بہت چیزوں کے لئے
ہمن دونوں بھایاں میں تھا جو خلل
میں ہمن دونوں میں یو بڑا تھا خلل جھگڑا

جدھاں تے جو توں لیو کر وو گیا
جب لیکر
تدھاں تے خلل بر طرف ہو گیا
اسوقت جھگڑا

مبارک اچھو تج یو بستاں چھار
ہو چیزیں
کہ ایسے ہمن پاس ہیں بے شمار
ہمارے

یونا ہو منگیگا توں بھی کچ فتوح
چاہیگا
توسکلا ئینگے تج ہمیں نقل روح
سکھلائینگے تجھے ہم

محبت کے مارگ میں جو آئے او
راستہ
سو ویں نقل روح اسکوں سکلائے او
سکھلائے

مکھی ہو کو جو لگ رہا تھا وزیر سو وو بی سکیا وو ہنر بے نظیر
رضا ترت دئے رائے کوں دونو بھائی سو بی وو کھڑا ویں اوس سات رائی
کیا قصد ماچین کا دل منے ۴۴۶۰ سو انپڑیا اوسی شہر جا تل منے
ہوا دیک نزدیک کیں ایک ٹھار جو بیٹھیا وہاں ٹک کھڑا ویں اوتار
ویں ایسے میں ہو آدمی او وزیر کیا رائے کوں آ کو تسلیم پھیر
کہیا[1] دیک رائے اوس کہ اسٹھار کو تو آیا سو کیوں وو دیا جواب یو
کہیں تج تے اگیچ آیا ہوں یاں ٹھنڈی چھانوں دیک ذوق پایا ہوں یاں
بھلا جو توں کھیلے ہرن کا شکار کہ ہیں اس جنگل میں ہرن بے شمار
ہوس رائے کا تھا جو کھانا کباب سو جا مار یا یک ہرن کو شتاب
خیانت سوں ویں دل پھرا نت وزیر کہیا یوں کہ اے رائے گردوں سریر
ہنر ایک دیکھ نگر بیچ منج چڑیا ہات سو کہنے منگتا ہوں تج
اگر منجکوں ہووے اشارت تیرا مکھی ہوونگا اپنی صورت پھرا
رضا جوں دیا رائے بھوگی سکی ۴۴۷۰ سو دکھلائیا اُن اپس کر مکھی
گھڑی وقت رہ وو بیچ ایکبار کا ہوا آدمی پھر اول سار کا

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

دیکھیا اس ہنر کوں جو اوگن ندان — کہیا یو ہنر سہل کچ ہے کہ جان

مرے پاس ایسا چ ہے یک ہنر — بچڑا جیو مردے کے دھڑ کے بھتر

کروں زندہ ہور پھیر اپن دھڑ میں آؤں — اول کیچ صورت سوں اپس دیکھاؤں

سنیا رائے تے بات جیوں او وزیر — کہیا رائے کوں پھر کہ اے دستگیر

مری ذات میانے اتھا جے ہنر — سو دکھلائیا تجکوں مخفی نہ دھر

اگر لطف کر او ہنر توں دیکھائے — مرا جیو بھی تج تے ٹک امن پائے

سو ویں رائے ہوا اپنے دھڑ تے بھار — اوس آہو کے دھڑ میں کیا جا کو ٹھار

دیکھیا رائے کے دھڑ کوں خالی اونے — سو در حال جا سنچریا اوس منے

نکل واں تے آ رائے کے روپ سوں — ۲۴۸۰ لے اپنے سنگات اوس اتم جائی کوں

نمک رائے کا کر اپس پر حرام — یکیلا اوسے چھوڑ دے اوس مقام

قدم شوم رکھ اوس کھڑا ویں اوپر — چلیا رائے مہاڑی منے بیس کر

سو غوغا اوٹھیا شہر میں جہاں تہاں — جو اوس دھن کوں لے رائے آیا یہاں

ہوئے پھول کے سار کھل لوگ خوش — دمامے بجانے لگے ٹھوک خوش

سب یکدھر تے ارکان دولت ملے — نہارا روپ اوسکا ولے در ولے

دھرے کوئی سر بھوئیں کئے کوئی سلام — ولے راز کس کوں ہوا کچ نہ فام

جو دن جا کو سنیچر ہوا شام کا | ہوا دیک کر وقت آرام کا
وقت داخل ہوا
چلیا روپ سمدور کی سیج دھیر | ہوا بر تے اوسکے او روشن ضمیر
خواب گاہ کی طرف | طرز
سیج دل منے لی جو یو رائے نوئے | لیا ہے اُسیکا مگر روپ کوئے
نہیں | شکل
لیتی اوسکے نزدیک تے اپس کاڑ | ۲۴۹۰ اوٹھی بول یوں اوسکوں باتاں میں پاڑ
جدا | ڈال
صحیح[1] رائے کا کالبد توں تو ہوئے | ولے اس بہتر رائے کا روح نوئے
جسم | نہیں
مرے دل میں اس باب آتا ہے شک | کتک دیس توں منج تے اپس رک
چند دن | مجھ سے علیحدہ رہ
اگر توں وہی رائے سچلا اچھے | ہوں تیر تیچ کر جان منجکوں سچے
اصلی ہو
مری بات نا سن توں زوری پو آئے | تو سچ جان اس تل مرا جیو جائے
زبردستی | لحظہ جان
سن یو بات وہیں اوسکوں لرزا چھپا | ضرورت سوں اوسکے نزک تے اوٹھیا
تھرتھری
وہیں اول کی عورت کے گھر میں چلیا | سو اون بی روش اوسکی خاطر میں لیا
طرز
ہو دلگیر سخت اوسکے آنے پوتے | لیتی کھینچ اپس ایک بھانے سیتی
نہ روزی[2] ہوا دیک انن کا وصال | دیا چھوڑ اوس دوئی کا او خیال
حاصل | دونو
ولے دیکھنے روز آتا اچھے | یو دونو کے تئیں دیک جاتا اچھے
ان | ان کو دیکھا دور سے پھیر جاتا اچھے

---

[1] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

[2] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

یکایک اَنگے دن جو خوبی کے آئے ۳۵۰ ہرن ہو کہ جو تھا جنگل ہیں او رائے
سو رانواں دیکھیا یک موا سو کہیں (مردہ) ہرن کے نکل جسم ہیں تے وہیں
سنپچر تن میں رانویں کے پایا قرار اوڑیا واں تے خوشحال پنک مار مار (پر)
اُتر آ اپنے (داخل ہو) قصر کے بام پر نوی اپنی محبوب کوں فام کر (معلوم)
یکٹ دیک اوسے کھول منقار ویں کیا سب جفا او میپوا اظہار ویں
کہی (تنہا) تب او عورت کہ اے رائے تج گنوا لے دوکھی تھی سو پھر پائی تج (گم کر کے)
ولے روپ تیرا ہے رانواں کیرا ملاقات کیوں ہووے تیرا مرا
کہیا پھر او رانواں کہ اے ہم جلیس جب آگا (آئیگا) محل میں ترے او خسیس
نزک بیسلا (بٹھلا) کر بیٹھی بات توں او خوش ہوئے تیوں بول اس دھات توں
جو مج دل ہیں تھا دغدغا ہور گمان ہوا آج تے دور کر تو پچھان
مرا مرد تحقیق سو تو بچ ہوئے ۳۵۱۰ بغیر توں نہیں ہے منجے غیر کوئے
ولے روح کے نقل کا جو ہنر اتھا تج میں دکھلا منج یک نظر
کیا ہے تو لئی (بہت) بار میرے حضور کر اتبار جو شک مرا ہوئے دور
منجے یو ہنر جب توں دکھلائیگا مرا روح تو (اس مرتبہ) تج تے سکھ پائیگا
چھپا رک منج اوں آئے لگ یک (یک) ٹھار بزاں (بعدازاں) دیک کرتا ہے کیا کردگار

سن اس بات کوں او سہاگن سکی کرا بیچ جیو پنجرا چھپا اوس رکھی

جو منجلس تے او بٹے دوسرے دیس پھیر جوں آیا او اوز... بد منی کے منہ پھیر

اوسی دھات باتاں سننے کہال کر ادک اوس ... دل کوں خوشحال کر

جو بولی تو راضی ہوا او نابکار اسی تل جیواں ایک گدھڑے نی مار

نکل رائے کے تن منے تے او پھیر جو گدھڑے کے تن میں گیا پیس کر

سو درحال او رائے عالی تبار ۔۔۔ نکل کالبد میں تے راتوں کے بھار

کیا آپنے تن میں جا کر مقام ہوا دور دل کا کدورت تمام

او گدھڑا جو تھا کر کتک مار اوسے کونیاں ہات کھر ڑا سیٹے بھار اوسے

کمل کے نمن بعد از اں رائے کھل نوی ہور قدیم اپنی عورت سوں مل

ملیں کا چندا ہو ملیں کا اچت لگیا راج کرنے کوں خوش ہو نت

الٰہی کی توفیق سوں اے نگار جفا سوں او رائے جوں بے شمار

ہوا عاقبت شاد اس دھات نوں مل اوس یار ہور آپنے مرد سوں

ہونہار ہے شاد کچ غم نہ کر جما اکھ خاطر کوں برہم نہ کر

رہی رات تھوڑی کمر باند بیگ توں ہو اوس ستارے کی جا چاند بیگ

ہوس کا قدم رکھ اگے چل جو آئی صبا کی نکل آئی ویں روشنائی

سو ہو نا امید او سگھڑی یارتے ۳۵۳۰ چلی اپنے مندھر بھر اوس ٹھارتے

غواصی انم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب بست و ہفتم

گگن سانج کوں سور کیرا رتن جو مغرب کے طبلے میں راکھیا جتن

وو جڑ چاند کا شرق تھالے میں تے جھمکنے لگیا رین کالے میں تے

سوا و نار تن نور تن سوں سنگار مکلّل جو ہو آئی رانوں کے ٹھار

کہی اے فراست کی دریا کے دُر جو مِٹھ بول پنکھیاں میں توں ہے سگھر

زباں کھول کر منج سوں کرتا ہی بات تو سنتی ہوں میں تج تے تازے حکات

ہوائیں غرض گرچہ حاصل مرا ولے تج تے پکڑیا صفا دل مرا

گذرتا ہے خاطر منے یوں اپتال جو اوس یار کا چھوڑ دیوں خیال

کہ نئیں فائدا کچ ہلاکی بغیر ۳۵۴۰ سنجا ہے ہلاکی یو پاکی بغیر

یو گرد آپنے پاک دامن تے جھاڑ بھلا یو جو سوداسٹوں دل تے کاڑ

کہ دستا ہے منج خیر پاکی منے ہے ناپاک سو جم ہلاکی منے

نئیں اس کام تے فائدہ اکچ منجے بغیر دو وک نہیں ہے ادا کچ تنجے

کہیا تب او رانواں کہ اے دھن اصیل اصالت ترا عافیت ہر سبیل

رکھنہار ہے منج کیا فت تے پاک نہ کرسے ترے پاک دامن کوں ہپاک

کہ جوں بیٹی یک منتری خاص کی یک ایمان یک دل یک اخلاص کی

طہارت کوں اپنی جو ثابت رکھی ادکھیاں کی تہمت تے چھٹ ری سکی

ہے جس ہیں طہارت اوسے زیان نئیں نفا باج اوسے ذرہ نقصان نئیں

کتا ہوں سن اسکا حقیقت تمام کہ تھا بادشاہ کوئی بہرام نام

اتھے دو وزیر اوسکے تئیں بے نظیر ۳۵۵ یکن عالم ایکن سو عاقل گنبھیر

جو عالم کوں بیٹی اتم ذات تھی سورج دیس کی چاند تھی رات کی

نہ دھر مرد پر خیال او نیک نام عبادت میں مشغول اچھے صبح و شام

سو یکدیس عالم خوشی کاج کر جو عاقل کو بھیجیا بلا اپنے گھر

یکایک او بیٹی نظر اوس پڑی سو پورا دیوانا ہوا اوس گھڑی

لگایا دل اوس سات مخفی وہیں نہ اظہار کر بھی کسی سوں کہیں

پری تھے اوسے خوب لک ٹھار جان کیا شاہ کوں جا کو خاطر نشان

سنیا جوں صفت اوسکی بہرام شاہ — ہوا عاشق اوسکا سو ویں صبح گاہ

درونی میں دھر آرزو بے قیاس — دیا بھیج پیغام عالم کے پاس

کہ ہر حال اس پاکدامان کوں — بھلا جو ہرے عقد میں لائے توں

جو بیٹی کوں عالم سنایا یو بات ۳۵۴۰ — نہ راضی ہوئیوں بول اوٹھی باپ سات

کہ دے جیو مجکوں جلایا ہے جن — اوہی سات لیائی ہوں دل رات دن

سٹی ہوں ہوا نفس کا کاڑ میں — کسی مرد کا نا دھروں چاڑ میں

اگر تل اوپر ہوئیں گگن سات یو — تو ہرگز قبولوں سو نا بات یو

جو سچلا مراتوں جنیا باپ ہے — تو اس کام تے ہات دھویا پ ہے

خدا کی پرستش بغیر ہور پر — نہیں دل ہرا مج پونا زور کر

نپٹ دیک اوسے منکر اس بات سوں — کہیا شہ کو جا عالم اس دھات سوں

کہ اے بادشاہے زمین و زماں — فدا تج پو ہیں ہور مرا خانماں

جو بیٹی سوں ہیں خوب دیکھا بچار — خدا کے بغیر کس سوں نئیں اختیار

رین دن عبادت سیتی لائی ہے دھیاں — دنیا کی لذت پر نئیں اسکا پراں

مگر ہے خراب اوس لکھے یو جہاں ۳۵۵۰ — چلے کچ نہ تدبیر میرا یہاں

برا مان بہرام اس بات پر — غضب کا نظر تیز کر گھات پر

کہیا کر توں راضی اوسے بر سند　　　مرا ہو نکو کر مری بات رد
(بے گیر کر توں　طرح)

بُرائی نہ لے باند منج سوں اندیش　　　بھلا جو بھلائی سوں توں آے پیش
(سوچ)

ہو عالم ادک اوس گھڑی گھا برا　　　کہیا یو خبر پھیر بیٹی دھیر آ
(بہت　پریشان　کو)

سو تدبیر تے سخت ہوا لا علاج　　　کہی باپ کی دھیریوں میں تو آج
(سے)

ہوں راضی یو جیو دیونے کے بدل　　　ولے نفس کا سر نہ لے سوں خلل
(جان　لیے　خواہش دل)

جو دھرتا اچھیگا مری چاڑ توں　　　تو اس ملک تے منج لیجا کاڑ توں
(پیر واہ محبت　نکال)

ہو راضی اسی بھات اس رات کوں　　　لے سنگات باپ اوس اتم ذات کوں
(طرح　ساتھ　نیک)

چلیا چھوڑ گھر دار بے اختیار　　　ہوا یو خبر شاہ پر آشکار

سو اوس نار کے عشق کے شوق سوں ۳۵۸۰　　　نہ رہ سک چلیا پیٹ لگ ذوق سوں
(عورت　عقب میں)

جو او دو ملے باٹ میں ایک ٹھار　　　جیواں شاہ اوسی ٹھار عالم کوں مار
(راہ　جگہ　جان　جگہ)

لے بیٹی کوں اوسکی جو گھر آ گیا　　　ستم سات اپن عقد میں لیا گیا
(جبراً　اپنے)

یکا یک بڑی یک مہم جو کھڑی　　　سو اندیشہ دیک بادشاہ اوس گھڑی
(پیش آئی　سوچ)

بڑا اعتمادی سو عامل ہے کر　　　چلیا مملکت چھوڑ دے اوس اوپر

سو عامل نہ لیا تاب بے تاب ہو　　　پریشان اوس نار کے باپ ہو
(عورت)

کچی بُد کر یک رات آدھی رات کوں　　　نجھانے بدل اوس اتم ذات کوں
(بیوقوفی　آدھی　دیکھنے کیلئے)

چڑیا شاہ کے قصر کے بام پر — پڑی جوں نظر اوس گل اندام پر

لگی عشق کی چوٹ پیٹ بھر اوسے — نہ کر اوس گھڑی راز ظاہر کسے

جو آیا اتر قصر کے بام تے — پکڑ آپنی عقل ہور فام تے

نہانی کسی دائی کے ہات سوں ۳۵۹ دیا بھیج اُسے بول اس دھات سوں

کہ لئی دن تھے تیرا جمال اے نگار — کیا ہے مرے دوئی انکھیاں میں ٹھار

سکیا ہے سینا دیک منج دھیر آج — ترے وصل کا ٹک پلا نیر آج

بہ سمع رضا سن مرا التماس — نہ کر آپنے درس تے منج نراس

اگر نئیں تو شہ تے تجھے پاڑ دور — کرونگا بلا ہور محنت سوں چور

کہ ہے سلطنت سب مرے ہات میں — پھر نہار ہے شہ مری بات میں

جو اودھن سنی دائی تے جوں یو بات — دئی بھیج یوں بول پھر اوسکے ہات

کہ شہ نج دیانت پو دھر اعتبار — گیا اس سبب محض بھانج پو بھار

جو میرے اچھے حفظ کے پئے میں تول — نہ کی یوں خیانت کرے منج سوں

کہ میں کھیت ہور توں ہے باڑی کے سار — ہے باڑی کیرا کھیت کوں اعتبار

جہاں کھیت کوں اوٹھ کے باڑی چرے ۳۶۰ تو عزت بھرے سے کوں کیا کوئی ڈرے

گنہ کا مرے پاک دامن پو گرد — نہ بیٹھے کدھیں جان اگر توں ہے مرد

ہما کا اچھے آشیانا جہاں | گھگو کا سنجر ہوئے کیوں کہہ وہاں
سنیا عامل اس دھات کا جوں جواب | اٹھیا بغض دل میں ہوا جل کباب
کتک دن کوں بہرام اپنے منڈھیر | مہم تے جو آیا سلامت سوں پھیر
سو عامل کوں اپنے حرم کا خبر | لگیا پوچھنے کوں سو اوبدسیر
کہیا اے شہنشاہ ہے عالی صفات | کہوں کیا حرم کی تجے کھول بات
جو فرمان سوں شہ کے یک رات میں | چڑیا بام پر جوں تماشے کے تئیں
یکایک نظر سو حرم منج پڑی | سو رانی نوی شاہ کی اوس گھڑی
مل یک ٹھار بیٹھی ہے طباخ سوں | زباں کھول اوس نحس گستاخ سوں
اُتر بات میں بولتی ہے کہ آج | ۳۶۱۰ صبا لگ ترا ہور میرا ہے راج
کہہ اس دھات لے اوس چلی اپنے سیج | میں اتریا وہیں واں تے لاحول بھیج
پڑی شاہ کے کان میں جوں یو بات | ہوا اوس لکھی زہر سارا حیات
غصہ سوں نہ اندیشہ کر دیک دور | بچھونڈے بندا مطبخی کوں حضور
کیا پارچے دوئی شمشیر کھینچ | غضب سوں حرم میں گیا بیں و پنچ
کہیا اپنی عورت کوں لے نابکار | یکایک توں کیا کام کی اختیار
اپے ذات و نیچ ہو کم ذات سوں | قبولی برا فعل کس دھات سوں

تب او نار اوٹھی بول لے شہر یار　　اگر سچ ہے توں سایۂ کردگار

تو اہل غرض کی نہ سن بات یوں　　اتا لاہونج پر نہ کر گھات یوں

تفحص کرا ہور تحقیق کر　　نہ دھر کان عاال کی تزرین پر

عدالت کے ہے اوج کا چاند توں ۳۶۲۰　　مرا خون گردن نہ لے باند توں

ہے انصاف تج میں تو انصاف کر　　بزاں دھڑ تے میری منڈی صاف کر

وہیں اس بات تے ہات گردان کر　　سیاست کے کھنجر کتیں میان کر

صبوری نہ کر سک غصے سات اوسے　　چڑا اونٹ اپراں آدھی رات اوسے

کہیا ایسے جنگل منے دیو و چھوڑ　　جو کھاویں اوسے دیو و دد توڑ توڑ

اسی دھات اوس بے گنہ کوں لیجا　　دئے چھوڑ جنگل میں سو جا بجا

لگیا اونٹ پھرنے کوں جنگلے جنگل　　اترنے اوسے اونٹ پٹے تے نہ بل

بھوکی ہور پیاسی نہ پانی نہ کھان　　ہوئی سخت بیتاب اڑجا پران

بندے بند مل مل ہوئے سب کھکل　　اندھارا ہوا اسیو سنسار کل

نہ تھی سدھ کچ اسمیں جو دن تین چار　　سو ایسے منے اسیو پروردگار

نظر جو کیا مہربانی کی تب ۳۶۳۰　　کھلے غیب تے بند اعضا کے سب

سو پانی بھری ایک بائیں کے ٹھار　　ہلوں اونٹ او پر تے جو اتری نلار

جو دیکھی یکایک انکھیاں کھول واں — پڑیا ایک نظر تب یسن ڈول واں

توکل کے بازو کیرے تول سوں — لینتی چلیند پانی خوش اوس ڈول سوں

وضو ساز بندگی کی مشغول ہو — زمیں کے اوپر عجز سوں دھول ہو

کہی یونکہ اے جگ کے پروردگار — نہیں تج بغیر کوئی منجکوں ادھار

ہوا نفس کا دل تے کر پاک میں — تیری باٹ کی رہی تھی ہو خاک میں

کدھر گئی تیتے دن کی پاکی مری — کہوں کھول کس یو بلاکی مری

مرے پاپ پن کا سو علام تو نچ — کرنہار یو راز کوں فام تو نچ

میں اپنا تج ابرال بھائی ہون بھار — مراداد سو تو نچ ہے دینہار

توکل کر اس دھات سوں صبح و شام ۳۴۶ اوسی بائیں کے پاس تھی کر مقام

قضا ایکدن یوں ہوا ناگہاں — جو پر ملک کے شاہ کا ساربان

گم اونٹاں ہوئے تھے سو ویں دھنڈتا — ہو پیاسا رخ اس بائیں کے دھر کیتا

سو یک نار دیکھیا جو مقبول ہے — خدا کی عبادت سوں مشغول ہے

پری تھے ہے لک بٹا صاحب جمال — نہ اسکے نزک کوئی بغیر ذوالجلال

آ نگے ہو سلام اوس کر او ساربان — کہیا یوں کہ اے مادر مہربان

تو اس حسن و خوبی سوں ہو کس کی جائی — بدل کائے کے اس خرابی میں آئی

بھریا ہے بلا سوں یو جنگل تمام کیئے ہے توں کیوں اس بلا میں مقام
کہی تب اوسے یوں کہ اے بھائی ہیں اپے ہو کر اس ٹھار نئیں آئی ہیں
مرے حاسداں افترا مج پو جوڑ دئے اس خرابے میں غربت سوں چھوڑ
کہوں کیا مرا ماجرا تج سنگات ۔۳۶۵ سنیا اوس تے اوساربان جیں یو بات
کہیا پھر اوسے یوں کہ اے مائی توں جو راضی ہو فرمائیگی منج کوں
تو اس ٹھار پر تے تجے بے ہراس لیکر جاؤنگا آپنے شاہ پاس
کہ شاہاں میں ہے آج گنبھیر او نظیر اوس نہیں ہے جہانگیر او
اپے چودواں چاندتوں ہو کہ جان ہے تیرے لیکھے یو خرابا گراں
کہ تج سیار کی خوب اس ٹھار پر نہ اچھنا مبادا کچ انپڑیے ضرر
کہی تب کہ اے بھائی سر پر جسے قوی حق تعالیٰ ہے کیا ڈر اوسے
ہے رکھوال اسٹھار سبحان منج یکیلی ہوں کریاں نکو جان منج
لگاوے دل اپنا خدا سوں جکوئی کیوں اوسکے نزک تے خدا دور ہوئی
جو آیا ہے توں دوڑتے ناگہاں کنا کیا ہے مقصود تیرا یہاں
اوٹھیا ساربان بعد ازاں بول یوں ۔۳۶۶ کہ نکلیا لے اونٹاں کوں ہیں بھار جوں
یکایک چکامک ہوئے او تمام سو ویں دھنڈتا آئیا اس مقام

دعا کر جو میرے چڑے ہات او — کیتی اُن دعا سو اُسی سات او
(ساعت)

ہوئے وانچ پیدا تمام ایک بار — سو ہو شاد ویں ساربان بے شمار

لے اونٹاں کو سارے چلیا و انتے پھیر — سو او قصا بولیا اپن شاہ دھیر

سنیا شہ جوں او پاک دامن کی بات — کیا دیکھنے کا ہوس شوق سات

سواری کے بھانے جو نکلیا بہار — کیا اوس جنگل کی طرف خوش گذار

جوں آیا نزک رک حشم کوں وہاں — ہو تنہا اپے ہور او ساربان
(نزدیک — بن سرپ دل لشکر)

چلیا دیکھنے اسکوں اس پائیں کن — سو او نار محبوب چندر بدن
(کنوئیں — عورت)

عبادت کے دریا منے ہوئی ہے غرق — جھمکتے ہیں جوندھر تجلیاں سوں ق
(میں — چھکتے — چو طرف)

مصلے پو سجدے میں راکھے ہے سر ۲۶۷۰ بہتے ہیں انکھیاں تے انجو دوئی دھر
(رکھے — آنسو — دو طرف)

کتک بار کوں آپنے سد میں آئی — دیکائی یک سجدے تے جوں سر اوچائی
(کتنی دیر — ہوش — اٹھائی)

خبردار ہو شاہ اس حال تے — اتر بیگ تیزی کے ابرال تے
(جلد — گھوڑے — اوپر)

نجھا حسن اسکا ہو آپس ہیں گم — اتر تاج او سکے مصلے کوں چُم
(دیکھ — چوم)

چلیا واں تے اپنے حشم کے کدھن — سو پھر اوس اتم پاک دامن کے کن
(بن سرپ دل طرف — پاس)

شہانے امولک دے تحفے سنگات — دیا بھیج یوں بول حاجب کے ہات
(بیش بہا)

کہ اے صالح دل ہیں جیوں ہی مرے — جو اختیار توں عقد شرعی کرے

کہ بھایا ہے منج من کوں تیرا صلاح
بھلا جو دھنڈے اب توں میر اصلاح

سینا گرچہ دھرتا ہوں ہیں صاف آج
ولے نئیں صفا صحبت پاک باج

سن یو بات حاجب تے او دل فگار
کہی شاہ بہرام کی میں ہوں نار

جو عالم مرا باپ اسکا وزیر ۳۶۸۰
اتھا سو میں اسکی ہوں بیٹی حقیر

مرے باپ پر ظلم بہرام کر
جیواں مارا اوسے منجکوں رام کر

حرم میں رکھ اپنے کیا مصلحت
سو عامل وزیر اوس کیرا چھوڑ ست

منج اپر اِل طوفان رچ بے گناہ
کیا ہے مرے حال کوں یوں تباہ

اگر شاہ باعث ہو بہرام کوں
ہور اوس عامل بد سیر خام کوں

بولا بھیج ہر حال اپنے حضور
کرے دو و میانے تے پانی کوں دور

جزا کے ہوں لائق تو دیوے جزا
ہے تقصیر انو تے تو دیوے سزا

گر اے شرط شہ تے قوی پاؤنگی
تو چل سیس سوں شہر میں آؤنگی

اسی دھات سوں شاہ راضی ہوویں
چلیا شہر میں لیکو اوس نار تئیں

بجد واجبی سوں ہو اس کام پر
دیا بھیج لشکر کوں بہرام پر

جو کر رام لے آئے بہرام کوں ۳۶۹۰
ہور اوس عامل نحس فرجام کوں

جوں او دو وئی پر آنکھ شہ کی پڑی
زباں کھول یوں بول وٹھیا او گھڑی

که شاہاں کوں دے راج پروردگار — کیا اس سبب خلق میں آشکار

جو حق ہور ناحق کوں دیویں تمیز — دھریں عدل کوں اپنے جیوتے عزیز

کہ محشر کے دن خالق انس وجن — ہمن پوچھسے کوبج نہ انصاف بن

تمن دوسوں ہے آج میرا سوال — دیو تو جواب بے تنیوں چھپاؤ نہ حال

کہے اس دہات پر دابندا درمیان — بولا کچ اوس صالح دھن کوں وہاں

فراست سیتی شاہ اندیش کر — پہیلیں سو عاقل کے تئیں پیش کر

لگیا عدل کی جیب سوں پوچھنے — کہ کیا معصیت ہور خطا کی اونے

جو بدنام کر اوس کیا گرفتار — کہیا تب او عاقل کہ اے شہریار

نہ دیکھیا خطا کچ میں اوس تے ولے ... ۳۷ پڑیا نفس شیطان ہو منج گلے

سو لے افترا میں اوٹھیا اوس اوپر — گنوالے ایس کوں کیچا کام کر

جو حق ظاہر اسکی زباں تے ہوا — سو ناحق کوں او شاہ رکھ ناروا

کیا حکم جو ترت اسکوں لیجاؤ — گدی تے زباں کاڑ سولی چڑھاؤ

جو عالم میں تنبیہ دسریاں کوں ہوئے — بہلیاں پر کرے افترا یوں نہ کوئے

جو بہرام خون اوسکے کر باپ کا — لیا تھا اچا ٹوکرا پاپ کا

اوسی ٹوکرے میں اوسے گھال کر — سزا کی دریا میں دیا ڈال کر

زباں بعد ازاں صالحی دھیر کھول | کہیا کیا ترا بھی ہے مقصود بول
کہی تب کہ اے شہ عدالت شعار | ترا سلطنت جم اچھو برقرار
دو جا مطلب اے جو کہ او ساریاں | مرے حق پو جنگل ہیں ہو مہرباں
بڑے تھلکے ہیں تے کاڑیا ہے بہار ۳۷۱۰ | کیا منج پو اُپکار او بے شمار
بھلا جو او سے شہ کرم سوں نواز | اول تے زیادہ کرے سرفراز
عطا و ُنچ کر شہ دو چنداں اوسے | کیا پھول کے سار خنداں اوسے
کہیا بھی ترا کیا ہے مطلب سو کہہ | کہی اس وضا سوں کہ اے بادشہ
مرے دل میں ہر دم بھی ہے یوں خیال | جو گوشا پکڑ شہ کی دولت اقبال
خدا کے ہو میں بیٹے میں اخلاص سوں | کروں جم دعا تج شہے خاص کوں
جوں اس دھات کی بات بولی او نار | سچ صدق او سکا شہے حق گذار
کہیا رابعہ آج کی توں ہے سچ | ترا ذوق جس دھات ہے وونچ اچ
رک اپنا توں ہر باب خاطر قرار | ولے شہر میں تے نہ بھایا نوں بھار
کہ برکت ہے یاں استقامت ترا | حق ایمان راکھے سلامت ترا
جکوئی ہیں عدالت کے عالم کے راج ۳۷۲۰ | سو دیتے ہیں اس دھات حق کوں رواج
یو قصا نہایت کوں انپڑا تمام | او رانواں کہیا اے سکی نیک نام

اتھی پاک دامن کناریاں میں خاص — بلاسوں نہ ہو مبتلا ہونی خلاص

اگر دل میں نیت ترا پاک ہے — تو اس عشق تے تجکوں کیا باک ہے

صبا ہونے آئی ہے ناکر درنگ — گذر لگی گئی رات ہے وقت تنگ

نہ ضائع کرا ہے وقت بیگی سوں جا — نہ چھوکن دے وعدا ترا لیا بجا

یو جانے کیتی قصدا و دوست پاس — دن آیا نکل سو پہری بھراُسیاس

غو اچھی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و ہشتم

سورج بے مثل چشمہ نہار کا — ہوا غیب گگن تے جو یکبار کا

نکل قرص مہتاب کیرا بہار — ۳۷۳۰ لگیا جگمگانے کوں درپن کے سار

پھر او نار برہے تے بیتاب ہو — پریشان اوس یار کے باب ہو

جو رانویں کن آئی انجو ڈھالتی — لگی فکر رانویں کوں اس حال تے

مبادا نہ لیا تاب بے اختیار — ہے گھر کی دہلیز تے پانوں بہار

مبادا نپٹ شرم تے ہات دھوئے　　مبادا مرا کشت ناچیز ہوئے

سہج بیقراری کوں اوسکی شتاب　　اوٹھیا بول کر یوں کہ اے ماہتاب

مبارک ہے یو رات بیگی سوں جا　　نہ کر بات منج سات بیگی سوں جا

کہ کونڈیا ہے تیرا سینا برہ آج　　ترے دل تے کر دور یو گرہ آج

ولے جب ملیگی توں جا یار سوں　　نکو بھول واں کس کی رفتار کوں

کہونگا سنیگی تو میں دوجی بات　　کہ اس دوئی باتاں میں ہے تج نجات

کہی کیا او دو بات ہے منج بول　۴۷۰　سو بولن لگیا اس وضا اس سوں کھول

کہ یک بادشہ جو گیا تھا شکار　　ہوا سانپ یک باٹ میانے دوچار

زمیں کے اوپر عجز سوں راک پہن　　کہیا یوں کہ اے شاہ قدسی لکھن

کہ باالذّات اپے یک تو میں ہوں بلا　　ولے یک بلا سات ہوں مبتلا

کمر دھڑ تے اسکی مری گئی ہے بیس　　نہ یاں بل کہیں ہے جو میں جانوں پیس

مرے حق پو اس ٹھار ہو دستگیر　　ترے آسرے منج چھپا اے امیر

او شاہ او سکے ہو عجز پر مہرباں　　دیا اپنے جامے کے دامن میں ٹھاں

ویں ایسے میں کوئی شخص پیدا ہواں　　لگیا ڈھنڈنے اوس سانپ کوں جاں تہاں

نظر نئیں پڑیا کئیں سو دلگیر ہو　　جوں اسٹھار پر تے چلیا پھیر او

کہیا سانپ کوں شہ کہ تیرا او کال — گیا یاں تے جا توں سلامت اتپال

او ٹھیا بول تب اس وضا سانپ او ۔ ۲۷۵ کہ در اصل میں ہوں بڑا اکال سو

ترا عین دشمن ہوں کر جان جان — دیا کیوں تجے اپنے دامن میں ٹھان

لڑے باج تج یاں تے جا سوں نہیں — بھی ایسا خورش کینچ پا سوں نہیں

کہیا بادشہ تب کہ اے سانپ تج — بچایا آپنے دور میں ڈھانپ تج

کرم ہور احسان کر بے کراں — کیا اوس بلا تے خلاص ایک پراں

جن ایکار تج پر کیا ہو وے یوں — اندیشے بدی توں اس اپرال کیوں

کہیا سانپ توں تو کیا سچ بھلائی — ولے میں کئے بن نہ رہسوں برائی

سمج گر ہے تج میں تو توں فام لے — ترا کام سو او مرا کام اہے

کہہ اس دھات سوں ہین اوچا تیز ہو — منگیا لڑنے جوں شہ کوں خوں ریز ہو

سوا ایسے مینے خالق مور و مار — دیا شہ کوں قوت سو بے اختیار

پچھاڑیا دم اسکی پکڑ بھیں اوپر ۔ ۲۷۶ کچل پانوں سوں تھن ستیا چور کر

جکوئی دیوے دشمن کے باتاں کوں کان — او دشمن اہے اپنی جیو کا کہ جان

یونا ہو کہ بھی تج سوں لے نونہال — دوجی بات کہتا ہوں میں سن اتپال

جو ل دوست سوں ہوئیگی ایک توں — جے کچ اوکریگا سو چپ دیک توں

اپے اسکی تقلید کرنے نہ جا | لیکر آ توں یو میری منت بجا
کہ جوں ایک حجام تقلید کر | بلا لالیا آپنے سیس پر
اگر توں ہے دریا سچی فام کی | نکو کر کچی بُد جوں حجام کی
کتا ہوں سن او قصہ اے موہنی | جو حاصل تیرے دل کوں ہوئے روشنی
سنیا تھا جو کوئی تاجر یک ٹھانوں تھا | سو عبد الملک اس کیرا ناؤں تھا
دھنی مال کا ہور سخی تھا بجوڑ | کدھیں ہو کھ دینے تے لیوے نہ موڑ
سو یکدیس بخشش کی ہمت پر آ ۔۳۷۷ | لوٹا سب فقیراں کوں اپنا سرا
توکل سوں دے دل کوں کرلے قرار | قناعت سوں پورا کیا اختیار
ہوا روزگار اسپو دن دن کوں تنگ | کیا فقر پورا چ تا غیر رنگ
ڈب یک نس تفکر کے گرداب میں | ستا تھا سونا گہہ ویں اوس خواب میں
اتم بے بدل صورت اک سامنے | کھڑا ہور ہا آئیکر سو اونے
زباں کھول پوچھیا کہ ہے کون توں | او صورت کہیا میں ترا بخت ہوں
جو مال آپنا توں لٹا ایک بار | توکل کیا ذوق سوں اختیار
ہوا حق کی درگاہ مقبول توں | نہ مخمول اچھ خوش ہو جوں پھول تو
کہ درویش کا روپ لے میں کھتر | ترے گھر میں آتا ہوں اے بختور

کھڑا ہوونگا سامنے جب ترے — عصا سات تب مار سر پر مرے

سنا ہو پڑونگا زمین کے اوپر ۔ ۳۷۸ اوسنا اوچالے توں خوش خرچ کر

اوسی دھات میں آؤتا جاؤنگا — تجے فیض دے جاؤتا جاؤنگا

ہوا غیب کہہ کھول اس دھات اوسے — رہیا نقش ہو دل میں او بات اوسے

یکایک صبا جوں ہوا جا او شام — حجامت بدل اوسکے آیا حجام

ہوا جوں حجامت تے مشغول اونے — او صورت ہو درویش ایسے منے

جو عبدالملک کے نزک آئیا — سو در حال او روپ کر پائیا

عصا لیکو مارن لگیا اسکوں جب — او صورت پڑیا ہو کنچن تما ہو سب

خوشی دل منے لاک آن کر — لیا سب زمیں پر تے گردان کر

دے حجام کوں کوچ اسمیں تے کاڑ — کہیا کئیں تو یو راز باہر نہ پاڑ

او حجام یو کیفیت دیک کر — چلیا واں تے خوشحال جوں اپنے گھر

نہ پاکوچ اس راز کا ماہیت ۔ ۳۷۹ او احمق کیا دل منے یوں نیت

جو از مائیکر دیکھوں میں بھی برے — کہ درویش لئی آشنا ہیں مرے

کچی بد کر اس دھات کی او کچا — ضیافت کیرا شور گھر میں اوچا

چلیا آپ بازار کی دھیر نشاد — سو درویش تین اوس ملے نامراد

بولا گھر کوں لیا لیا ضیافت بدل ‏ دیے دروازہ گھر کا نہ گئے تیوں نکل
کھلا کھان تعظیم سوں خوش کیا ‏ کتک بعد ازاں ہات میانے لیا
اٹھیا اس بچاریاں اوپر ہو دلیر ‏ لگیا گھر منے ٹھوکنے انکوں گھیر
کیا پھوڑ سر سب کے لہو میں گھلال ‏ لہو کے بہے کالوے بھیں یو لال
بچارے نہ لیا تاب جوں غل او جائے ‏ ہو ہمسائے سب گھابرے دوڑ آئے
جوں ایسی خبر پائے حاکم کے لوگ ‏ پچھونڈے بندا وس لے چلے خوب ٹھوک
جو والا گہر حاکم اوس شہر کا ‏ ۳۸۰۰ سنیا قصہ حجام کے قہر کا
کھیا تب اوسے اے قباحت شعار ‏ دکھایا سبب اس فقیراں کوں مار
او حجام عاجز او ٹھیا بول ویں ‏ کہ دھرتا ہوں سر پانوں لگ حل ہیں
جے کچ منج کرینگے سزاوار ہوں ‏ ولے میں بھی حیران اس ٹھار ہوں
کہ عبد الملک کی حجامت بدل ‏ گیا تھا کمانے کہتر اوٹ کل
جو درویش یک آ گیا اوسکے پاس ‏ سو اوس دیک عبد الملک بے قیاس
کتک جو کیا او سنا ہو گریا ‏ تماشا یو دیک میں ہو وانتے پھریا
ہوا خیال منجکوں جو از مانوں وو نچ ‏ کتک کرانوں کوں سنا پاؤں وو نچ

(حاشیہ: بند کر، منے، ورسو، کیلئے، کھانا، چھڑی، اٹھے، مارنے، گلابی رنگ، نالے، زمین، اٹھائے، مشکیں، رکھتا، منے بوقت فجر، اٹھ، کیلئے، مارا، اسیطرح، مار)

لہ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

ٹک ٹک کھائے انا سنا نیں ہوئے — منج اس دھات لوگاں ہیں سو کئے

سن یو بات سٹیں پڑا او اکم وہیں — دہیا یو دیوانا عقل اوس نہیں

اگر اچھتی اس خام کی عقل ٹھار — ۳۰۱۰ نہ کرتا کچا کام یوں اختیار

بزاں اس فقیراں کو سنتوش کر — کیا دور حجام کوں دوس کر

کہہ اس دھات سوں بات رانواں آوے — خوشامد سوں خوش کر فراواں آوے

کہیا ذوق سوں جا اتال لے نگار — کہ مشتاق تیرا اچھیگا او یار

او جانے بدل گرم کی جوں خیال — صبا ہوی سو بر ما کیا پھر نڈھال

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے منج عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و نہم

جو حراف صراف اسمان کا — گرہ باندلے سن ٹکا بھان کا

بکھر یا رو پیۃ ستاریاں کوں جب — نکل گھرتے او برہنی نار تب

نہ کر دشٹ سیدھے و باوس کدھن — چلی فکر سوں نیٹ راتویں کدھن

نلیں ہور او پر جوں نجھائی اوسے ۳۸۲. سو پور اج دلگیر پائی اوسے

بغور دیکھی تجے

کہی یوں کہ اے بیکٹر یار توں عجب کوئی پنکھی ہے مکّار توں

سنگدل پرندہ

سبب کیا ہے جو یوں ہے دلگیر آج کنا کھول کر بار سے منج دھر آج

سنے

کہیا تب اسے لے ابو جگ سکی توں کام آپنا کچ تو نئیں کر سکی

کہ دیکھیا ہوں میں خواب وقت سحر سفر تے ترا مرد آیا ہے گھر

سینا داٹ فکر اس سبب منجکوں آئی میا دامر انغوا [illegible] بادسیج ہو جائے

بھرکر

یکایک ہو محروم دیدار تے رہیگی توں شرمندا اوس یار تے

کہ جوں ایک زاہد کی عورت نہ فام رہی مرد تے شرمندی ہو مدام

سمجھ

کتا ہوں تجے کیوں سو ہے اسکی بات دو جنتی نہو سن توں یک جیت سنگات

دو دل۔ اچاٹ دل

سنیا ہوں جو یک کوئی زاہد گنبھیر انتھا زہد میں آپنے بے نظیر

یک عورت تھی اوس ہور بیٹا بھی ایک ۳۸۳. ولے تھا او نھنوا و طالع میں نیک

بچہ

گذرتا اچھے اسپو فاقہ مدام بغیر از حلال اُن نہ کھاوے حرام

تھا

مسلّم پڑیا بے نوائی سوں گھر سو یک رات سُتینے میں وقت سحر

بالکل فقر و فاقہ خواب

بشارت دئے کوئی آ اس وضا کہ لے جو گذرتا ہے تج پر جفا

کہتر آج اُٹ جا توں صحرا کی دھیر انکھیاں کھول کر دیک چو ندھر پھیر

فجر طرف چو طرف

پنکھی ہفت رنگی لے کوئی ناگہاں — شکاری ملیگا تجے یک وہاں

لے اوس پاس تے او پنکھی مول تول — ولے بھی کسی دہیر نکو بول تول

کہ جس گھر منے او جناور اچھے — تو نعمت سوں بھر دائم او گھر اچھے

جکچ ہیں خواص اس پنکھی میں تمام — انگے دن پو دان ہونیگے تجکوں فام

جوں اس دھات کا خواب اسکوں ہوا — کہترا اوٹ اسی دھات او بے نوا

جو صحرا کدھن سیر کرتا چلا ۲۸۴۰ سو ناگاہ واں یک شکاری ملا

نظر جوں پڑیا اوس پنکھی پر سو دیں — لیا مول جانے نہ دے ہور کہیں

خوشی سات پھر واں تے آیا جو گھر — کہی عورت اوس مرغ کوں دیک کر

کہ اے مرد اس بے نوائی میں توں — سبب لیا نیا گھر میں اس مرغ کوں

ہمارے جو پیٹاں کوں مشکل دسے — ہے دانا کہاں جو کھلاویں اسے

خدا تئیں اسے چھوڑ توں جان دے — فراغت سوں جنگل میں چگ کھان دے

کہیا تب او زاہد کہ اے غم گسار — کہ خالق جو ہے رازقے مور و مار

دیونہار ہے رزق اسکا او سے — کہ یے رزق چھوڑیا نہیں ہے کسے

نکر فکر توں اسکے چارے بدل — کہ بھیجیا ہے حق اس ہمارے بدل

اہے خاصیت خاص اس مرغ میں — نہال استے ہیں ہو نہارے ہمیں

کہ اس دھات عورت کوں جوں فوق سوں ۔ ۳۸۵۰ دیا چھوڑ انگن میں اوس مرغ کوں
صحن

لگیا مرغ جوں پھرنے پر جھاڑ کر — جھڑے دو رتن سو لیا کاڑ کر
موتی — اٹھا

چلیا او اس سات بازار کوں — جو دکھلائیا جا خریدار کوں
بہت خواہش

بڑے مول کے دو رتن دیک او — دیے بیکے بہوت اوس لیا مول او
موتی — بیچنے دیا زر

او مایا چڑیا ہات وہیں ایکبار — دلندر تے فارغ ہو پایا قرار
خزانہ — افلاس

فراغت سوں اوقات چلنے لگیا — گھر اسکا سو جوں دود اُبلنے لگیا
گذر بسر ہونے لگی

دنے دن او پنکھی ادک لاب اوسے — لگیا دینے خوش کر سر یک باب اوسے
پرندہ بہت فائدہ — بیچنے گوہر آئی

جو خالق مسبب ہے اسباب کا — کیا جوں سبب رزق کے باب کا

سبب ہو کہ آ غیب تے مرغ او — کشادا کیا اوس کیرا رزق سو
کا

جو دیتا ہے کس رزق پروردگار — تو کرتا ہے ایسے سبب صد ہزار
کسی کو

کیا کامیاب آخر او خواب اوسے ۔ ۳۸۶۰ ہوا عیش کا دست اسباب اوسے
ہمدست

کتک نو بہار ہور کیتک خزاں — خوشی سات گذران کر بعد ازاں
کتنے — فصل بہار اور

مراد اپنی حاصل ہوی دیک کر — نیت حج کی او زاہد نے نیک کر
نا

کہیا اپنی عورت کی دھر کھول حال — کہ واجب ہوا حج منج اپر ال اتیال
سے — پر

جو مکہ کے اسباب کا سیج کروں — ایس واں لگ انپڑاؤں ہور حج کروں
ساماں — پہنچاؤں — اب

مری غیب اچھ گھر منے توں ہشیار | نہ بھایا نوں دہلیز تے توں بھار
حیا سات رک اپیں گردان کر | نکو خاطر اپنا پریشان کر
اچھ اس مرغ کے حفظ میں رات دن | نہ غافل ہو فرزند تے ایک چھین
انگے دیک کر خرچ گھر کا چلا | نہ اصراف کر در خلا ہور ملا
چلی ہے روش پاک بیبیاں کی جو | چلا اپنی باڑے کے لوگاں میں وو
کسی غیر کے دھر نکو جھانک توں ۔ ۳۰۷ رک اپنی اصالت او پر آنک توں
جکچ بولنا تھا سو بولیا تمام | چلیا آپ مکے کوں او نیک نام
ولے یو نہ سمجھا جو او بد نہاد | کریگی ادھر گھر میں کیا کیا فساد
کتک دن گذر گئے پچھیں ایک دن | او عورت یکا یک جب ایک چھین
نکل گھر تے دہلیز میں آ کھڑی | سو یک جان صراف پر او سگھڑی
پڑی آنک اوسکی سو لبیدی وہیں | سو باندی کوں بیگ بھیج کر دی ہیں
بولا جا او باندی جو لیائی اوسے | او پھر لئی انتر تے نچھائی اوسے
ہلوں بعد ازاں بول اوٹھی اوسکے دھیر | بھلا جو توں روز آئے میرے مندھیر
صبا اوٹ خردا چلا تا اچھے | کھرا ہور کھوٹا نچھایا اچھے
سنیا جوں او صراف استے یو بات | گھر آتے لگیا وو نچ دن ہور رات

اول مفلس اون تھی کہ تھا جانتا ۳۸۸۰ سو وین بات میں بات گذرانتا

لگیا پوچھنے خوش اوسے ایک دن کہ تھی مفلسی تجکوں اول کٹھن

یکا ایک یو برکت ہوئے مکھ سری کدھر تے تج آئی کہ اے گن بھری

کہی تب کہونگی تجے میں یو بات جو مخفی پیرت لائیگا منج سنگات

کہ صراف کا بھی یہی تھا مراد جو ہر حال اوس سات کرنا فساد

اپے ہو جوں اس دھات او بول اوٹھی وہیں فسق کی گد گلی اوس چھٹی

محبت لگیا دو میں جوں زور سات او صراف کا ہو بجد ایک رات

کہیا اے دل آرام گن گیان کی جو ہے چاند منج دل کے اسمان کی

یو سامان ہور یو فراغت تجے ہوا دست کس دھر تے کہنا منجے

او نادان کم عقل یکبار گی سمج لے نہ سک گھر کی آوار گی

کہی ہفت رنگی جو ہے مرغ یو ۳۸۹۰ ہے اسکے طرف تے یو سامان سو

وہیں لے راز رک دل میں صراف کا گم اوس سات لس گھر جو اوٹ جا صبا

گیا اپنے گھر سو اوسوں یک حکیم دھر بہار تھا آشنائی قدیم

کہیا کھول اوس مرغ کی بات اوسے او حکمت منے دیک اوس سات اوسے

کہیا اس وضا سوں زباں کھول کر سر اوس مرغ کا کوئی کھاوے اگر

توہوئے بادشہ آمیں کچ شک نہیں | اسے خاصیت آمیں ہوت یک نہیں
سنیا اس تے صراف یو بات جوں | لیا آپنے دل میں گذران یوں
او عورت مری عاشق ایسیں کھائے | عجب کیا جو او مرغ منجکوں کھلائے
بھلا جو کتک دیس بھانا کروں | نپٹ برہ سوں اوس دیوانا کروں
تفکر کر اس دھات تا جا نیکر | دیہیا گھر میں دیدے اُدھر لانیکر
نہ آنے پوتے اوسکے اڑ جا پران ۔۔۴۹۰ | او زاہد کی عورت لگی تلملان
سینا برہ داٹیا دیکھت بے قیاس | کسی کوں دی بھیج صراف پاس
کہ کیا چوک منج دھرتے صادر ہوا | جو یکبار کا منج تے پھنکر ہوا
تج ایرال کہہ عیب میں کیا رکھی | تو کیا منجکوں بولیا جو نئیں کرسکی
کہیا تب او صراف لے گلعذار | اگر تج منج ایرال تیرا ہے پیار
تو دوڑیا ہے میرا دل اوس مرغ پر | کھلا گی توں اوس مرغ کوں کاٹ کر
تو تیرے انم درس کوں آؤنگا | اگر نئیں تو یو شہر سٹ جاؤنگا
سن یو بات پورا ہو دلگیر سو | نپٹ تلملانے لگی پھیر او
جہاں اوس لکھے سب اندھارا ہوا | جنم اوس بغیر اسیو کھارا ہوا
لیا فسق کا شومیت پھر اوسے | نوا عشق گمرہ کیا چھیڑ اوسے

دنی چھوڑ کر مطلق انصاف کوں ۳۹۱۰ ضرورت سوں راضی ہو صراف سوں

بولا بھیج اوس مرغ کوں کاٹ خوش لگی میہمانی کوں ویں داٹ خوش

پکا مرغ کوں جوں رکھی دیگ اتار سو فرزند ہو بھوک تے بے قرار

لگیا شور او چیا زور سوں ہٹ کرن لیجا دائی اسے ترت اس دیگ کن
ضد کرنے جلد کے پاس

سر اوس مرغ کا کاڑ کر اوس کھلائی دُھلا موں کنارے لیجا بیساڑی
اٹھا نکال منہ بٹھائی

او آنبڑیا سو ہیڑا بزاں دیک جھاڑ جکچ تھا سو سب ایک کانسے میں کاڑ
ملا گوشت بعد ازاں کاسہ نکال

رکھی آنگے صراف کے لیائیکر نہ تھا اس منے سر سونا کھائیکر

کہیا کیا ہوا مرغ کا سر کنا کہی دائی اوسے یوں کہ کھایا نھنیا
کہنا بچہ

ویں یو بات سنتاچ کلنسے کوں چھوڑ ہو درہم چلیا واں تے لے موں مڑوڑ
سنتے ہی کاسہ قصہ

کہ جس ٹھار اچھتا اتھا او حکیم گیا پھیر کر اوس کنے او لئیم
جگہ رہتا بخیل

کہیا کھول یو کیفیت اوسکے دھیر ۳۹۲۰ سو بولیا حکیم اس قضا سوں پھیر
سے

کہ دولت حیلے سات پایا نہ جائے قدر کے انگے دم اچایا نہ جائے
قسمت دم مارا

ولے ایک حیلہ ہے دُسرا اگر ترے ہات ہوئیگا تو دیک سعی کر
دوسرا دیکھ

کہ کھایا ہے اوس مرغ کا سر جکوئی سر اوسکا جنے کھائے سو راج ہوئی
جو

یو حیلہ جو پایا او صراف نے لیا کھینچ پورا نہ جا اوس کنے
جانا روک دیا

اوس عورت کوں تہری لگی چٹ پٹی　　پرت کے انگاراں تے تل ہو دو پٹی

دی بھیج پیغام یو اوسکے پاس　　کہ اے نندلال تپ تے ہو دیں اداس

ترے تائیں اس مرغ کا سیں کاٹ　　کتی آپنی نہ کی بار ا باٹ

سر اسکا سو کھایا بھینا کچ نہ جان　　منج اپراں مہر کر برا توں نہ مان

جلکیچ توں کھیا تھا سنی وو بچ بیں　　لیا بھیج یوں کیا سبب آپ تہیں

بہرحال آو دیس دکھلا ترا　　کہ جو نپاں تیں آج ہو رہیا ہے مرا

دیا بھیج صراف یوں بول پھیر　　جنے مرغ کا جو کھایا ہے سیر

سر اسکا اگر کاٹ دیگی منجے　　توں معشوق میری کہ سمجھوں تجے

اگر نئیں تو بس ہے ترنی آشنائی　　جو او نجس ایسا جواب اوس تے پائی

جنی ماں ہو بیٹے کے سر تے اوٹھی　　سو دل کوں لگی دائی کے چٹ پٹی

آدھی رات غفلت میں اوس پاڑ کر　　نجنے کوں چلی واں تے لے کاڑ کر

سو پر ملک میں دور جاکی مقام　　لگی پالنے چاو سوں صبح و شام

جو نجنواد کے تے او شانا ہوا　　ادب دار دانا توانا ہوا

تیرانداز ایسا ہو نکلیا گنبھیر　　جو اس دور میں کوئی نہ تھا اوس نظیر

قضارا او یکدیس کھیلن شکار　　چڑیا رخش اپراں جو آشکار

جو بیٹی تھی اوس شہر کے شاہ کی ۳۹۴۰ نگرجائی تھی مہر ہور ماہ کی

نکل سیر کوں اوس دن آئی تھی بہار — دیک اوس جان کا روپ ہوئی بیقرار

جو دیکھی نظر بھر سو اوس جوان کوں[1] — اتم دلربا دھرت کے بھان کوں

محبت لگا جیو سوں بے قیاس — دئی بھیج مخفی کسے اوسکے پاس

کہ توں کوں ہور کاں ہے تیرا وطن — ہے کس کھان کا جوت ونتا رتن

مرے دل میں یوں ہے ہو لوڑوں تجے — پرت جیو سوں جوڑوں نہ چھوڑوں تجے

ولے شرط یو ہے جو یاں ایک ٹھار — فلانے جنگل دھیر ہے قلب غار

وہاں اژدہا ایک ایسا گنبھیر — جو روئے زمیں پر نہیں اوس نظیر

نگلتا اویک دم میں دس پانچ کوں — سکے سوس اوسکی نہ کوئی آنچ کوں

یتے آدمیاں کھا گیا ہے جو ہاڑ — پہاڑاں ہو تیچے ہیں جیوں دھیر اجاڑ

کتا ہے مرا باپ جے کوئی اوسے ۳۹۵۰ جو مارے جیواں دیوں بیٹی اوسے

اگر توں کریگا کچ اسکا علاج — تو تیری ہوں توں مرد میرا ہے آج

سن اے بات ہمت میں آ او جوان — کہیا منج ہے آسان یو کام جان

اگر شرط تیرا ہے یو برقرار — تو اوس سانپ کوں چور کرتا ہوں مار

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

کہ جب منجکوں توفیق کرتار کا — لے آتا ہوں سرکاٹ اوس مار کا

کہاں دھات تے سرے دن اوس غار پاس — چلیا مستعد ہوکو اسباب راس

سو ایسے میں اوس شاہ کیرا وزیر — گیا تھا تفکر کوں صحرا کی دھیر

گذرگاہ میں اوس بہادر کوں دیک — شجاعت کے دریا کے اوس کوں دیک

کہیا کون توں ہور جاتا ہے کاں — کہاں ہے وطن ہور تیرا ٹھکاں

کہیا میں سپاہی ہوں مرتے غریب — سنیا ہوں جو اس شہر کے عنقریب

ہے ایک غار میانے بڑا اژدہا — ۲۹۶۰ اوس دھیر کا سب کیا ہے رہا

ہے دلگیر شہ اوسکے آزار تے — اوسے دفع کرنا کر اس تہار تے

مرے دل میں آیا سو جاتا ہوں میں — سر اوسکا لے شہ پاس آتا ہوں میں

کہیا تب وزیر اوس کہ اے نوجواں — پھر اس کام تے توں کہ ہو تج زیاں

بہوت رستماں جیو دئے اوس بدل — ولے دور کر نیں سکے یو خلل

مگر ہفت رنگ مرغ کا سر جکو — جو کھایا اچھے اس تے یو کام ہوئے

چڑیا سرتے اتس اوسے بیشتر — نہ سن بات اوسکا ہوا بیشتر

جوانیڑا ئیا ایسیں اوس غار کن — دیکھیا دور تے اژدہا کے کدھن

شکم سیر کرسست ہوئے بے شمار — پڑیا ہے انکھیاں موند بے اختیار

اتر رخش پر تے لیا ہت کماں   چلایا کتک تیر اوس کر نشاں
سو بیٹھے کلیجے میں کاری او نتیر ۳۹۷۰   ہو تر جیو او اژدہا بے نظیر
رہیا سُسنت ہو جوں او پھر ہل نہ سک   ہوا درمیانی تے جوں دو ترنک

منڈی کاٹ اوسکی چھپا چھوڑ دھڑ   پھریا واں تے خوشحال تیزی پو چڑ
جو دیتا ہے جس او خداوند پاک   تو کرتا ہے مچھر ہتی کوں ہلاک
اگر نئیں تو کاں یو سکت ہے جو مور   کرے اژدہا کے اوپر جا کو زور
دوجے دن او ٹھیا شہر میں غلبلا   جو کوئی شخص کیتا دفع او بلا
جب اوس شاہ کوں یو خبر انپڑی   سو نزدیک تھا او وزیر اوسگھڑی
کہ بولیا کہ میں سیر کرنے کوں کل   گیا بھار سو یک جواں بے بدل
ملیا باٹ میں منجکوں تیزی سوار   اسی اژدہا دھیر اسکا گذار
ہوا میں جو مانع کیتی دھات سوں   چلیا کان نا دے مری بات کوں
ہے البتہ یو کام اوسی جوان کا ۳۹۸۰   شجاعت میں رستم کے تھا بان کا
جو شہ کوں ہوا آرزو لک حصے   دھنڈے ہور عزت سوں لیائے اوسے
پڑی شاہ کی جوں نظر اوس اوپر   شہانے کرم سات ادک شاد کر
شگفتا ہو دل میں جہاں در جہاں   چلیا دیکھن اوس اژدہا کوں وہاں

نہ او اژدہا بلکہ تھا یک پہاڑ کیا تھا تو یلی کوں چوند پھیر او جھاڑ

پڑیا ہے دھڑ آیا نہ تھا اپنے سیر جو سیر کان نے کر پوچھیا شاہ پھیر

چھپایا سو جاگے یوتے او جوان سر اوسکا لیکر آ بیٹھیا درمیان

ہزار آفرین بھیج شاہ اوس اوپر پھریا وال تے لے اوسکوں دنبال گھر

کر ارکان دولت سوں اپنے بچار کہیا اس وضا میں دیا تھا قرار

جنے دفع اس اژدہا کوں کرے دیوں فرزند اپنا اوسے تو سرے

سعادت[1] کے اسمیں تو ہیں سب نشان ۳۹۹۰ کیا دفع اسکوں تو یو نوجوان

بھلا جو بجا لیاؤں وعدا ایتال پکڑ ہات اوسکوں کروں ہیں نہال

جو ارکان دولت کو بھائی یو بات سو ویں میزبانی گنا ذوق سات

دیا اوسکوں بیٹی کیا سرفراز رہیا خوش قبیلے میں اپنی نواز
یا ہوا مہربان اوس اوپر کارساز

جوں اوس شاہ کی عمر پوری بھری اوسی جواں کوں اپی نے سروری
یا سو اوس جوان پر آئی او سروری

جو تھا ہفت رنگ مرغ کا خاصیت ہوا ظاہر اس دھات سوں عاقبت

چڑھی بادشاہی او جوں اوسکے ہات سو یکدن سواری کے بہانے سنگات

لے دنبال اوس دائی کوں ناگہاں چلیا آپنا شہر تھا جاں وہاں

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے ۔

اوزاہد جو اپنا جنیا باپ تھا | او مائی جو اوستے ہوا پاپ تھا
بولا بھیج دونوں کوں اپنے حضور | کہیا باپ کوں تب بحکم ضرور
کہ ہے گھر تمارے سنیا ہوں جو یک | ... ۴۰ پنکھی ہفت رنگی جو نئیں اسمیں شک
اگر منجکوں دکھلائینگے یک نظر | تو ممنوں ہو جاؤنگا پھیر کر
کہیا زاہد اے سرور خوش مقال | مرے گھر میں تھا سچ و لے نئیں اتیال
جو ملے گیا تھا بدل حج کے میں | موا ہے پھر آئے تلک گھر میں نئیں
جو تھا یک جگر گوشہ ہور ایک دائی | موئی دو بھی اب ہیں ہن ہور اوسکی مائی
جب او پھول ہوا گم مرے باغ تے | رین دیس جھلکتا ہوں اوس داغ تے
سنیا باپ کے موں تے یو بات جوں | کہیا باپ کوں پھر کو اس دھات یوں
موئے کر کو دونوں کہے تجکوں کن | او فرزند میں ہوں او دائی سوان
دیک اوس دائی کا مکھ وہی کر پچھان | گلے لائے بیٹے کوں پایا پران
لگیا حال پوچھن سو فرزند کوں پھیر | کہیا کیفیت کھول سب باپ دھیر
ویں اوس مادر نحس غدار کوں | ۴۰۱۰ ہور اوس ہین صراف مردار کوں
سیاست کی ترو ار سوں پاک کر | اوسی ٹھار نا بود در خاک کر
پھریا واں تے ویں باپ کوں لے سنگات | لگیا بادشاہی کرن ذوق سات

اور اتواں صفا بول اس نمانت ہوا زباں کھول پھرتی کی بات مول

کہیا یوں کہ اے نار ہرکئیں تیں آج ترے من کے مقصود کوں دیے واج

شتابی سوں جا یار کوں شاد کر پتے دن کی یاری نہ برباد کر

ترت دور کر دل میں کا دغدغا مبادا اکیا یک پتے ہونے دغا

جوں او موہنی برہنی گل بدن ہوئی مستعد جاونے یار کن

شفق شرق دھرتے ہویدا ہوا سو غوغے سوں یں مرد پیدا ہوا

ہوئے شاد سب گھر کے باندی غلام چھپیا تن میں ہو کلاٹ اوسکے تمام

پڑیا مرد کا گھر منے جوں قدم ۴۰۲۰ خوشی نا خوشی سوں کرا بیں کدم

رکھی سیس جا مرد کے پانوں پر لیبی بیسلا سیج کے ٹھانوں پر

ادب سات اوسکے انگے ہو کھڑی خوشنا مد سوں کر گفتگو یک گھڑی

جو کچ تھا سو لیا میوا اوسکوں کھلائی محبت کے پیالے میں شربت پلائی

ہو آسودہ گھر میں گھڑی نین چار چلیا بعد ازاں مرد رانوں کے ٹھار

اوٹھیا بول اے طیر شیریں کلام کیا صرف تج بن کیوں صبح و شام

ترا لاڑ کس دھات خاتوں چلائی تجے وقت بے وقت کیوں کام آئی

نھنے ہور بڑے گھر کے تھے کس طریق مرے دھیر بول اے موافق رفیق

اورانواں کر اول ثنا ہور سلام   کیا خوش دل اوسکا چلا خوش کلام

کنے کا جکچھ تھا سو کہہ کھول کر   اٹھیا سیوٹا اس دھات سوں بول کر

کہ اے خواجہ میں تیری غیبت منے   ۴۰۳۰   کیا خدمت ایسی جو ویسی کنے

کیا نئیں ہے اس دور میانے اچھول   سنیا نئیں ہے کوئی اس زمانے اچھول

منج آزاد اس پنجرے تے اگر   کریگا تو کیونگا تجے سر بسر

کیا شرط اوس سوں اوسی دھات اون   سو بولن لگیا تب کہ اے خواجہ سن

جو ہے گھر میں خاتون تیری جلال   ترے بعد اپس نہ رک سک سنبھال

جو مہاڑی پر چڑ کھول کھڑکی نہالی   نظر کوئی پڑیا سو اسوں عشق لیائی

ایکایک جو ہوئی عشق تے بیقرار   چلی بہار اول سو نشار وکے ٹھار

کینتی مشورت بہار جانے بدل   ترا ننگ ناموس کہانے بدل

اوشار و نمک کھائی تھی کر ترا   نہ جانے دی مانع ہوی بہتیرا

سو ماری جیواں پنک اوسکے مروڑ   بزاں آئی میرے طرف اسکوں چھوڑ

کہی دے رضا منج جو ٹک بہار جاؤں   ۴۰۴۰   نوے یار سوں یک گھڑی گم کو آؤں

تب اس بات میں دور اندیش کر   اوسی کاج ہو آپس پیش کر

حکاتاں منے کر گرفتار اوسے   دیا گھر تے جانے نہ میں بہار اوسے

صبا لگ سینا بیں کر رہ رین | توں آنے تلمات ہو رہیا اوس جتن

بری شکر جو رنج میرا تمام | نہ نا چیز ہو آنیا آج کام

ہے توں مرد اوسکا او نیری جلال | تجے بھانے تیوں کر الہ او سکوں اتیال

خدا تیں رہا کر جو میں یاں تے جانوں | جو اس غم تے فارغ ہو کچ اپن پانوں

کہ اس عورتاں سوں نہ جیتا ہے کوئی | او جینے انوں تے جو کوئی بات دھوئی

سن اے قصہ او خواجہ دل سب تے توڑ | دیا اوس فقن یں تے انوں کوں چھوڑ

جو غیرت کی آگ اوسکے سینے لگی | سٹیا توڑ عورت کوں یکبارگی

لٹا گھر فقیراں کوں سب ایکبار ۲۰۵۰ گلے گھال لے خرقہ صوفی کے سار

لگا انس حق سات چھٹ انس تے | ہوا اواز عورت کیرے جنس تے

سٹیا نفس کا کاڑ دل تے منم | کیا صرف طاعت سوں باقی جنم

در مدح اشعار خود گوید

زہے بخت و دولت زہے اقتدار | زہے وقت وساعت زہے روزگار

جو طوطی مرے طبع کا بے نظیر | ہے شکر فشانی منے دل پذیر

کیا شکر افشان اس دھانت سوں | کہ دم کوئی اچھاوے نہ یاں بات سوں
کہے بن خزاں کا جسے نو بہار | سو یو نامہ ہے دلربا نامدار
جو افسان اس میں جو ہے رس بھریا | سو جوں شہد ہور دود کا ہے دریا
نہ افسانہ ہے بلکہ افسوں ہے یو | حلاوت میں حلوے تے افزوں ہے یو
کہ جس وقت پر یو اتھا ناتمام | اوسی وقت خواہاں تھے سب خاص و عام
جو سب کا کیا آرزو منج پو زور ۴۰۶۰ | ضرورت بدل میں لیا سر پو شور
جو یو داستاں ہے بدل فارسی | مرے امتحاں کا ہوا آرسی
حکایت کتک اسمیں کے خوب دیک | سرس ہور رسدار مرغوب دیک
پراگندہ خاطر نہ کر اس بدل | کیا ترجمع مختصر اس بدل
جو راغب ہو کر کوئی مشغول ہوئیں | کلیاں ہور ہے میں سو کھل پھول ہوئیں
ہوس ہوئے اگلا پڑھنہار کوں | نہوئے کدورت لکھن ہار کوں
کہ تھوڑے میں لذت اچھے ہور سواد | کہ کرتا اچھے اشتہا کوں زیاد
یو گلدستہ خاصا مرے باغ کا | دوا درد منداں کے ہے داغ کا
جہاں خام ہے ہور جہاں عقل ہے | وہاں روح کا نُقل یو نَقل ہے
کہاں آج ہے یو سکت ہر کسے | جو اس دھات سوں دیوے زینت اسے

یو افسانے جب دل تے کرتے تھے جوش ۴۰۷ تو کہتے اتھے مرحبا عقل و ہوش

یو نامہ رنگا رنگ نرمل پچھل — ہوا اس زمانے میں سب بے بدل

مرے فکر میانے تے بے اختیار — نکل آیا ہے یو نقش و نگار

عجب کیا جو عشاق دیک نقش یو — دلاں کی انگوٹھیاں پولیویں گرو

اگر یو چڑے نکتہ دانے کے ہات — سینے پر سنے کے لکھیں نیر سات

ہوئے حضرت گنج بخشی مج مدد — دیا ہیں اسے تورواج اس سند

برس یک ہزار (۱۰۴۹) ہور چالیس پر نو — ہوئے تھے یو موتیاں پرویا ہوں تو

لطافت بھری مثنوی یو عجب — مرتب کیا خوش سو بہلی رجب

جو ابیات ہیں اس منے الف چار (۴۰۰۰) — برابر ہے لک بیت کے ہر چہار

عزیزاں سکنے جم یو مقبول ہیں — حسوداں کی انکھیاں منے دھول ہیں

جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس ۴۰۸ نہ کیوں ہو ویں حیراں دیک جن و انس

کہ اس دھات کے نورتن رولیا — ہور ایسی نوی مثنوی بولیا

مرا کام ہے اس زمانے میں آج — کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج

جو سلطان عبد اللہ[1] اس دور کا — ہے راجا سلیمان کے طور کا

---

[1] یہ شعر اور اسکے بعد کے چھ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہیں۔

شگفتا کیا دیک اسکا کرم سو جھمکیا مری طبع کا جام جم

کروں کیوں نہ میں شکر ہر دم ہزار جو سن خوش ہوا یو شہ روزگار

جوں اوس شہ کی خاطر بڑا یو قبول گگن تے ہوا منج پو رحمت نزول

وجہ سے قبول خاص و عام ہوا — آسمان

جب یو نظم میرا عروسی کیا سورج منج سوں آ دست بوسی کیا

کہیا اے سخن سنج صاحب تمیز بچن کے سو ہے مصر کا توں عزیز

تیری طبع پر صد ہزار مرحبا سچا توں ہے منظور آل عبا

کوئی اس بات کوں لاف جانونکو ۴۰۹۰ بُرے ہور برا دل میں مانونکو

غرور — اور

کہ جس کے صدف میں رتن صاف ہے کرے لاف اگر اُن تو انصاف ہے

موتی — غرور

چھپانوں کیتا آپس کو نڈ میں کہ چھپتی نہیں پھول کی باس کئیں

مقید کر — بو

جتا چاند بادل میں اپس چھپائے رہے جُوت اسکا نہ بن بہار آئے

چمک — اپنے کو

سخن پروراں یک تے ہیں یک زیاد ولے اور ہے منج زباں کا سواد

یو افسانہ جو عیب تے دور ہے سلاست کے آسمان کا سور ہے

سورج

جہاں پر جھلکتا اچھو یو مدام بحق محمد علیہ السلام

رہے

در حسبِ حال خود گوید

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص — لگا عشق اپنے خدا سات خاص

ترے درد کا توں اپے ہو طبیب — لے گردان لے ہزہ گوئی تے جیب

چلیگا کیتا نفس کے کئے منے — کتا ہوئیگا ناؤں نے بیئے منے

کیتا شاعری پر دھریگا خیال — کیتا ہوئیگا در پئے خط و خال

نہ دن کوں سیج ہور نا رات کوں — دھنڈیگا کتا استعارات کوں

کتا ہوئیگا یوں توں دود چراغ — کتا خشک اپنا کریگا دماغ

کتا فکر سوں ہر شبے تا رتوں — کریگا سوکا تن کوں جوں تارتوں

اچھگا کتا در ربائی ہنوز — کریگا کتا خودنمائی ہنوز

ہو بیدار یکبار اس خواب تے — نکل بھار اس غم کے گرداب تے

جو ہے رہنما پیر حیدر ترا — ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا

ہو مشغول اس سات ہر سات توں — فدا اسپو کر آپنی ذات توں

جکچ خواست تیرا ہے سب اسپو چھوڑ — دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ

مگر نئیں سنیا ہے جو عیسیٰ نبی بجد ایک دن ہو کہے اے ربی
دنیا کس وضا کی ہے دکھلا منجے ۴۱۱۰ ہے اوس دیکھنے کا تمنا منجے
ندا غیب تے آئیا اس وضا نظر کر فلانے جنگل دھیر جا
که پنچے ہے خلقت ہیں جس ذات سوں او دکھلائی دیگی اسی دھات سوں
جو عیسیٰ گئے اوس جنگل دھر گذر پڑی ایک برقع سوں عورت نظر
کہے کُن ہے توں ہور ترا ناؤں کیا یکیلی توں کرتی ہے اس ٹھانوں کیا
سو دَر حال او رُخ نبی دھیر کر دئی جواب اس دھات سوں پھیر کر
دنیا جس کتے ہیں سو میرا ہے ناؤں کہے کاڑ برقع جو تجکوں نجھانوں
جو برقع ستی کاڑ کر او سگھڑی بُری شکل سوں تب نظر تل پڑی
ڈوبائی ہے خوش لہو منے ایک ہات دوجا ہات رنگی ہے مہندی سنگات
جو عیسیٰ نبی کوں لگیا یو عجب کہی کھول عیسیٰ کوں اس دھات تب
جو یو ہات لہو سوں بھریا ہے مرا ۴۱۲۰ سو کر خون آئی ہوں یک شو کیرا
جو مہندی دوجے ہات کوں لیائی ہوں نوا ایک مُنس لوڑ کر آئی ہوں
اسے بھی نہ خوش کر جیواں مارہیں ہور ایکس کے ہوتی ہوں گل ہار ہیں
مرا کام ہے لوڑنا چھوڑنا مرا رسم ہے جوڑنا توڑنا

بتے مُنس کے جو عدد قام نئیں — کسی کا منجے یاد بی نام نئیں
انو سات مل کر تو سوتی ہواں ہیں — وے بکر سوں وو نچ اچھبو تی ہوں ہیں
عجب دل کوں عیسیٰ کے پورا چ ہبی — لگیا سو کہی اے خدا کے نبی
توں یو بات چنداں عجب کر نہ جان — کہ کرتی ہوں ہیں تجکوں خاطر نشان
مری آرزو ہیں جے کوئی عمر کھوئے — تجھے نامرد ان میں نہ تھا مرد کوئے
جے کوئی رنج کے ہیں پاک مردان دیں — نہیں دیکھتے منج کدھن پھر کدھیں
یہی ہے میرے بکر کیرا سبب — ۳۰۱۳ اچھوں بکر سوں میں تو کیا ہے عجب
دنیا جاں تے اے دوست ایسی اچھے — بڑا عار ہے دوڑنا اوس پیچھے
نبی مصطفیٰ تے ہے سچ یو خبر — کہ طالب دنیا کا مخنث ہے کر
اگر مرد ہے توں مخنث نہو — اس آلودگی سوں ملوث نہو
طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں — ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہنر توں
توں عارف ہے گر نکتہ دانی منے — نجھا دیک اپنے معانی منے
جو ہے کون آیا ہے کس کام کوں — شرف کس بدل ہے ترے نام کوں
کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا — سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا
نکو جان پیجیا ہوں کر خاک تے — کہ پیلاڑ ہے توں تو افلاک تے

مخمّر اگرچہ توں بارنج ہے — ولے ہر قدم تَل ترے گنج ہے

جلگچ آفرینش کے آثار ہیں — ۱۴۴۰ اوسب تج میں جلوا دیونہار ہیں

سمج لے توں قدر اپنے اقبال کا — ہے دو جگ بہا تیرے یکبال کا

ترِی ذات میں نور اللہ ہے سب — ترِی قید میں ماسو اللہ ہے سب

توں جانے کینتے لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ — اچا توں سکے دم انا الحق سینی

میرے جبہ میں نہیں ہے — اٹھا

گہی عبد ہور گاہ معبود توں — گہی کم ایاز ہور محمود توں

اوصاحب تج اپرال دھر اعتبار — دیا ہے ترِے ہات سب کاروبار

ولے توں نہ سمجھے توکوئی کیا کرے — سمج کر جلگچ توں کرے سو سرے

زیب دے

اگر کرنے منگتا ہے کچ کام توں — تو فرصت یہی وقت ہے فام توں

چاہتا — سمجھ

انکھی کھول عزّت کی درخویش دیک — عجب منزل آنگے ہے اندیش دیک

یعنی عبرت

نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا — یو پھاندا ہے درویش ہور شاہ کا

یعنی اعتبار — پھندا

سنبھال اپنیں اے یار اس دام تے — ۱۴۵۰ نکو غافل اَچھ آپنے کام تے

یعنی رہ

اُچا دم جم اللہ کے نام سوں — متارہ سدا عشق کے جام سوں

ہمیشہ — مست

خبر تجکوں دے نفی اثبات تے — کیا بات کوں ختم اس بات تے

برائی اچھائی

الٰہی جو دانا ہے اسرار کا — دیوے تج اثر میری گفتار کا

سرافراز دو نو جہاں پر کرے جو رہے آرزو کچ نہ دل میں مرے

دعا سوں کیا ختم میں یو کتاب

الٰہی دعا یو کرے مستجاب

تمت بالخیر